عربی ادب کی تاریخ

حصہ اوّل

جس میں ابتدائی زمانے سے لیکر سنہ ۷۵۰ء تک کے سارے حالات جو عربی ادب
و اسلامی حکومت کے متعلق ہیں بڑی تحقیق و تدقیق کے ساتھ درج کئے گئے ہیں

جسکو

خاکسار محمد عبدالاحد غفرلہ الصمد نے اپنے اہتمام سے

بماہ نومبر سنہ ۱۹۰۹ء

مطبع مجتبائی دہلی میں طبع کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

کئی وجوہ سے عربی علم ادب کی تاریخ کی اُردو مین سخت ضرورت ہے۔ جہان تک مجھے معلوم ہے آج تک کسی نے اس مضمون کی کوئی کتاب ہماری ہندوستانی زبان مین نہین لکھی ہے۔ کشور ہند مین بڑے بڑے فاضل اجلّ گذرے ہین جنہون نے اپنی فضیلت ولیاقت کے مشہور یادگار عربی اور فارسی اور اُردو مین چھوڑے ہین اور اسوقت بھی ایسے ایسے نامی علماء موجود ہین جو فی الحقیقت علم مین اپنا ثانی نہین رکھتے اور فضلائ روزگار کے سرتاج ہین۔ پر سب کے سب عربی کی مستند کتابون کے دقائق معانی کی شرح و تفسیر مین مصروف رہے اور عربی علم ادب کی تاریخ کی طرف بالکل توجہ نہین کی کہ اس کا ترتیب وار حال سہل و روزمرّہ کی اُردو مین افادہ عام کے لیے لکھ جاتے۔ ہند کے مکتبون اور سرکاری مدارس مین لاکھون طلباء بکمال اشتیاق کے ساتھ عربی زبان کا مطالعہ کرتے اور محنت شاقّہ کے بعد نہایت اعلیٰ درجہ کی استعداد پیدا کر لیتے ہین۔ پر اس عجیب زبان کے ادب کی تاریخ سے بیخبر اور ناواقف رہتے ہین۔ حیرت و تعجب کا مقام ہے کہ سررشتۂ تعلیم نے بھی عربی کے اعلے درجہ کے امتحانون کے لیے کوئی ایسی کتاب مقرر نہین کی جس کے ذریعہ سے طلباء کو عربی ادب کی تاریخ سے واقفیت ہو۔ حق تو یہ ہے کہ اُردو مین اس طرز کی کوئی کتاب ہی نہین جو نصاب تعلیم مین داخل کیجائے۔ وہی مثل ہے

"دامن از کجا آرم کہ جامہ ندارم" اس مضمون پر خامہ فرسائی کی ایک بڑی وجہ تو یہی ہے
یہ ملحوظ خاطر رہے کہ عربی ایک ایسی فاتح قوم کی زبان ہے جس نے اپنی فتوحات کے
نشان دنیا کے ہر طبقہ مین کم و بیش چھوڑے ہین اور بعض حصے تو دنیا کے ایسے ہین
جہان اس سعادتمند قوم کے آثار نمایان کے سوا اور کچھ نظر نہین آتا - ایک وہ زمانہ تھا
کہ روے زمین کے خوبصورت و زرخیز خطے اس قوم کے زیر نگین تھے - عربی النسل بادشاہون
کے سکے ان کی فرمانروائی کے قصے بیان کرتے - اور ان کی بہادر و جنگجو سپاہ مختلف
ممالک و دیار مین دکھائی دیتی تھی - قیصران روم و خسروان ایران کے مقبوضات انکی
قلمرو مین شامل اور قرب وجوار کی قومین ان کی باجگذار تھین - گنبد گردون مبازران
اسلام کی تکبیر کی صدا سے گونجتا تھا اور بادشاہان زمین کے سر انکے قدمون پر ٹکے
رہتے تھے - حصار ہاے محکم کی دیوارون پر انکے پرچم لہراتے اور روے زمین کے
دور دراز گوشون تک ان کے فرمان جاری ہوتے تھے - چتر اقبالمندی ان کے سرون
تنا رہتا اور دولت و حشمت ان کی رکاب چومتی تھی - ان کی شان و شوکت کی کچھ
انتہا نہ تھی کیونکہ چارون طرف سے بے قیاس دولت شاہی خزانہ مین آتی تھی - جہان
جہان یہ گئے اسلام کی برکت اپنے ساتھ لے گئے - لاکھون ان پہلے مسلمانون کی دینداری
دگرمجوشی کو دیکھکر اسلام لائے - مثل مشہور ہے اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ - مفتوح
قومون نے اپنے فاتحون کی زبان - اور پوشش - عادات و عقائد اختیار کر لیے عربی قوم
کے عروج مین ہمین دو امور وابستہ دکھائی دیتے ہین - دین وسلطنت - پہلے ہی سے
ان کی زبان مین فصاحت و بلاغت کے تمام قدرتی لوازمات بھرے ہوے تھے -
اسلام کے قبل عرب جاہلیت کو اپنی سحر بیانی و آتش دہانی پر ناز تھا - سال مین ایک
دفعہ یہ لوگ کشت وخون کے ہنگامہ کو بند کر کے عکاظ کے میلے مین فراہم ہوتے اور
وہان اُنکے خطیب اور قوم کے شعرا اپنی شجاعت و سخاوت - مہمان نوازی اور عشقبازی
کا حال نہایت پرجوش و بلیغ اشعار مین حاضرین کے سامنے پڑھتے - چنانچہ اُس زمانہ کے
اشعار رزمیہ و مدحیہ و عشقیہ آج تک موجود ہین - انہین پڑھکر تعجب معلوم ہوتا ہی کہ ان

صحرا نوردشاعرون اور بادیہ پیما قبیلون مین اس زور شور کی بلاغت وقادر الکلامی کہان سے آئی۔ اور فن شعرگوئی مین ان لوگون نے ایسی غیر معمولی ترقی بغیر کسی اُستاد کی مدد کے کیسے کی۔ ہمین اس زمانے کے اشعار دیکھکر یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان کی شاعری قدرتی ہے۔ آورد و بناوٹ۔ مبالغہ و تصنع کا رنگ اس مین بہت ہی کم دکھائی دیتا ہے۔ لیکن اس بات کو نظر انداز نہین کرنا چاہیے کہ عرب جاہلیت کی ترقی فقط شعر گوئی مین تھی۔

ابھی یہ لوگ اپنی جہالت و بت پرستی مین غرق ہی تھے کہ یک بیک اسلام کا کوکب درخشان اُفق پر نمودار ہوا۔ اسکا نمودار ہونا تھا کہ وہ ظلمت جو ایک عرصہ سے ملک عرب پر چھائی ہوئی تھی رفتہ رفتہ چھٹنے لگی۔ اور نور توحید اُس تاریک جزیرہ نما کے گوشون کو روشن کرنے لگا۔ جہان یہودی اور عیسائی واعظ سوتے دلون کو جگانے سے عاجز رہے وہان حضرت محمد علیہ السلام عجیب طور پر کامیاب ہوئے۔ شروع ہی شروع مین آپ کی نہایت سخت مخالفت ہوئی۔ تبلیغ پیغام الٰہی مین اکثر بڑی ذلت ورسوائی اُٹھانی پڑی اور بارہا دشمنون نے انہین جان سے مارنے کا بھی قصد کیا لیکن "دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست" مخالفون کی ساری کوششین رائگان گیئن۔ اور اسلام روز افزون ترقی کرتا رہا۔ یہ انہین کا دم تھا کہ یہ وحشی۔ جنگجو۔ لٹیری قوم اسلام کی پیرو اور ایک برحق معبود کی معتقد بن گئی اسلام نے بت پرستی اور باطل اوہام کو بیخ و بُنیاد سے دور کرکے اس تند خو اور سنگدل قوم کی کایا بالکل پلٹ دی اور اُن مین نئی روح پھونک دی۔ حضرتؐ کے انتقال کے بعد دس برس کے اندر ہی اندر فوج مسلمین کے آب شمشیر نے گبر و مجوس کے آتشکدون کو بجھا دیا اور ژند و پاژند کے اوراق پر سیل فنا برسائی۔ ایران کو حلقہ بگوش کرکے اُنھون نے ملک شام کی طرف توجہ کی۔ اس ملک پر اسوقت روم کے عیسائی بادشاہ حکمران تھے۔ الحق مُرّا۔ شرم و افسوس کے ساتھ یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ عیسائیون کی حالت اسوقت نہایت خراب تھی دولت و ثروت نے انہین مغرور۔ عیاش اور بد دیانت بنا دیا تھا۔ ان کے اجداد کے فضائل و محاسن ان سے خدا حافظ کہکر جدا ہو گئے تھے۔ اور صداقت و انصاف نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ یہ اُن بہادرون کی کپوت اولاد تھے جنکی متانت و شجاعت و صولت

وجلالت ضرب المثل تھین - دین حق کے بدلے اُنہون نے صلیب پرستی اور تصویر پرستی اختیار کرلی تھی اور معبود عالم کی عبادت کے بجاے مقدسون اور اولیا وکبار کے مزارون کے آستانون پر کھڑے ہوکر مغفرت کے لیے زاری وفریاد کرتے تھے - عادتین انکی بگڑی ہوئی تھین اور اخلاق انکے نہایت ردی تھے - اس پر انہین یہ زعم تھا کہ ہم خدا کے لاڈلے ہین اور جنت ہماری میراث ہے - بھلا ایسون مین اسلامیون کے حملون کی تاب کہان تھی - جانبین کی فوجون کی جب مٹھ بھیڑ ہوئی تو میدان کارزار مین اُنہون نے پشت پھیر دی اور کشتون کے پشتے اپنے پیچھے چھوڑ گئے - اس ہزیمت کا کچھ ایسا اثر ہوا کہ پھر صدیون تک لشکر اسلام کے آگے ان کے قدم نہ جمے - ایران اور شام ہی نے فقط ان فتحمندون کے آگے سر تسلیم خم نہ کیا بلکہ مصر نے بھی کچھ مقابلے کے بعد انکی اطاعت قبول کرلی - تھوڑے عرصے کے بعد سارے شمالی افریقہ کو فتح کرکے یہ بہادر فاتح ملک سپین مین داخل ہوئے اور وہان ایک ایسی سلطنت کی بُنیاد ڈالی جو عنقریب سات سو برس تک قائم رہی -

پس اسلام کے ساتھ گویا دو برکتین لگی ہوئی تھین - شوکت دنیوی اور نجات اخروی یہ ایک دین بھی تھا اور سلطنت بھی - دونون ہی صورت مین یہ بڑے جاہ وجلال کے ساتھ ظاہر ہوا - اور اپنے ساتھ وہ سند وثبوت لایا جس کے آگے مخالفون کو سکوت اختیار کرنا پڑتا تھا - قرآن کی بلاغت وجادو بیانی نے عرب کے افصح الفصحا اور ابلغ البلغا کو بمنزلہ زبان بریدہ بلکہ نشست صمٌ بکمٌ بنا دیا - اُسکے فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ کے دعوے نے خداوندان سخن کا منہ بند کردیا - اب سے آگے ہمیشہ کو یہ کلام ربانی کمال بلاغت اور بلاغت کمال کا معجز نما نمونہ ہوگیا - بارہا عرب کے قبائل کے چیدہ چیدہ شعراء اور اہل کمال نے قرآن کیاسی عبارت لکھنے کی کوشش کی پر ناکام رہے - اُس نے سحر وافسون کی قدر کھودی اور جادو سے مصر کو خاک مین ملادیا - سامعین کو طوعًا وکرہًا ماننا ہی پڑتا تھا کہ ایسا کلام طاقت بشری سے باہر ہے - سخت سے سخت دل بھی اس غضب کی آتش بیانی سے موم بنجاتے اور پتھر کے کلیجے پانی ہوجاتے تھے - حضرت عمرؓ جیسے تند مزاج آدمی

قرآن کی عبارت کو پڑھکر آہ وزاری کرنے اور اپنے پروردگار کے آگے چھاتی پیٹنے لگتے تھے جب حضرت عمرؓ ہاتھ مین تلوار لیے اپنی بہن وبہنوئی کے گھر مین گھسے تو وہان اُنکے ہاتھ کاغذ کا ایک ورق لگا جس پر یہ آیت کریمہ مکتوب تھی "طٰہٰ - مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤى - اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ یَّخْشٰى - تَنْزِیْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَ السَّمٰوٰتِ الْعُلٰى اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى - لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا وَ مَا تَحْتَ الثَّرٰى وَ اِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَ اَخْفٰى - اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ - لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى" اسکا پڑھنا تھا کہ آپ کی آنکھ سے آنسو ٹپ ٹپ زار وقطار گرنے لگے اور وہ اُسیوقت اسلام لے آئے - حضرت لبید کو بھی اسیطرح اس معجزۂ بلاغت نے مسخر کرلیا - اور وہ اُسکی حیرت انگیز فصاحت وبلاغت کو اسکے من جانب اللہ ہونیکی دلیل سمجھنے لگے -

قرآن سے عربی زبان کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اسکی وضع وشکل طرز وبندش مخصوص ہوگئی فضیلت وبراعت کے اندازہ کرنے کا وہ صحیح پیمانہ ومعیار قرار دیا گیا - پر اسکے نکات ودقائق کو سمجھنا اور حل کرنا آسان نہ تھا اُسکی بلاغت کے اسرار عوام کی نظر سے چھُپے ہوئے تھے - لہذا ان کی شرح کے لیے قدیم شعراء کے سارے اشعار جمع کرنے پڑے - سرگرم وجان نثار بندگان الٰہی اب اسی کوشش مین لگ گئے کہ جس طرح ممکن ہو عرب العربا کے کلام کو چھان بین کر نکالین اور انکی مدد سے کلام اللہ کو زیادہ صفائی کے ساتھ سمجھین - ساتھ ہی ساتھ قواعد کی کتابین مرتب ہوئین تفسیرین اور شرحین لکھی گئین - حدیثین جمع کی گئین - فقہ کا مطالعہ شروع ہوا - خلفاے خاندان اُمیہ کے وقت تک تو یہ کوششین امور دینیہ پر محدود رہین لیکن جب خلافت پر خاندان عباسیہ کا قبضہ ہوا تو اور ملکون کے علم وہنر کی طرف بھی محققون کی توجہ ہوئی - اس عہد مین عربی علم ادب نے ایسی ترقی کی جسکی نظیر ہمین کہین دکھائی نہین دیتی - منصور اور ہارون الرشید - مامون اور واثق اور معتصم کے زمانہ مین بغداد جو ان کا دار الخلافت تھا علوم وفنون کا مخزن ومعدن ہوگیا - پھر کبھی کسی ملک مین جاہ واحتشام اور علوم وفنون ایسے رونق افروز نہوے - ان خلفا پر یہ شعر صادق آتا ہے ؎

از ہیبت شاہ جہان لرزد زمین وآسمان ؁ انگشت حیرت در دہان نیمے درون نیمے برون

عربی و عجمی۔ یہودی و یونانی علماء ان پادشاہان گردون مدار کے درباروں مین شب و روز موجود رہتے تھے۔ مسائل دینیہ اور فلسفیہ پر آزادانہ بحث ہوتی۔ مذاہب مختلفہ کے مقلد اپنے عقائد و خیالات کا اظہار بڑی صراحت کے ساتھ کرتے تھے کیونکہ کسیطرح کی روک ٹوک وہان نہ تھی۔ یہ زمانہ عربی علم ادب کی تاریخ مین کمال عروج کا زمانہ گذرا ہے۔ کوئی فن ایسا نہ تھا جس کی بڑی بڑی ضخیم کتابین نہ لکھی گئی ہون۔ شعر و سخن مین عجمیت کا رنگ صاف جھلکنے لگا۔ دور دور کے کتب خانے قدیم و نایاب نسخون کے لیے چھانے گئے۔ اور شتران بارکش کتابون سے لدے ہوئے چہار طرف سے بغداد مین آتے اور اپنے بیش بہا ہدیئے خلیفہ کی نذر کرتے تھے۔ آلہیات مین آزاد خیالی کا وہ زور ہوا کہ خوف تھا کہ کہین اسلام کی کشتی گرداب کفر و الحاد مین پھنسکر ڈوب نہ جائے۔ نئے نئے فرقے پیدا ہو گئے۔ اور یہ سب آپس مین ایک دوسرے کے دشمن۔ معتزلہ اور اشعری صفاتی اور مجسمی۔ جبری و قدری بے دھڑک کھلم کھلا دین کے ادق مسائل پر مباحثہ کرتے اور اپنے مخالفون پر تبرا و لعنت برساتے تھے۔ اور ہر فرقہ نے اپنے اپنے معتقدات پر کتابون کے طومار کے طومار لکھ مارے۔ سیوطی اور ابن خلکان نے انکا مفصل حال اپنی کتابون مین دیا ہے۔

اسی مہتم بالشان زمانہ مین عبرانی و یونانی۔ رومی و پارسی کتابون کے ترجمے عربی زبان مین کیے گئے۔ علوم شرقیہ و غربیہ کی ہزارون کتابین تالیف ہوئین۔ طب و ریاضی مین نئی نئی معلومات نے اپنا رنگ دکھایا۔ منطق و فلسفہ کی بڑی بڑی کتابین لکھی گئین۔ حکمت و دینیات کے علماء کی تصانیف سے کتب خانے آراستہ کیے گئے۔ ملکون اور سلطنتون کی تاریخین مرتب ہوئین۔ یہان تک کہ فن موسیقی کے متعلق بھی بہت سے رسالے تصنیف ہوئے عربی زبان اب تصانیف کے سبب ساری زبانون کی ملکہ ہو گئی۔ پر افسوس صد افسوس ہلاکو خان کے دست ہلاکت نے صدیون کے علم و ہنر کے ذخیرہ کو آگ لگا کر برباد کیا۔ اور اُس وقت کے سرمایۂ علم مین سے بہت تھوڑا سا صحیح و سالم ہم تک پہونچا ہی بیشتر حصہ اسکا خاک مین مل گیا۔ تاہم جو کچھ بالفعل موجود ہے وہ اتنا ہے کہ اسکا مقابلہ

چاہے جس زبان کے علم ادب کے ساتھ کرلو۔

خلفائے عباسیہ کے عہد مین فقط بغداد ہی مین علوم وفنون کا ایسا چرچا نہ تھا بلکہ اور شہر بھی اس عظیم الشان سلطنت مین ایسے تھے جہان علوم نے غیر معمولی ترقی کی تھی کوفہ اور بصرہ کو تو وہان کے یگانہ روزگار نے شہرت دوام کا تاج پہنا دیا ہے۔ ایسے ایسے بدر منیر ان دو شہرون مین ہو چکے ہین جن کے انوار سے زمانہ روشن تھا ان مین بڑے نامی صرفی و نحوی مجتہد و محدث پیدا ہوئے ہین۔ اور کسی وقت تو یہان علم کی وہ ترقی تھی کہ مشہور عالمون کے جتھے یہان ہی ملتے تھے۔ حریری نے مقامۂ حرامیہ مین بصرہ کی تعریف اسطرح کی ہے

بِهَا مَا شِئْتَ مِنْ دِيْنٍ وَّ دُنْيَا ۔ وَجِيْرَانٍ تَنَافَوْا فِي الْمَعَانِيْ

فَمَشْغُوْفٌ بِاٰيَاتِ الْمَثَانِيْ ۔ وَمَفْتُوْنٌ بِرَنَّاتِ الْمَثَانِيْ

وَمُضْطَلِعٌ بِتَلْخِيْصِ الْمَعَانِيْ ۔ وَمُطَّلِعٌ اِلٰى تَخْلِيْصِ عَانِيْ

وَكَمْ مِنْ قَارِئٍ فِيْهَا وَقَارٍ ۔ اَضَرَّ بِالْجُفُوْنِ وَبِالْجِفَانِ

وَكَمْ مِنْ مُعْلِمٍ لِلْعِلْمِ فِيْهَا ۔ وَنَادٍ لِلنَّدٰى حُلْوِ الْمَجَانِيْ

وَمَغْنًى لَا تَزَالُ تَغُنُّ فِيْهِ ۔ اَغَارِيْدُ الْغَوَانِيْ وَالْاَغَانِيْ

فَصِلْ اِنْ شِئْتَ فِيْهَا مَنْ يُّصَلِّيْ ۔ وَاِمَّا شِئْتَ فَادْنُ مِنَ الدِّنَانِ

وَدُوْنَكَ صُحْبَةَ الْاَكْيَاسِ فِيْهَا ۔ اَوِ الْكَاسَاتِ مُنْطَلِقَ الْعِنَانِ

علاوہ ان شہرون کے دمشق اور حلب اور بلخ اور اصفہان اور سمرقند بھی علم کا مرکز سمجھے جاتے تھے۔ ایک عالم کے بارے مین روایت ہے کہ اگر وہ اپنی کتابون کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجاتا تو چار سو اونٹ اس کام کے لیے ضرور ہوتے۔

مصر بھی فاطمی خلفاء کے تسلط مین علوم وفنون کے اعتبار سے رشک بغداد بن رہا تھا سکندریہ مین بیس مشہور دارالعلوم تھے۔ قاہرہ کے شاہی کتب خانہ مین ایک لاکھ قلمی نسخے موجود تھے۔ خلیفہ الحاکم نے قاہرہ مین ایک دارالحکمت بنوایا جسکی سالانہ آمدنی ڈھائی ہزار دینار سے زیادہ تھی۔ یہ امور نہ فقط اسلام کی شان و شکوہ۔ اور دولت واقبال کو دکھاتے ہین بلکہ یہ بھی ظاہر کرتے ہین کہ اسلامی اپنے وقت مین علم وہنر مین

بھی عدیم المثال اور لاثانی ہوے ہین -

پر جس ملک مین عربی تہذیب وشایستگی سو دو سو برس تک نہین بلکہ سات سو برس تک جلوہ نما رہی وہ اندلس تھا - قرطبہ کے کتب خانہ مین چار لاکھ کتابین سجی ہوئی تھین وہان اسلامی شان صدیون تک اپنے نئے بہروپ و رنگ دکھاتی رہی -

اب تو چاہے عیسائی کفران نعمت واحسان فراموشی کرکے اپنے محسن مسلمانون کو برا کہین پر کوئی صاحب انصاف اس سے انکار نہین کر سکتا کہ یورپ کے عیسائیون کو اندلس کے مسلمانون سے بڑے بڑے فیض پہونچے ہین مخفی نرہے کہ آٹھوین صدی سے لیکر پندرہوین صدی کے شروع تک کا زمانہ عیسائیون کی تاریخ مین ''تاریک زمانہ'' کہلاتا ہے جس وقت مسلمانون کے دار العلوم سویل اور قرطبہ اور غرناطہ بڑی آب و تاب کے ساتھ چمک رہے تھے اسوقت یورپ پر جہالت کی گھنگور گھٹا چھائی ہوئی تھی - اور جو تھوڑے بہت علماء مسیحیون مین ادھر ادھر دکھائی دیتے تھے وہ سب مسلمانون کے دار العلوم کے تعلیم یافتہ تھے - عیسائی طلبہ کالے کوسون سے ان دار العلوم مین تعلیم پانے کی غرض سے آتے اور بلا امتیاز اسلامی طلباء کے ساتھ پڑھتے اور وظیفے پاتے تھے - جس تحمل و انصاف کے ساتھ یہ مسلمان ان عیسائی طلباء سے برتاؤ کرتے تھے وہ قابل تعریف ہے - حاکم و محکوم کا پھر ایسا ارتباط و اختلاط سوائے اکبر کے عہد کے اور کبھی دکھائی نہین دیا -

مذکورۂ بالا مضمون سے ظاہر ہے کہ زبان عربی کو اسلام اور اسلامی سلطنتون سے بڑا فروغ حاصل ہوا حسن اتفاق سے کئی ایسے اسباب مجتمع ہوگئے جنہون نے اس کے علو قدر کو حد سے زیادہ بڑھا دیا - حتے کہ کوئی زبان اسکی ہم پلہ و نظیر نہین رہی - اسے نہ فقط دینی زبان ہونے کا شرف تھا بلکہ ملکی و علمی زبان ہونے کا فخر بھی حاصل تھا - علاوہ برین فتحیاب عرب جہان جہان گئے اس زبان کو اپنے ساتھ لے گئے - نتیجہ یہ ہوا کہ ہفت اقلیم مین یہی زبان بولی جانے لگی - چنانچہ اس کے عالمگیر ہونے کا ثبوت آج تک صفحۂ دہر پر موجود ہے اور وہ ثبوت یہ ہے کہ دنیا کے ہر گوشہ مین اس عجیب زبان کے پڑھنے والے اور

بولنے والے اور سمجھنے والے پائے جاتے ہین - یہ سنسکرت اور لاطینی اور عبرانی کی طرح مُردہ زبان نہین ہے بلکہ زندہ زبان ہے - اور دنیا کے کئی بڑے بڑے حصون مین اب تک مروج ہے - با این ہمہ تقلب روزگار و گردش لیل و نہار اس کا بوستانِ فصاحت اب تک سرسبز و شاداب ہے اور ایک عالم ابتک اسکے گلہاے بلاغت کی بوباس سے مہک رہا ہے - اسلامی دنیا مین تو اس زبان کا یہ حال ہے کہ لاکھون کروڑون آدمی مختلف قوم کے بڑی کوشش و جانفشانی سے اسکا مطالعہ کرتے اور اپنی عمرین اس مین کھپا دیتے ہین - پس جس زبان کی قدر و منزلت ایسی ہو اس کے حیرت انگیز علم ادب کی تاریخ کا مطالعہ تو ضرور چاہیئے -

اس زبان کا جو اثر دوسری زبانون پر ہوا وہ نہایت ہی تعجب خیز ہے - بالفعل یورپ کی کوئی زبان ایسی نہین ہے جسکا دامن عربی زبان کے خوان نعمت کے ریزون سے پُر نہ ہو اور جو دعویٰ یورپ کی زبانون کی نسبت کیا گیا ہے وہی بلا مبالغہ اور زیادہ صحت کے ساتھ ایشیا کی زبانون کی نسبت کیا جا سکتا ہے - بلکہ ایشیا کی دو مشہور زبانون پر تو اسکا ایسا اثر ہوا ہے جو قیامت تک باقی رہے گا - یعنی فارسی اور اُردو پر - ان دو زبانون مین عربی کے ہزارون لفظ ایسے ہین جو روزمرّہ کی بول چال مین داخل ہو گئے ہین - عام طور ہم یہ قاعدہ کلیہ باندھ سکتے ہین کہ علوم و فنون کی ساری عربی اصطلاحین جیسی کی تیسی ان دو زبانون مین آگئی ہین - فارسی و اُردو نثر و نظم کی کتابین عربی الفاظ اور محاورات سے بھری ہین - ان دونون زبانون کے شعراء کے کلام مین عربی زبان کے لفظ جواہرات کی مانند جڑے اور جگمگاتے نظر آتے ہین - اور حق تو یہ ہے کہ بغیر عربی زبان کو تحصیل کیے فارسی یا اُردو مین کامل استعداد بہم پہونچانی دشوار ہے - تحقیق لغوی اور صحت تلفظ عربی زباندانی پر موقوف ہے - فارسی اور اُردو کے ناثر و ناظم شروع سے اپنے کلام کو عربی سانچون مین ڈھالتے رہتے ہین - فنّ بلاغت و فنّ شعر گوئی مین تو انہون نے ہو بہو اُن کی نقل کی ہے - الٰہیات و فلسفہ، منطق و طب - یہ سب عربی سے لیا ہے اور بے کم و کاست لیا ہے - عربی ہی کی بدولت دونون زبانون مین رنگینی و نمکینی - خوبی و خوش اسلوبی پائی جاتی ہے - غرض

ان کا حُسن مستعار ہے اور عربی سے مستعار ہے۔ بلبلانِ فارس اور طوطیان ہند نے یہ ساری شیوا بیانی جسپر وہ ایسے پھولتے ہین عرب کے ہزار داستان سے سیکھی ہے۔

الغرض ان سب امور پر غور کرنے سے بندۂ احقر نے یہ نتیجہ نکالا کہ اگر عربی زبان کے علم ادب کی ایک مسلسل تاریخ لکھی جاے تو امید ہے کہ شائقین باتمکین اُسے ہاتھون ہاتھ خرید لینگے اگر اُردو زبان مین اس مضمون کی کوئی کتاب ہوتی تو شاید مین اسکے لکھنے کا قصد نہ کرتا۔ پر چونکہ ایسی کوئی کتاب ہے نہین۔ بندہ نے اسکی ضرورت سمجھکر اسکے لکھنے کی جرأت کی۔ واللّٰہ المُستعان۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل ۱

عرب کا جغرافیہ اور وہان کے قدیم باشندون کا مختصر حال

عرب یا عربستان اُس وسیع قطعۂ زمین کا نام ہے جو برّاعظم ایشیا کے جنوب مغرب مین واقع ہے۔ طول اسکا کوئی ۱۴۰۰ میل اور عرض ۷۰۰ میل ہے۔ اس وقت وہان کی آبادی قریب پچاس لاکھ ہے۔ اسکے شمال مین ملک کنعان اور دشتِ شام ہین۔ مشرق مین خلیج فارس۔ جنوب مین بحرِ ہند اور مغرب مین بحرِ قلزم واقع ہین۔ عُمان۔ تہامہ۔ یمن حجاز۔ نجد اور بحرین اسکے مشہور حصے ہین۔ یہ ملک خشک اور ریگستانی ہے۔ وسط وشمال وجنوب کیطرف صحراؤن اور بیابانون کے بڑے بڑے سنسان اور ویران قطعے ہین جن مین نیلگائے اور شترمرغ۔ گورخر اور ہرن اور طرح طرح کے درندے جابجا پائے جاتے ہین۔ شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب تک پہاڑون اور نیچی نیچی پہاڑیون کے سلسلے دور دور تک پھیلے ہوئے ہین۔ پانی کا یہان بڑا توڑا ہے۔ قلتِ بارش کی وجہ سے زراعت کم ہوتی ہے۔ اکثر حصے تو بالکل بنجر اور ریتلے ہین صحرا ایسے خطرناک اور دشوار گذار ہین کہ اُنہین قطع کرنا مشکل ہے۔ قافلون اور راہگیرون کوان مین بڑی بڑی صعوبتین اور دقتین پیش آتی ہین۔ دور دور تک کہین سبزی یا پانی کا نشان نہین ہے۔ عربی زبان مین ایسے صحراؤن کو مَفاوِز ومہالِک کہتے ہین مسافر اکثر انہین قطع کرتے وقت ہلاک بھی ہو جاتے ہین۔ برسات کا جو پانی وادیون

اور گڑھون مین جمع ہو جاتا ہے وہی بیشتر پینے کے کام آتا ہے - دریا اس ملک مین ایک بھی نہین - دو چار چھوٹی چھوٹی ندیان جنوب اور مغرب کیطرف ہین - پہاڑون کی کثرت کی وجہ سے نالے بے شمار ہین - جہان کہین تھوڑا بہت مأ و کلا دکھائی دیا قبیلے کے قبیلے اپنے جانورون اور اہل وعیال کو لے کر وہان آبستے ہین - اور جب پانی اور چارہ ختم ہو جاتا ہے تو وہان سے چلکر کہین اور جہان پانی ملتا ہے جا مقیم ہوتے ہین - یہ لوگ اپنے ساتھ خیمے اور ڈیرے رکھتے ہین - اسی سبب سے انہین خانہ بدوش کہتے ہین -

یمن سب سے زرخیز حصّہ سمجھا جاتا ہے - بارش یہان خوب ہوتی ہے - اور کوے جا بجا ہین جوار اور قہوہ اور انواع واقسام کے میوے کے درخت بوئے جاتے ہین - خرما کے درخت سارے ملک مین عموماً اور یمن مین خصوصاً کثرت سے ہین - ان درختون کی ہری ہری شاخین اور پتّیان دور سے بہت خوشنما معلوم ہوتی ہین - قدیم زمانہ سے یہان کے لوگ شہرون مین رہتے آئے ہین - خانہ بدوش شہریون کو نظر استحقار سے دیکھتے ہین - طائف بھی نہایت سرسبز وشاداب خطّہ ہے - چارون طرف کھجور کے درخت بکثرت ہین - باقی حصّے خشک ہین - ریت کے ٹیلے اور کالی کالی برہنہ چٹانین ہرطرف دکھائی دیتی ہین - وسط کا حصّہ جسے نجد کہتے ہین بہت مرتفع ہے - حجاز حضرموت اور یمامہ ریگستان سے بھرے ہین - مکّہ شریف اور مدینۂ منوّرہ حجاز مین واقع ہین - ملک کے وسیع ریتیلے میدانون مین کہین کہین قدرتی چشمے ہین جو برابر اُبلتے رہتے ہین - ان سے قافلون کے آدمیون کو بڑا آرام ہے - آس پاس کی زمین سیراب وسرسبز ہو کر سبزہ زار سی دکھائی دیتی ہے کھجور کے درخت بافراط پیدا ہو جاتے ہین جنکا سایہ تھکے ماندے مسافرون کو بڑا پیارا معلوم ہوتا ہے - چلچلاتی دھوپ مین چلتے چلتے قافلہ والون کی زبانین اور لب پیاس کے مارے خشک ہو جاتے ہین - ایسے موقعون پر ان چشمون کا ٹھنڈا - میٹھا اور خوشگوار پانی ان کے لیے آب حیات کا سا حکم رکھتا ہے - گرمی اس ملک مین بڑی سخت پڑتی ہے - شدّتِ حرارت کی وجہ سے یہ تپتے ریگستان جن مین پتّے تک کا نام نہین دوزخ کا نمونہ بن جاتے ہین - موسم گرما مین سورج کی کرنون کی چمک ایسی تیز ہوتی ہے

کہ نظر ٹھیک سے کام نہین کرتی - ان دِنون کی دوپہر دھوپ مین ہرن بھی اندھے کیطرح اِدھر اُدھر ٹکرا کر چلتا ہے - ایسے وقت مین اگر کہین پہاڑ کی اوٹ یا درخت کا سایہ مل جائے تو لوگ اُسے غنیمت جانتے ہین - ریگستانون مین آندھیان اس سنّاٹے کی چلتی ہین کہ خدا کی پناہ - ان ہی دنون مین آندھی اور جھکّڑ کے تند جھونکون سے ریت کے تودے ایک جگھہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہین - اگر کوئی اجل رسیدہ قافلہ ان کی جھپٹ مین آجائے تو پھر جان کی خیر نہین بلکہ ان کے نیچے دب کر زندہ دفن ہو جاتے ہین - اس مرگ بے ہنگام کے شکار کی ہڈیان سینکڑون کوس تک پڑی نظر آتی ہین - دن کو بادِ سموم چلتی ہے جسکی زہریلی تاثیر سے اکثر آدمی اور چوپائے مرجاتے ہین - گرد و غبار کے سبب سے آسمان کا رنگ کبھی کالا - کبھی پیلا - کبھی خاکستری دکھائی دینے لگتا ہے - گرمیون مین دن چونکہ بڑا ہوتا ہے لوگ بالعموم تھوڑی دیر کو سوجاتے ہین جسے قَیلُولَہ کہتے ہین جاڑا بھی یہان کڑاکے کا پڑتا ہے اور اگر قحط سالی ہو تو خشک سردی کی وہ کیفیت ہوتی ہے کہ دانت سے دانت بجنے لگتے ہین - ان دنون مین اگر اتفاق سے بارش بھی قدرے قلیل ہو جائے تو پھر تو آگ جلائے بغیر گذارہ نہین - بارش کے دنون مین اور جاڑون مین شبنم بہت پڑتی ہے - اولون کی بھی اکثر بوچھاڑ ہوتی ہے - کھجور - قہوہ - عربی گوند - مر کافور وغیرہ بکثرت پیدا ہوتے ہین اور اِدھر اُدھر دیگر ممالک مین بھیجے جاتے ہین - عربی نسل کے گھوڑے ساری دنیا مین مشہور ہین - یہ گھوڑے خوبصورت اور تیز رفتار ہوتے ہین - عرب کے لوگون کی نظر مین یہ اسقدر عزیز و بیش قیمت ہوتے ہین کہ گھر بار - جورو جانتا - آل اولاد - سب سے جدا ہونا منظور کرلین گے پر اپنے گھوڑے سے جدا ہونا گوارا نہین کرینگے یہ اصیل گھوڑے بڑے وفادار ہوتے ہین اور اپنے مالکون کو خوب پہچانتے ہین - عرب کے کسی بادشاہ نے بنی تمیم کے ایک آدمی سے کہا کہ تم اپنی گھوڑی سکاب مجھے دے دو (سکاب اُس گھوڑی کا نام تھا) اُس شخص نے گھوڑی دینے سے اِنکار کیا اور عذر مین پانچ شعر کہے جن مین سے پہلے دو یہان نقل ہوتے ہین - ؎

أَبَيْتَ اللَّعْنَ إِنَّ سَكَابِ عِلْقٌ	نَفِيسٌ لَا تُعَارُ وَلَا تُبَاعُ	

اے بادشاہ! تو لعنت کے کامون سے بچیو۔ میری گھوڑی سکاب ایک بیش قیمت
ونفیس چیز ہے اور نہ بطور عاریت دی جاسکتی ہے نہ فروخت کیجاسکتی ہے۔

مُفَدَّاۃٌ مُکَرَّمَۃٌ عَلَیْنَا | یُجَاعُ لَهَا الْعِیَالُ وَلَا تُجَاعُ

ہماری جان ومال اُسپر فدا ہین اور وہ ہمکو بہت عزیز ہے۔ بال بچے تو اُس کے
سبب سے بھوکے رکھے جاتے ہین مگر وہ بھوکی نہین رکھی جاتی۔
امرؤ القیس اپنے گھوڑے کی تعریف مین کہتا ہے ؎

وَقَدْ اَغْتَدِیْ وَالطَّیْرُ فِیْ وُکُنَاتِهَا | بِمُنْجَرِدٍ قَیْدِ الْاَوَابِدِ هَیْکَلِ

مین سویرے نکلتا ہون جب پرندے اپنے گھونسلون مین ہوتے ہین ایسا گھوڑا لے کر
جس کے بال کم ہین اور جو جانورون کے لیے بمنزلہ قید ہے اور بڑا تناور وطیار ہے

مِکَرٍّ مِفَرٍّ مُقْبِلٍ مُدْبِرٍ مَعًا | کَجُلْمُوْدِ صَخْرٍ حَطَّهُ السَّیْلُ مِنْ عَلِ

وہ بار بار حملہ کرنے والا اور ہٹنے والا۔ آگے بڑہنے والا اور پیچھے کو ہٹنے والا ہے اور
ان ساری حرکتون مین ایسی تیزی کرتا ہے جیسے وہ پتھر جسے سیل اوپر سے دھکیل لائی ہو۔

عَلَی الذَّبْلِ جَیَّاشٍ کَاَنَّ اهْتِزَامَهٗ | اِذَا جَاشَ فِیْهِ حَمْیُهٗ غَلْیُ مِرْجَلِ

وہ ایڑ کے اشارے پر بہت گرم ہو جاتا ہے۔ اور جب گرم ہوتا ہے اُسکے فراٹون کی آواز
ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے کسی ہانڈی کا جوش۔ عرب کے گھوڑے بدن کے چھریرے
اور کم مو۔ چست اور چالاک دوروم اور تیز رو ہوتے ہین اسی سبب سے انکی قیمت بہت ہوتی ہے
اونٹ کی بھی اس گرم اور صحرائی ملک مین بڑی قدر ہے۔ اسے "کشتی صحرا"
کہنا بیجا اور نامناسب نہین۔ خالق نے اِنکے پاؤن ایسی حکمت سے بنائے ہین کہ آسانی
سے سینکڑون کوس ریت پر چل سکتے ہین۔ بڑے بڑے ریتیلے بیابان۔ اور لمبے چوڑے
صحرا ان ہی کی پشت پر سوار ہوکر قطع ہو سکتے ہین۔ یہ عجیب جانور آٹھ آٹھ دس دس دن
تک بغیر پانی پیے چل سکتا ہے۔ عرب کے لوگ سفر سے پہلے اسے خوب پیٹ بھر کر پانی
پلا دیتے ہین۔ جب راہ مین کہین پانی نہین ملتا تو اسکے شکم کو چاک کر کے پانی نکالتے اور
پیتے ہین۔ خالد بن ولید جب رومی فوج سے لڑنے کو شام کیطرف چلے تو ایسے صحرا سے

ہو کر گذرے جس مین کہین پانی میسر نہین آسکتا - پانی کا انتظام یہ کیا کہ سو اونٹ اپنے ساتھ لیے جنہین خوب پیٹ بھر کر پانی پلوادیا - راستہ مین جب سپاہی پیاسے ہوئے تو ان شترون کا پیٹ چیر کر پانی نکلوالیا - اس جانور کا گوشت عرب کے آدمی بڑے شوق سے کھاتے ہین - اسی کو وہ مہمانون - مسافرون - دوستون اور غربا کے لیے ذبح کرتے ہین اسکا مفصل بیان آگے آئیگا - چونکہ یہ جانور اُس ملک مین بہت کام آتا ہے - لہذا اسکے بغیر گذارہ ناممکن ہے - اس کے لیے عربی مین عنقریب دو ہزار لفظ ہین - اہل عرب نے اسکی تعریف مین ہزارون شعر کہے ہین - طرفہ کے مشہور قصیدہ مین سے تین اشعار بطور نمونہ کے نقل کرتا ہون ؎

وَاِنّيِ لَاُمضِي الهَمَّ عِندَ احتِضَارِہٖ ۔ بِعَوجَاءَ مِرقَالٍ تَرُوحُ وَتَغتَدِي
اَمُونٍ كَاَلوَاحِ الاِرَانِ نَصَأتُهَا ۔ عَلٰی لَاحِبٍ كَاَنَّهٗ ظَهرُ بُرجُدِ
جُمَالِيَّةٍ وَجنَاءَ تَردِي كَاَنَّهَا ۔ سَفَنَّجَةٌ تَبرِي لِاَزعَرَ اَربَدِ

عرب کا کلام ایسی تشبیہات اور استعارات سے پُر ہے جن سے اُس ملک کا حال روشن ہوتا ہے - چنانچہ زنان حسینہ کو آہوُون اور گاوانِ دشتی سے - اور اسخیاءِ کرام کو ابر بسیار آب سے تشبیہ دیتے ہین - اور جب کسی کو دعا دیتے ہین تو اُسوقت بھی یہی کہتے ہین کہ صبح یا شام - دن یا رات کے برسنے والے بادل اُسکی فرودگاہ کو تر کرین - یہان تک کہ اپنے عزیزون یا محُسنون کی قبرون کے واسطے بھی یہی برکت چاہتے ہین کہ وہ ابر باران کے دڑیڑون سے تر و تازہ ہوتے رہین - چنانچہ ایک شخص بادل کو خطاب کر کے کہتا ہے کہ وہ یحییٰ بن زیاد کی قبر کو سیراب کرے ؎

۵۱ مین اپنے ارادہ کو ایک جفاکش دُبلی پتلی ناقہ کے ذریعے سے جو تیز رو اور شام و صبح برابر پھرنیوالی ہے پورا کرتا ہون ۱۲

۵۲ وہ ٹھوکر نہین کھاتی اور تختۂ تابوت کی طرح صاف اور وسیع الصدر ہے - اُسے مین نے ایسے کشادہ طریق پر ہانکا جو دھاریدار کمبل کی پشت کی مانند تھا ۱۲

۵۳ وہ ناقہ مثل شتر نر کے ہے اور بڑے کلہ کی ہے - اور دوڑتے وقت ایسی معلوم ہوتی ہے کہ گویا وہ مادہ شتر مرغ ہے جو ایک جوان کم مو بھورے شتر مرغ کے مقابلہ مین دوڑتی ہو ۱۲

قُلْتُ لِحَتَّانَةٍ دَلُوحٍ	تَسِحُّ مِنْ وَابِلٍ سَحُوحٍ
أُمِّي الضَّرِيحَ الَّذِي أُسَمِّي	ثُمَّ اسْتَهِلِّي عَلَى الضَّرِيحِ
لَيْسَ مِنَ الْعَدْلِ أَنْ تَشُحِّي	عَلَى فَتًى لَيْسَ بِالشَّحِيحِ

ایک شاعر ربیعۃ بن مکدم کے مرثیہ مین کہتا ہے۔ ۵

لَا يُبْعِدَنَّ رَبِيعَةَ بْنَ مُكَدَّمٍ	وَسَقَى الْغَوَادِي قَبْرَهُ بِذَنُوبِ

اسیطرح کا یہ شعر ہے ۵

سَقَى جَدَثًا وَارَى ارِيبَ بْنَ عَبْعَسٍ	مِنَ الْعَيْنِ غَيْثٌ يَسْبِقُ الرَّعْدَ وَابِلُهُ

اور یہ شعر بھی ۵

سَقَى اللّٰهُ أَجْدَاثًا وَرَائِي تَرَكْتُهَا	بِحَاضِرِ قِنَّسْرِينَ مِنْ سَبَلِ الْقَطْرِ

تشبیہات اور استعارات کے نظائر کو بڑھانے کی ضرورت نہین ہے۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ جس ملک مین جو چیزین کثرت سے پائی جاتی ہین اُنہین سے اس ملک کے باشندے تشبیہات اور استعارات نکالتے ہین۔ اور ملک کے اشیاء قدرتی کا رنگ عوام کے کلام مین صاف دکھائی دینے لگتا ہے۔

مورخون نے اہل عرب کو تین قسمون پر تقسیم کیا ہے۔ اول۔ عاربہ۔ دوم۔ متعربہ۔ سوم۔ مستعربہ۔ عرب کے سب سے قدیم باشندون کو عرب العاربہ کہتے ہین۔ ان کی تاریخ ہمین بالتفصیل معلوم نہین ہے۔ انہین عرب البائدہ بھی کہتے ہین کیونکہ یہ بالکل نیست و نابود ہو گئے ہین۔ قحطان کی نسل کو عرب المتعربہ اور اسمعیل کی نسل کو

۵۱ مین نے بہت رونے والے اور برسنے والے بادل سے جو خوب جمکر برستا ہے کہا۔ ۱۲

۵۲ کہ تو اس قبر کا قصد کر جسکا مین نام لیتا ہون اور پھر خوب اس قبر پر برس۔ ۱۲

۵۳ یہ انصاف نہین ہے کہ تو اُس جوان کی قبر پر برسنے مین بخل کرے جو خود بخیل نہ تھا ۱۲

۵۴ خدا ربیعۃ بن مکدم کو ہلاک نکرے۔ اور صبح کا برسنے والا مینہ اُسکی قبر کو بڑی ڈول سے سیراب کرے ۱۲

۵۵ اُس قبر کو جسنے اریب بن عبعس کو آنکھ سے چھپا لیا ایسا ابر سیراب کرے جسکے باران کے قطرے رعد سے پہلے برستے ہین ۱۲

۵۶ خدا اُن قبرون کو جنہین مین اپنے پیچھے حاضر قنسرین مین چھوڑ آیا ہا وان سے سیراب کرے ۱۲

عرب المستعربہ کہتے ہین - عرب العاربہ مین جواب لوح ہستی سے قطعاً مٹ گئے ہین کئی شعوب تھے - اُنکے نام یہ ہین - عاد - ثمود - جدیس - طسم - جرہم الاولیٰ - اور عالیق جرہم الاولیٰ کو چھوڑکر باقیون کا مختصر حال یہان درج کیا جائیگا کیونکہ جرہم الاولیٰ کے بارہ مین ہمین فقط اتنا معلوم ہے کہ یہ قبیلہ یمن مین بود وباش کرتا اور عبرانی زبان بولتا تھا -

عاد - بنی عاد یمن وعمان کے درمیان آباد اور حضرموت وشحر تک پھیلے ہوئے تھے - انکا جدامجد عاد عرب کا پہلا بادشاہ تھا - قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم کے لوگ دراز قامت تھے کیونکہ یہ آیت آئی ہے " اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَاۗءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ " ہود علیہ السلام اپنی قوم بنی عاد سے کہتے ہین کہ کیا تمکو یہ تعجب ہوا کہ آئی تمہین نصیحت تمہارے ربّ کی ایک مرد کے ہاتھ جو تم مین سے ہے کہ وہ تمہین ڈرُ سنائے اور یاد کرو کہ تمہین قوم نوح کے بعد سردار کیا اور زیادہ دیا تمکو بدن مین پھیلاؤ - پس خدا کی نعمتون کو یاد کرو - شاید تمہارا بھلا ہو" شداد بن عاد انکا ایک بڑا مقتدر اور قسمتمند بادشاہ تھا جس نے شام اور ہند اور عراق اور بہت سے شہرون کو اپنے قبضہ مین کرلیا تھا - اس نے ایک عدار اور نہایت عالیشان شہر تعمیر کروایا - اس شہر کے اندر ایک رفیع الشان اور خوبصورت محل تھا اور اُس محل کے چارون طرف پُر فضا باغ لگے تھے - سونے اور چاندی کی اینٹون سے اُسکی دیوارین بنی تھین اور قسم قسم کے جواہرات اور بیش قیمت پتھر اُس مین جڑے ہوئے تھے - سیم وزر کے طرح طرح کے پھول اور پھل کے درخت بنائے گئے تھے جن کی شاخون پر چارون جانب سونے کے پرندے بیٹھے نظر آتے تھے ان بیجان پرندون کے کھوکلے شکمون مین دنیا بھر کی خوشبوئین بھری گئی تھین - ہر وقت ان خوشبوؤن کی بھینی بھینی مہک ہوا مین رہتی تھی - اُدھر پھولون کی گمگ بادِ صبا اور نسیم کے جھونکون کے ساتھ دور دور مقامات تک جاتی اور لوگون کے دماغ معطر کرتی تھی -

درحقیقت یہ مغرور بادشاہ یہ چاہتا تھا کہ خدا کا ہمسر وہمتا ہوجائے - اور وہ شہر نمونہ جنت

تصور کیا جائے۔ اسی سبب سے اُس نے اس شہر کا نام ارم رکھا۔ "اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ" جب یہ شہر پورا ہنکر طیار ہو گیا۔ شداد اپنے اُمرا اور ارکین دولت کو اپنے ہمراہ لے کر اُسکے ملاحظہ کو چلا۔ جب ایک منزل کا فاصلہ باقی رہ گیا خدائے قادر نے ان سبھون کو عجیب طرح سے ہلاک کر دیا۔ طبری جو ایک بڑا مشہور مورخ ہوا ہے یہ قصہ بیان کرتا ہے کہ معاویہ کے عہد خلافت مین ایک اعرابی اپنی کھوئی ہوئی ناقہ کو ڈھونڈھتا ڈھونڈھتا اس شہر مین جا پہونچا۔ اور اُسکی ویرانی و سنسانی کے سبب خائف ہو کر وہان سے بھاگا۔ کہتے ہین کہ ایک دفعہ خدا نے حضرت عزرائیل سے پوچھا کہ تجھے کبھی روحون کو قبض کرتے وقت رحم بھی آیا؟۔ اُنہون نے جواب دیا اور کہا۔ یا باری تعالیٰ دو دفعہ مجھے رحم آیا۔ ایک تو اُس موقعہ پر جب تیرے حکم سے مجھے ایک عورت کی روح قبض کرنی پڑی جس کے اُسیوقت بچہ پیدا ہوا تھا اور وہ بچہ بیچ سمندر مین ایک تختہ سے چمٹا ہوا موجون کے تھپیڑون سے اِدہر اُدہر ٹکراتا پھرتا تھا۔ دوسرا اُس موقع پر جب تو نے شداد کی روح قبض کرنے کا حکم دیا کیونکہ اُس نے بڑے شوق سے ایک شہر تعمیر کرایا اور تو نے عین اُسوقت جب وہ اُسے دیکھنے جا رہا تھا مجھے حکم دیا کہ اُسکی روح قبض کرون۔" خدا نے جواب دیا۔" شداد وہی بچہ تھا جس پر تجھے رحم آیا تھا۔"

قرآن شریف مین کئی جگہ قوم عاد کا ذکر ہے۔ خدا تعالےٰ نے اسی قوم مین سے ایک شخص ہود علیہ السلام کو رسول بنا کر ان کے پاس بھیجا۔ ان کی منادی و ہدایت سے فقط چند آدمیون نے توبہ کی۔ باقی اپنی شرارت و بت پرستی مین منہمک رہے۔ اس نافرمانی کے سبب سے خدا کا غضب اِنپر نازل ہوا۔ ہود علیہ السلام اور ان کے ساتھیون کے سوا سب ہلاک کیئے گئے۔" فَتِلْكَ عَادٌ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۗ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ۔" اور یہ تھے عاد جو منکر ہوئے اپنے رب کی باتون سے اور نہ مانے اُس کے رسول اور مانا حکم اُنکا جو سرکش اور

مخالف تھے۔ اور پائی اس دنیا مین پھٹکار اور قیامت کے دن۔ سن لو عاد منکر ہوئے اپنے رب سے۔ سن لو پھٹکار عاد قوم ہود کو۔ "وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُودًا وَّالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَنَجَّيْنَاهُم مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ" "اور جب پہونچا ہمارا حکم بچا دیا ہمنے ہود کو اور جو یقین لائے تھے اسکے ساتھ اپنی مہر سے اور بچا دیا انکو سخت مار سے"

شعرا کے کلام مین بھی عاد و ارم کی طرف کہین کہین اشارہ ہے اور وہ یون کہ مدت مدید کو عہد عاد سے مستعار کر لیتے ہین یا صاف صاف انکی نافرمانی و ہلاکت کا ذکر کرتے ہین معز بن المکعبر الضبی ایک شاعر جاہلی کہتا ہے ؎

مَا لَمْ تَسِرْ قَبْلَهُمْ عَادٌ وَلَا إِرَمُ	حَتَّى انْتَهَوْا الْمِيَاهِ الْجَوْفِ ظَاهِرَةً

یہانتک کہ وہ لوگ مقام جوف کے پانیون پر دوپہر کو پہونچے۔ اور ایسے چلے کہ قوم عاد و ارم بھی ایسی نہ چلی تھی۔ ایک اور شاعر جاہلی کہتا ہے ؎

مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوفًا لَنَا	أَسْرُ الْمُلُوكِ وَقَتْلُهَا وَقِتَالُهَا

عہد عاد سے یعنے زمانہ قدیم سے ہمارے حق مین بادشاہون کو قید و قتل کرنا اور انسے لڑنا مشہور ہے۔ رشید بن رمیض العنزی ایک شاعر جاہلی ایک نوجوان شریح بن ہند کی شجاعت و جنگ پیشگی کی تعریف مین کہتا ہے ؎

لَيْسَ بِرَاعِي إِبِلٍ وَلَا غَنَمْ	وَلَا بِجَزَّارٍ عَلَى ظَهْرِ وَضَمْ	مَنْ يَلْقَنِي يُودِ كَمَا أَوْدَتْ إِرَمْ

وہ نوجوان شریح بن ہند اونٹون اور بھیڑون کا چرانیوالا نہین اور نہ قصاب ہے جو گوشت کو تختہ پر رکھکر بیچتا ہے۔ اس نوجوان کا تو قول یہہ ہے کہ جو مجھ سے لڑیگا قوم ارم کی طرح ہلاک ہوگا متنبی اپنے ایک قصیدہ مین کہتا ہے ؎

وَحَامَ بِهَا الْهَلَاكُ عَلَى أُنَاسٍ	لَهُمْ بِاللَّاذِقِيَّةِ بَغْيُ عَادِ

اور لاذقیہ مین جن لوگون کی سرکشی عاد کی سرکشی کی مانند تھی اُن پر ہلاکت چھا گئی۔

ثمود۔ قوم ثمود کے لوگ بھی قوم عاد کے لوگون کی طرح لمبے قد کے تھے۔ دولت ان کے پاس بہت تھی۔ انہون نے اپنے لیے محل بنائے اور رہنے کے لیے چٹانون مین گھر تراشے تھے۔ صالح علیہ السلام جو اِن ہی لوگون مین سے تھے انکے پاس بھیجے گئے

پر جسطرح پہلے نوح وہود کی قومین اُن دونبیون کے ساتھ پیش آئین اب قوم ثمود صالح کے ساتھ پیش آئی۔ انہون نے ان سے ایک نشان طلب کیا جس سے معلوم ہوا کہ وہ فی الحقیقت خدا کے رسول ہین۔ انہون نے کہا کہ اگر آپ ایک ناقہ جو حاملہ ہو چٹان مین سے نکالین تو ہم ایمان لے آئینگے۔ آخر خدا کے حکم سے ایک ناقہ معہ بچہ کے جو اُسیوقت پیدا ہوا تھا ایک چٹان مین سے نکلی۔ اُسے دیکھکر تھوڑے سے ایمان لائے۔ ایک شخص قُدار نے بچے کو توجان سے مارا اور ناقہ کی کونچین کاٹ ڈالین۔ "فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ" خدا نے سوا صالح اور اُنکے ساتھیون کے باقی سبھون کو ایک دہشتناک زلزلہ سے ہلاک کر دیا۔ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ۔ "پھر پکڑا انہین زلزلہ نے۔ پس رہ گئے صبح کو اپنے گھر مین اوندھے پڑے" غرض یہ قوم بھی اپنی نافرمانی و بت پرستی کے سبب سے نوح اور ہود اور شعیب کی قومون کی طرح ہلاک و نابود کی گئی۔ شعراء کے کلام مین کبھی کبھی اس قصہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے چنانچہ متنبیؔ کہتا ہے۔ ؎

بِنَفْسِیْ وَلَوْ كُنْتُ اَشْقٰی ثَمُوْدَ	وَفِیْ جُوْدِ كَفَّيْكَ مَاجُدْتَ لِیْ

اور تیرے دونون ہاتھون کی بخشش مین میری جان بھی ہے جسے تو نے مجھے بخشدیا ہے اگرچہ مین قوم ثمود کے بدبخت ترین کی مانند ہون۔

قوم ثمود حجر اور وادی القریٰ مین جو حجاز اور شام کے درمیان واقع ہین رہتی تھی۔ وہان کے کھنڈرون مین اب تک ایسے مکان ملتے ہین جو چٹانون مین تراشے ہوئے ہین۔

جدیس اور طسم - یہ دونون قبائل یمامہ مین ایک ساتھ رہتے تھے۔ بادشاہ قبیلۂ طسم مین سے منتخب ہوتا اور دونون قبائل پر حکمرانی کرتا تھا۔ ایک دفعہ ایک طسمی بادشاہ نے جو نہایت عیاش اور ظالم تھا یہ حکم نافذ کیا کہ جدیس کی کنواری لڑکیان بیاہ سے پہلے اسکے محل مین لائی جائین تاکہ وہ اُن سے مباشرت کرکے ازالہ بکارت کرے۔ جدیسی اس ذلت و رسوائی کے متحمل نہ ہوسکے۔ لہذا اُنہون نے سازش کی کہ اُس بادشاہ کو قتل کرین۔ اس غرض سے اُنہون نے بادشاہ اور اُسکے اُمراء کی

ضیافت کی۔ اور اپنی تلواریں ریت میں چھپا دیں۔ جب وہ آکر دستر خوان پر بیٹھے اور شراب کا دور شروع ہوا جدیسی تلواریں لیکر اُن پر ٹوٹ پڑے اور اُنھیں تہ تیغ کیا۔ جو بچے وہ بھاگ کر یمن کے بادشاہ کے پاس گئے اور اُس سے مدد حاصل کر کے جدیسیوں پر حملہ آور ہوئے اور بڑی بے رحمی کے ساتھ انھیں ہلاک کیا۔ یوں یہ دونوں قبیلے اپنی ہی شرارت و خانہ جنگی سے بالکل برباد و تباہ ہو گئے۔ شعراء عرب کے کلام میں کبھی کبھی ان کا ذکر پایا جاتا ہے۔ چنانچہ سلمی بن ربیعہ نے اپنی ایک نظم میں ذیل کے شعر لکھے ہیں ؎

وَالعُسْرُ کَالیُسْرِ وَالغِنٰی	کَالعُدْمِ وَالحَیُّ لِلْمَنُوْنِ

اور تنگدستی عدم تقامیں مثل فراخ دستی کی ہے اور تونگری مثل افلاس کی ہے اور ہر زندہ موت کے لیے ہے

اَھْلَکْنَ طَسْمًا وَبَعْدَہٗ	غَذِیَّ بَھْمٍ وَذَا جُدُوْنِ
وَاَھْلَ جَاشٍ وَمَارِبٍ	وَحَیَّ لُقْمَانَ وَالتُّقُوْنِ

زمانہ کی گردشوں نے اول قوم طسم کو اور بعد میں انکی بھیڑ بکری اور گائے کے بچے ہلاک کر دیے اور پھر دو جدون حمیری کو ہلاک کیا اور پھر جاش و مارب کے باشندوں کو اور لقمان بن عاد اور تقن کی قوموں کو ہلاک کیا۔ یعنے ہلاکت سے بچنا محال ہے۔

عمالیق ۔ قوم عمالیق بھی اب صفحہ ہستی سے معدوم ہو گئی ہے۔ کسی زمانہ میں یہ قوم بڑی زبردست تھی اور مصر کے شمالی حصہ کو فتح کر کے ایک عرصۂ دراز تک وہاں حکمرانی کرتی رہی۔ زبّاء ایک مشہور ملکہ جسکا نام ضرب المثل ہو گیا ہے اسی قوم سے تھی عرب کے ایک بادشاہ جذیمۃ الابرش نے ملک گیری کے ارادہ سے اسکے والد کو قتل کیا۔ زباء پر اب خون پدر کا قصاص لینا واجب ہوا۔ چنانچہ اُس نے اس بادشاہ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ اگر تو مجھ سے نکاح کر لے تو میں اپنے باپ کے خون کے انتقام سے درگذر کرونگی۔ جذیمۃ الابرش اپنے وزیر قصیر کی صلاح کے خلاف اس بات پر راضی ہو گیا۔ اور زباء کے ملک کیطرف روانہ ہوا۔ وزیر بھی ہمراہ تھا۔ جب یہ دونوں وہاں پہونچے بادشاہ گرفتار ہو گیا اور ملکہ کے حکم سے اُسکے ہاتھ کی فصدیں کھولدی گئیں اور وہ مر گیا قصیر وہاں سے جیسے تیسے اپنی جان بچا کر بھاگا اور جذیمہ کے بھانجے عمر بن عدی کے

پاس پہونچکر سارا قصہ بیان کیا۔ اس ماجرے کے بعد قصیر نے اپنی ناک اپنے آپ کاٹی اور زبّاء کے پاس جاکر یہ کہا کہ جذیمہ کے بھانجے نے مجھپر یہ اتہام رکھا ہے کہ مین نے اُسے قتل کے لیے تیرے حوالے کیا۔ زبّاء نے اس قول پر اعتماد کیا اور اُسے اپنے ہان پناہ دی تھوڑے دنون کے بعد قصیر تجارت کے بہانے ادہر اُدہر جانے لگا اور ملکہ کو تجارت کا یقین دلانے کی غرض سے دور دور ملکون کی عجیب و غریب چیزین خرید کر اسکی نذر کرتا جب ملکہ کو پورے طور پر یقین ہوگیا کہ یہ فی الحقیقت تجارت کرتا ہے تو قصیر عمرو بن عدی جذیمہ کے بھانجے کے پاس گیا اور اُس سے اسّی مردان مسلح لیکر انہین اسّی صندوقون مین بند کیا اور اُن صندوقون کو اونٹون پر لادا۔ ہر اونٹ پر دو دو صندوق۔ اور زبّاء کے قلعہ مین داخل ہوا۔ سپاہی یہ سمجھے کہ ان صندوقون مین ملکہ کے واسطے غرائب و تحائف ہین۔ آدھی رات کو اُس نے صندوق کھول دیئے سپاہی جو صندوقون مین بند تھے باہر نکل آئے اور قلعہ والون کو قتل کرنے لگے۔ زبّاء اپنی جان بچاکر بھاگی۔ مگر عمرو بن عدی قلعہ کے دروازہ پر اپنے لشکر سمیت گھات مین لگا تھا اُس نے اپنی شمشیر سے ملکہ کا کام تمام کردیا۔ اور اُسکی مملکت پر قبضہ کرلیا۔ عربی زبان مین یہ قصہ ضرب المثل ہے چنانچہ حریری کے دیباچہ مین ایک یہ عبارت ہے " اَلْجَادِعُ مَارِنَ اَنْفِهٖ بِكَفِّهٖ " مقامہ وبریہ مین ابوزید سروجی حارث بن ہمام سے کہتا ہے " لِاَمْرٍ مَا جَدَعَ قَصِيْرٌ اَنْفَهٗ " مقامہ تبریزیہ مین حریری زبّاء کے نام کو اسطرح لایا ہے " لَوْحَتَبَتْكَ شِيْرِيْنُ بِجَمَالِهَا وَ زُبَيْدَةُ بِمَالِهَا وَبِلْقِيْسُ بِعَرْشِهَا وَ بُوْرَانُ بِفَرْشِهَا وَالزَّبَّاءُ بِمُلْكِهَا " اسی قصہ کے متعلق ایک ضرب المثل یہ بھی ہے " لَا يُطَاعُ لِقَصِيْرٍ اَمْرٌ " مین نے اس قصہ کو اس مقام پر اسی سبب درج کیا ہے کہ زبّاء قوم عمالیق سے تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اور قصون کی طرح یہ قصہ بھی عرب جاہلیت کے درمیان مشہور تھا۔ چنانچہ مُتَلَمِّس کی ایک نظم مین ذیل کا شعر ہی[۹]

فَمِنْ طَلَبِ الْاَوْتَارِ مَا حَزَّ اَنْفَهٗ	قَصِيْرٌ وَخَاضَ الْمَوْتَ بِالسَّيْفِ بَيْهَسُ

کینون ہی کی طلب مین قصیر نے اپنی ناک کاٹ ڈالی اور بیہس تلوار لیکر موت مین گھس گیا

زبّاء کا نام ضرب المثل ہوگیا ہے چنانچہ کہتے ہین " اَعَزُّ مِنَ الزَّبَّاءِ "

جذیمۃ الابرش کے بارہ مین ایک اور قصہ ہے جو بہت مشہور ہے۔ یہ اسقدر مغرور تھا
کہ کسیکو اپنی ہم نشینی و منادمت کے لائق نہین سمجھتا تھا۔ جب شراب پینے بیٹھتا تو
اکیلا بیٹھتا اور یہ کہتا کہ فرقدان میرے ندیم ہین (فرقدان دو ستارون کے نام ہین)
اور جب ایک پیالہ آپ خالی کرتا تو وہ فرقدان کے لیے زمین پر لنڈھاتا۔ اسکا ایک غلام تھا
جسکا نام عدی بن نصر تھا۔ جذیمہ کی بہن اسے بہت چاہتی تھی۔ ایک روز نشے کی حالت
مین جذیمہ اُن دونون کی شادی پر راضی ہوگیا۔ اور شادی ہوگئی۔ دوسرے دن جب
خمار ٹوٹا اور اُسے معلوم ہوا کہ اسکا غلام اب اسکا بہنوئی ہے تو نہایت غضبناک ہوا
اور اُسے فوراً قتل کروا دیا۔ تھوڑے دنون کے بعد بہن کے ایک بیٹا پیدا ہوا اور اُسکا
نام عمرو رکھا گیا جذیمہ نے اُسے متبنّٰی بنا لیا اور جون جون وہ بڑھتا گیا جذیمہ اُسے
لاڈ و پیار سے رکھنے لگا۔ ایک دن وہ غائب ہوگیا۔ اور کہین اسکا کھوج نہ لگا۔
آخر دو بھائی مالک و عقیل اُسے ایک ویرانے سے ڈھونڈھکر لائے۔ جذیمہ نہایت
شادمان ہوا اور وعدہ کیا کہ جو کچھ مانگینگے پائینگے۔ اُنھون نے اُسکے ندیم بننے کی درخواست
کی چنانچہ وہ دونون ندمانا جذیمہ کے نام سے مشہور ہین۔

عربِ المتعربہ۔ قحطان بن عابر بن شالخ بن ارفخشذ بن سام کی اولاد کو عرب المتعربہ
اس سبب سے کہتے ہین کہ اُنھون نے عرب العاربہ کے ساتھ صحراؤن اور بیابانون مین
سکونت اختیار کی تھی اور اُنکے اخلاق و آداب سیکھ لیے تھے۔ قحطان جو یقطان کا معرب
ہے ملک یمن کا پہلا بادشاہ تھا جس نے تاج شاہانہ اپنے سر پر رکھا۔ بنی قحطان
عرب العاربہ کے ہمعصر اور ان کے مددگار تھے۔ یہ اکثر ایسی جگہون مین جا مقیم ہوتے
تھے جہان وادیان اور ترائیان ہوتی تھین۔ ان کے افخاذ و عشائر رفتہ رفتہ اسقدر
بڑھے کہ عرب العاربہ کے بعد یہ سارے ملک مین پھیل گئے۔ یَعرُب بن قحطان
عرب کے بزرگترین بادشاہون مین سے ہے۔ اسی کو لوگ سب سے پہلے
اَبَیتَ اللَّعنَ اور اَنعِم صباحاً کہکے خطاب کرتے تھے۔ اسکے انتقال کے بعد اسکا
بیٹا یَشجُب تخت نشین ہوا۔ یہ بادشاہ پست ہمت اور بزدل تھا۔ اسکے عہد مین اسکے

چچا ملک کے مختلف حصے دبا بیٹھے۔ یشجب کے بعد اُسکا بیٹا عبد الشمس بادشاہ ہوا۔
یہ بڑا زبردست اور عقلمند فرمانروا تھا اور اپنی کثرت فتوحات کے سبب سے سبا کہلاتا ہے۔ اسکی سلطنت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ صنعا اُس کا دار الخلافہ تھا۔ اسی نے دو پہاڑون کے درمیان پتھر اور چونے سے سدِ مأرِب بنوایا جسکا بیان آگے آئیگا۔

عربِ المستعربہ۔ عدنان بن اسمٰعیلؑ کی اولاد کو عرب المستعربہ کہتے ہین بنی عدنان حجاز مین رہتے اور کعبہ شریف کے متولّی تھے۔ ایک دفعہ قحطِ شدید کی وجہ سے بنی جرہم پانی وچارہ کی تلاش مین نکلے۔ راہ مین اسمٰعیلؑ اور ہاجرہؑ بیابان مین بھٹکتے مل گئے بنی جرہم نے انہین اپنے ساتھ لے لیا اور مکہ شریف کی ترائی مین جا اُترے اور عمالیق کو قتل کر کے اُن کے ملک پر قابض ہو گئے۔ اسمٰعیلؑ نے بنی جرہم کے درمیان پرورش پائی۔ اور اُنہین کی زبان سیکھی اور اُنکے ساتھ رہے اور اُن کی ایک لڑکی سے شادی کر لی بنی جرہم اُس زمانہ مین بیت الحرام کے والی بن گئے۔ سدِ مأرب کے ٹوٹنے کے بعد عمرو بن عامر اپنی قوم کو لیکر وہان سے نکلا اور جس جگہ گیا اُسے اپنے قبضہ مین کر لیا۔ جبکہ وہ مکہ شریف کے قریب آیا بنی جرہم نے اُسکی اطاعت قبول کرنے سے انکار کیا۔ چنانچہ تین دن تک دونون مین سخت جنگ رہی۔ بنی جرہم مین سے فقط ایک شخص شرید بچا۔ باقی سب مر مٹے پھر پیچھے بنی اسمٰعیل بنی خزاعہ کے ساتھ مل گئے۔ بنی خزاعہ تین سو برس تک بیت العتیق کے محافظ رہے۔ اس کے بعد قُصَیؓ القرشی جو بنی اسمٰعیل مین سے تھا بیت العتیق کا والی ہو گیا۔ حضرت محمدؐ اسی کے خاندان سے تھے۔

باب ۲۔ زمانہ جاہلیت۔ شاعری کا آغاز۔

اسلام کے قبل کے زمانہ کو زمانۂ جاہلیت کہتے ہین۔ ملک عرب مین اس وقت سینکڑون قبیلے تھے۔ یہ سب یا تو قحطان یا عدنان کی اولاد سے تھے۔ عام طور پر یہ کہنا صحیح ہوگا کہ ملک کے باشندے حضرت نوحؑ کے بیٹے سام کی نسل تھے۔ ان کی زبان مختلف

مختلف زبانون سے ملکر بنی تھی - عبرانی و سُریانی زبانون کا رنگ اس مین زیادہ ملا ہوا دکھائی دیتا ہے - کچھ آمیزش قبطی زبان کی بھی تھی کیونکہ عرب کے لوگ تجارت کے لیے ملک مصر کو جاتے تھے اور یہ امر قرین قیاس ہے کہ ضرور کچھ نہ کچھ اثر قبطی کا عربی پر ہوا ہوگا عرب کے تجار بڑے مشہور تھے - اور کیون نہون - مختلف ممالک کی تجارتی اشیا انکے ملک سے ہو کر گذرتی تھین - یہی شام و ایران کی چیزون کو بازار مصر مین اور مصر کی تجارتی اشیاء کو بلاد شام و ایران مین بیچتے تھے - ان ہی سوداگرون کے قافلے اپنے شترون پر ہر ملک کی صنعت کے اسباب لادے ہوئے عرب کے دشت ہاے پہنا و دراز کو قطع کرتے دکھائی دیتے تھے غرض دنیا بھر کی دستکاری و حرفت ان کے ذریعے سے اور ملکون مین پہونچتی تھی - یہودیون کی کتابون مین ان کا ذکر بار بار آتا ہے - چونکہ یہ اور یہودی ایک ہی باپ کے دو بیٹون کی اولاد ہین - اس سبب سے عبرانی و عربی مین بڑی مشابہت ہے - عبرانی زبان مین جتنی ضمائر ہین وہ عنقریب سب عربی مین موجود ہین - افعال و اسماء کی گردانین بھی یکسان ہین - عربی حروف کے نام فی الحقیقت عبرانی حروف کے نام ہین - شکل و صورت اور ترتیب مین بھی وہ بہت ملتے ہین - عبرانی کے بے شمار الفاظ عربی مین پائے جاتے ہین - یہان تک کہ یہ کہنا کہ عربی دوسری عبرانی یا بدلی ہوئی عبرانی ہے غلط نہ ہوگا - بہت سے لفظ عربی کے توسط سے ہماری اردو زبان مین بھی داخل ہوگئے ہین - مثلاً کتاب - شراب - نبی - قبر - سلام - آسمان وغیرہ - پر گو عربی نے کسی زمانہ مین عبرانی سے ہزارون لفظ مستعار لیے - رفتہ رفتہ اسلام کی برکت کے سایہ مین اس نے وہ عزت و رونق پائی جو اس کی بڑی بہن عبرانی کو کبھی خوابون مین بھی نصیب نہین ہوئی تھی - قبیلۂ قریش کی زبان سلیس و پاکیزہ مانی گئی تھی چنانچہ انہین کی قرأت مین قرآن نازل ہوا - پھر قرآن شریف کی بدولت اسے ایسا شرف و مرتبہ حاصل ہوا جسکا بیان نہین ہو سکتا -

اہل عرب اس بات پر واجبی فخر کر سکتے ہین کہ ہم کبھی کسی قوم کے مطیع نہین ہوئے یونانیون - رومیون اور ایرانیون نے اپنے عروج کے زمانہ مین کوشش کی کہ کسیطرح

انہین حلقہ بگوشش کرین - پر کامیاب نہ ہوئے - تاہم اتنی بات تو ضرور ہوئی کہ اس پاس کی قومون کا تھوڑا بہت اثر ان پر ہوا - گو یہ اثر ان کی زبان و رسوم مین کسی بڑے انقلاب کا محرک نہ ہوا - زمانہ جاہلیت کے عرب اکثر غیر ملکون کی چیزون کو استعمال کرتے تھے - شام وایران ومصر کے ریشمی وکتانی کپڑے یہان کے امرا بڑے شوق سے پہنتے تھے - منجملہ اور اشیاء کے شراب بھی شام وایران سے یہان آتی تھی - انہین اس کی ایسی لت پڑگئی تھی کہ اسکے نشہ مین چور ومخمور رہنا باعث فخر سمجھتے تھے چنانچہ طرفہ کہتا ہے ۵

۵۱ وَاِنْ تَبْغِنِیْ فِیْ حَلْقَةِ الْقَوْمِ تَلْقَنِیْ	وَاِنْ تَقْتَنِصْنِیْ فِی الْحَوَانِيْتِ تَصْطَدِ
۵۲ مَتٰی تَاْتِنِیْ اَصْبَحْكَ كَاْسًا رَوِيَّةً	وَاِنْ كُنْتَ عَنْهَا ذَا غِنًی فَاغْنَ وَازْدَدِ

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ جب کوئی محفل لگتی تھی تو اسمین شراب کا دور ہوتا تھا کیونکہ ایک شاعر کہتا ہے ۵

۵۳ اِنَّا مُحَيُّوْكِ يَا سَلْمٰی فَحَيِّيْنَا	وَاِنْ سَقَيْتِ كِرَامَ النَّاسِ فَاسْقِيْنَا

مے خوار اکثر شراب مین پانی بھی ملالیا کرتے تھے جیسا کہ اگلے شعر سے ظاہر ہے ۵

۵۴ اِنِّیْ اَبَی اللّٰهُ اَنْ اَمُوْتَ وَفِیْ	صَدْرِیْ هَمٌّ كَاَنَّهٗ جَبَلُ
۵۵ يُمْتِعُنِیْ لَذَّةُ الشَّرَابِ وَاِنْ	كَانَ قِطَابًا كَاَنَّهُ الْعَسَلُ

جنگ مین یہ قسم قسم کے ہتھیار لے کر اپنے دشمنون کا مقابلہ کرتے تھے - خطی وسمہری نیزے نبع وحرم کی کمانین اور طرح طرح کے تیر تو سب ملک عرب ہی مین بنتے تھے - پر اکہری ودوہری بناوٹ کی زرہین اور خود اور مشرقی وہندی تلوارین باہر سے آتی تھین شہسواری مین یہ شہرۂ آفاق تھے - اور اکثر اپنے گھوڑون پر سوار ہو کر لڑتے تھے -

۵۱ سو اگر تو مجھکو قوم کی محفل مین ڈھونڈیگا تو وہان پائیگا - اور اگر تو مجھے کلالخانون مین شکار کرنا چاہیگا تو شکار کرے گا ۱۲

۵۲ جب تو میرے پاس آئے گا مین تجھے چھلکتا ہوا جام شراب پلاؤنگا - اور اگر تو شراب سے بے پروا ہے تو ایسا ہی رہ بلکہ اور بے پروا ہوجا - ۱۲

۵۳ اے سلمی - ہم تجکو سلام کہتے ہین تو بھی ہمین سلام وتحیہ کہہ - اور اگر بڑے بزرگون کو تو شراب پلاتی ہے تو ہمین بھی پلا ۱۲

۵۴ مین ایسا ہون کہ خدا کو یہ منظور نہین کہ مین مرون اور میرے سینہ مین کوئی فکر پہاڑ کی طرح ہو ۱۲

۵۵ جو مجھے لذت شراب سے روکے اگرچہ اس شراب کے ساتھ پانی ملا ہو گویا کہ وہ شہد ہے ۱۲

چنانچہ ذیل کے اشعار سے یہ ثابت ہے ؎

۵۱ تَزَيَّدْ بَنِي شَيْبَانَ بَعْضَ وَعِيدِكُمْ ۔۔۔ تُلَاقُوا غَدًا خَيْلِي عَلَى سَفَوَانِ

۵۲ تُلَاقُوا جِيَادًا لَا تَحِيدُ عَنِ الْوَغَى ۔۔۔ إِذَا مَا غَدَتْ فِي الْمَأْزِقِ الْمُتَدَانِي

عمرو بن معدی کرب ایک نظم مین کہتا ہے ؎

۵۳ أَعْدَدْتُ لِلْحِدْثَانِ سَا ۔۔۔ بِغَةً وَعَدَّاءً عَلَنْدَا

یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لڑتے وقت ان مین سے بعض اپنے آپ کو اسلحہ حرب سے بالکل ڈھانک لیتے تھے چنانچہ ذیل کے اشعار اسکا پتہ دیتے ہین ؎

۵۴ تُلَاقُوا جِيَادًا لَا تَحِيدُ عَنِ الْوَغَى ۔۔۔ إِذَا مَا غَدَتْ فِي الْمَأْزِقِ الْمُتَدَانِي

۵۵ عَلَيْهَا الْكُمَاةُ الْغُرُّ مِنْ آلِ مَازِنٍ ۔۔۔ لُيُوثُ طِعَانٍ عِنْدَ كُلِّ طِعَانِ

اور ۵۶ إِذَا الْكُمَاةُ تَنَحَّوْا أَنْ تُصِيبَهُمُ ۔۔۔ حَدُّ الظُّبَاةِ وَصَلْنَاهَا بِأَيْدِينَا

قبیلے کے لوگ کبھی کبھی اپنی شہسواری گھڑ دوڑ مین دکھاتے اور ناظرین سے داد پاتے تھے۔ چنانچہ ان شعرون سے ظاہر ہے ؎

۵۷ إِنَّ الرِّبَاطَ النُّكْدَ مِنْ آلِ دَاحِسٍ ۔۔۔ أَبَيْنَ فَمَا يُفْلِحْنَ يَوْمَ رِهَانِ

اور ۵۸ إِنْ تُبْتَدَرْ غَايَةٌ يَوْمًا لِمَكْرُمَةٍ ۔۔۔ تَلْقَ السَّوَابِقَ مِنَّا وَالْمُصَلِّينَا

غرض صاف ظاہر ہے کہ آس پاس کی قومون کا بڑا اثر عرب جاہلیت پر ہوا تھا۔

۵۱ اے بنی شیبان ٹھیرو اور اپنی دھمکیان کم کرو۔ کل سفوان پر تم میرے گھوڑ ون سے ملوگے ۱۲

۵۲ ایسے گھوڑون سے ملوگے جو کبھی بیچ اور تنگ جگہ مین بھی لڑائی سے نہین ہٹتے ۱۲

۵۳ مین نے حوادث روزگار کے لیے ایک پوری زرہ اور طاقتور و تیزرو گھوڑا تیار کیا ہے ۱۲

۵۴ تم ایسے گھوڑون سے ملوگے جو کبھی بیچ اور تنگ جگہ مین بھی لڑائی سے نہین ہٹتے ۱۲

۵۵ اِن گھوڑون پر بنی مازن کے نشاندار مشہور بہادر ہتھیارون سے ڈھکے ہونگے جو نیزہ زنی کے وقت نیزہ زنی کے شیر ہین ۱۲

۵۶ جبکہ ہتھیارون سے ڈھکے ہوئے بہادر اس سے پرہیز کرین کہ تلوارونکی دھارین اُنپر پڑین ہم اُن دھارون کو ہاتھ سے پکڑ لیتے ہین ۱۲

۵۷ بیشک منحوس گھوڑون نسل داحس نے گھوڑ دوڑ مین کامیابی سے انکار کیا اور گھٹ گئے ۱۲

۵۸ اگر کسی امر خیر کی طرف لوگ ہم سے پہلے دوڑائے جائین تو اول و دوم گھوڑے ہمارے ہونگے ۱۲

عرب کے لوگ گھوڑے یا اونٹ پر سوار ہو کر یا پاؤن پیدل کسی جنگل یا صحرا کو قطع کرنا بڑی دلیری کا کام سمجھتے تھے اور اپنے لیے اسے مایۂ فخر جانتے تھے۔ چنانچہ امرء القیس اپنے بارہ مین کہتا ہے ؎

(۵۱) وَوَادٍ کَجَوْفِ الْعَیْرِ قَفْرٍ قَطَعْتُہٗ ۔۔۔ بِہِ الذِّئْبُ یَعْوِیْ کَالْخَلِیْعِ الْمُعَیَّلِ

تأبط شرّا اپنی ایک نظم مین اپنی تعریف یون کرتا ہے ؎

(۵۲) یَبِیْتُ بِمَغْنَی الْوَحْشِ حَتّٰی اَلِفْنَہٗ ۔۔۔ وَیُصْبِحُ لَا یَحْمِیْ لَہَا الدَّھْرَ مَرْتَعًا

متنبّی اپنے ایک قصیدہ مین اپنی شجاعت کا بیان اس طرح کرتا ہے ؎

(۵۳) فَالْخَیْلُ وَاللَّیْلُ وَالْبَیْدَاءُ تَعْرِفُنِیْ ۔۔۔ وَالضَّرْبُ وَالطَّعْنُ وَالْقِرْطَاسُ وَالْقَلَمُ

(۵۴) صَحِبْتُ فِی الْفَلَوَاتِ الْوَحْشَ مُنْفَرِدًا ۔۔۔ حَتّٰی تَعَجَّبَ مِنِّی الْقُوْرُ وَالْاَکَمُ

ایک اور قصیدہ مین کہتا ہے ؎

وَقَطَعْتُ فِی الدُّنْیَا الْفَلَا وَرَکَائِبِیْ ۔۔۔ فِیْہَا وَوَقْتَیَّ الضُّحٰی وَالْمَوْھِنَا

تأبط شرّا نے ایک موقعہ پر اپنے چچازاد بھائی کی تعریف مین کہا ہے ؎

(۵۵) قَلِیْلُ التَّشَکِّیْ لِلْمُھِمِّ یُصِیْبُہٗ ۔۔۔ کَثِیْرُ الْھَوٰی شَتَّی النَّوٰی وَالْمَسَالِکِ

(۵۶) یَظَلُّ بِمَوْمَاۃٍ وَیُمْسِیْ بِغَیْرِھَا ۔۔۔ جَحِیْشًا وَیَعْرَوْرِیْ ظُھُوْرَ الْمَھَالِکِ

(۵۷) یَرَی الْوَحْشَۃَ الْاِنْسَ الْاَنِیْسَ وَیَھْتَدِیْ ۔۔۔ بِحَیْثُ اھْتَدَتْ اُمُّ النُّجُوْمِ الشَّوَابِکِ

۵۱ اور بہت سی وادیان مثل وادی عیر کے مین نے قطع کین جن مین بھوکا بھیڑیا مثل ہارے ہوئے کثیر العیال قمار باز کے رو رہا تھا ۱۲

۵۲ وہ وحشیون کے رہنے کی جگہ مین رات کاٹتا ہے یہان تک کہ وہ اُس سے ہل گئے ہین اور وہ ایسے حال مین صبح کرتا ہے کہ انہین چرنے سے نہین روکتا ۱۲

۵۳ گھوڑے اور رات اور بیابان اور شمشیر زنی اور نیزہ بازی اور کاغذ اور قلم مجھے پہچانتے ہین ۱۲

۵۴ مین جنگلون مین جانورون کے ساتھ تنہا رہا ہون یہانتک کہ پہاڑیان اور ٹیلے بھی مجھ پر تعجب کرتے تھے ۱۲

۵۵ وہ شخص کسی امر دشوار کی جو پیش آئے شکایت نہین کرتا۔ اور اُسکے مطالب اور ارادے اور طریقے متفرق ہین ۱۲

۵۶ وہ دن جو ہے ایک جنگل مین ہوتا ہی اور شام کو استقلال کے ساتھ دوسرے مین۔ اور امور خوفناک کی ننگی پیٹھ پر سوار ہوتا ہے ۱۲

۵۷ وہ وحشت کو دلی دوست سمجھتا ہے اور وہان راہ پاتا ہے جہان کہکشان راہ پاتی ہے ۱۲

انہین اپنے نسب پر بڑا ناز تھا - اور جسکے نسب کا پتہ نہ لگے اسے کمینہ و فرومایہ سمجھتے تھے
لہذا ایک شاعر اپنے بارہ مین کہتا ہے ؎

۵۱ اِنَّا بَنِي نَهْشَلٍ لَا نَدَّعِي لِأَبٍ	عَنْهُ وَلَا هُوَ بِالْأَبْنَاءِ يَشْرِينَا

سموئل بن عادیا اپنے اور اپنی قوم کے بارہ مین کہتا ہے ؎

۵۲ عَلَوْنَا اِلَى خَيْرِ الظُّهُورِ وَحَطَّنَا	لِوَقْتٍ اِلَى خَيْرِ الْبُطُونِ نُزُولُ

ایک اور شاعر جاہلی کہتا ہے ؎

۵۳ لَعَمْرُكَ مَا أَخْزَى إِذَا مَا نَسَبْتَنِي	إِذَا لَمْ تَقُلْ بُطْلًا عَلَيَّ وَمَيْنَا

عرب جاہلیت کے گھرون مین غلام اور لونڈیان بھی خدمت کو موجود رہتی تھین - اپنے غلامون کو یہ بہت مانتے تھے اور اکثر لونڈیون سے انکے اولاد ہوتی تھی گو قوم کے شرفا ایسون کی وقعت بہت کم کرتے تھے - اپنی اولاد پر یہ لوگ جان دیتے تھے خصوصًا بیٹون پر کیونکہ اس لوٹ مار کے زمانہ مین بیٹون سے خاندان و قوم کی آبرو کی حمایت کی توقع ہوتی تھی - اور جس کے زیادہ بیٹے ہون وہ زیادہ زبردست و خوش نصیب تصور کیا جاتا تھا
جو محبت انہین اپنی اولاد سے ہوتی تھی اسکا کچھ اندازہ ہم ان شعرون سے کرسکتے ہین ؎

۵۴ اِنَّمَا أَوْلَادُنَا بَيْنَنَا	أَكْبَادُنَا تَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ
۵۵ لَوْ هَبَّتِ الرِّيحُ عَلَى بَعْضِهِمْ	لَامْتَنَعَتْ عَيْنِي مِنَ الْغُمْضِ

ہمین اولاد کے ضمن مین اور بھی کچھ بتانا ہے جسکا مفصل بیان تیسرے باب مین آئیگا -
دیباچہ مین یہ صراحت کے ساتھ بیان ہوچکا ہے کہ ملک عرب مین بہت بڑے بڑے وسیع ریگستان اور بیابان ہین - چنانچہ جب یہ لوگ اپنے اونٹون کو لیکر ریگستانون سے گذرتے

---

۵۱ ہم نہشل کی اولاد ہین اور اس سے دوسرا باپ نہین بدلتے - اور نہ وہ ہمکو اور ونکے بیٹونکے بدلے بیچتا ہے ۱۲
۵۲ ہم باپونکی اچھی پشتو نمین بلند ہوئے اور پھر ہمین نزول مقدر نے ایک وقت معین تک ماؤونکے اچھے شکمون مین اُتارا ۱۲
۵۳ قسم ہے تیری جان کی جب تو میرا نسب بیان کریگا مین رسوا نہ ہونگا بشرطیکہ تو میرے بارہ مین کذب و دروغ نہ بولے ۱۲
۵۴ ہماری اولاد ہمارے درمیان ہمارے جگر کے ٹکڑے ہین جو زمین پر پھرتے ہین ۱۲
۵۵ اگر ان مین سے کسی پر ہوا چلے تو نیند میری آنکھ کو حرام ہوجاتی ہے ۱۲

تو اونٹوں کے پانوؤن کے صدمے سے ریت مین سے یکے بعد دیگرے معین وقت پر آواز نکلتی اور یہ اُس آواز کو سُنتے سُنتے اُس کے تعین کے عادی ہو گئے - لہذا اگر تنہائی کے سبب افکار کا ہجوم ہوتا تو یہ اپنے خیالات باطنی کو ایسے لفظون مین ادا کرتے جو اس موقعہ پر خود بخود ناپ و مقدار مین شترونکے پانوؤن کی متواتر آواز سے ملجاتے تھے یعنی اُن الفاظ مین قدرتاً ایک طرح کا وزن ہوتا - یہ بات مشہور ہے کہ خلیل بن احمد جو فنّ عروض کے موجد ہوئے ہین ایک دن سیر کو نکلے - راستہ مین ایک لوہار کی دوکان تھی گھن پر ایک دہکتا ہوا پارۂ آہن رکھکر اُسے ہتوڑے سے پیٹ رہا تھا - ہتوڑے کی ضرب سے جو متواتر پڑری تھی معین وقت پر تکدَن تکدَن کی آواز ہو رہی تھی - اسی آواز کی بدولت انہون نے افاعیلِ خمسکے وہ اوزان اختراع کیئے جن کے ذریعے سے اشعار کی موزونیت معلوم ہوتی ہے - اسی طرح اُن سے صدیون پہلے ان صحرانورد شتر بانون کو شترون کے پانوؤنکی دَب دَب آواز نے قدرتی طور پر شعرونکے اوزان سکھا دیئے - کیونکہ وہ آوازان کے حق مین بمنزلہ تال و سَم تھی - چلتے چلتے جب انہین صحرا کی ہَوا لگتی اور ان کے دل مین محبت و عشقبازی - عداوت و شجاعت کے خیال موجزن ہوتے تو وہ آپ ہی آپ موزون لفظون کے پیرایہ مین اُن کے مُنہ سے نکلنے لگتے - یون رفتہ رفتہ اُنہین مسجّع عبارتوںمین کلام کرنے کی قدرت حاصل ہو گئی - اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ حُدی خوان سب سے قدیم شاعر ہین - مسجّع عبارتون مین شاعر اکثر یا تو اپنے جذبات نفسانی کو بیان کرتا اور اپنے مُردون پر مرثیے کہتا یا اپنے دشمنون کی ہجو کرتا اور اُن پر لعنتین برساتا - ہوتے ہوتے سجع سے رجز نکلا - رجز خوانی سے اُنہین مقفا عبارتون کا ملکہ ہو گیا - بعد اسکے بحور کی ترکیب آسان ہو گئی - بحور و اوزان کا اندازہ انہین معلوم ہو گیا گو ان کے نام پیچھے خلیل بن احمد نے اختراع کیے - قدیم شعراء کے کلام مین یہ بحور کامل صورت مین پائے جاتے ہین - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شعر گوئی مین عرصہ دراز تک عوام نے مشق کی - اور جب بتدریج طبع سلیم نے صحیح انداز معلوم کر لیا تو اُستادان فن کا کلام اسی مین ہونے لگا - اور مسیح ؑ سے کوئی پانچ سو برس بعد شعرائے عرب کا وہ سلسلہ شروع ہوا جو آجتک جاری ہے -

باب ۳۔ زمانۂ جاہلیت کے دستور

ہم باب سابق مین بتا چکے ہین کہ عرب کے لوگ اپنی اولاد پر جان دیتے تھے خصوصاً بیٹون پر۔ اس کی ایک وجہ ہم بیان کر چکے ہین کہ اُس زمانہ مین جنگ وجدال کا بازار ہمیشہ گرم رہتا تھا۔ لہذا بیٹون کے ہونے سے خاندان والون اور قبیلہ والون کا زور بڑھتا تھا اور وہ اپنے مخالفون کے آگے لچتے نہ تھے۔ لیکن علاوہ اس کے ایک اور وجہ تھی جس سے بیٹون کی پیدایش کے وقت ایسی خوشی منائی جاتی تھی جیسی لوگ شادی بیاہ کے موقع پر مناتے ہین۔ بیٹے سے انہین یہ امید ہوتی تھی کہ شاید وہ جوانی مین شعر گو نکلے اور شعر گوئی اُن کے خیال مین ایسا وصف تھا جس سے قوم کو بڑا فروغ حاصل ہوتا تھا کیونکہ اُسوقت لوگ شعر مین اپنے دشمنون کی ہجو اور دوستون اور قوم والون کی مدح کرتے تھے۔ پس یہ اشعار گویا دشمنون کے حق مین زہر اور دوستون کے حق مین آب حیات تھے۔ ان ہی شعرون مین مخالفون کی مذمت سارے ملک عرب مین مشہور ہوتی۔ یہی آدمی کو سارے قبیلون مین ذلیل ورسوا کرتے یا اُنہین نیکنامی و شجاعت کا ہار پہناتے۔ خاندانٔ قوم کے کارنامے اور داد و دہش کا حال اشعار ہی مین بیان کیے جاتے اور اسی لباس مین وہ چارون طرف شہرت دوام پاتے تھے۔ چنانچہ جب کوئی شاعر پہلی بار اپنی قوم کے آگے اپنے شعر پڑہتا تو یہ لوگ شتر ذبح کرتے اور گانے والیون کو بلواتے اور اپنے سارے احباب کی ضیافت بڑی دھوم دہام کے ساتھ کرتے اور خوشی مناتے تھے۔ بیٹا خواہ لونڈی کے بطن سے کیون نہ ہو خاندان والون کو عزیز ہوتا تھا۔ بیٹی کی پیدائش سے وہ نہایت ناخوش ہوتے اور اکثر انہین جان سے مار دیتے تھے۔ قرآن شریف مین جابجا دُختر کُشی کی مذموم و مکروہ رسم کی طرف اشارہ ہے۔ اس خوفناک دستور کو سمجھنا چندان دشوار نہین۔ عرب کے قبائل خانہ جنگی یا تاخت و تاراج مین شب و روز مشغول رہتے تھے۔ لڑائی اور غارتگری کے وقت عورتون کی بڑی آفت تھی۔ اگر قبیلہ والے ہار جاتے یا قریب کے رشتہ دار مرجاتے تو پھر کوئی اُنکا محافظ اور فریادرس نہ رہتا۔ غارتگرون کے

ہاتھ مین گرفتار ہونے سے ان کی ایسی شامت آئی کہ ناگفتہ بہ عصمت یا عفت کا خاک مین ملجانا۔ یا اسیر ہو کر لونڈیون کی طرح انکی خدمت کرنا مقتول ہونے سے بھی بدتر تھا۔ ان سارے مصائب وحوادث سے رہائی کی صورت فقط ایک ہی تھی۔ موت سے ننگ و ناموس محفوظ رہے گا اور مرے پیچھے پھر کوئی مصیبت محسوس نہو گی۔ پس بیٹیونکو وہ اسی خیال سے مار دیتے تھے کہ انہین آیندہ کی تکلیف وبے عزتی سے بچائین۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ شریف عورتین جب دشمنون کے پنجہ مین گرفتار ہو جاتین تو بے حرمتی وبے آبروئی سے پہلے ہی خودکشی کر ڈالتی تھین۔ چنانچہ فاطمہ بنت خرشب عبسی کو جب حمل بن بدر فزاری نے اسیر کرلیا اور اُسے ایک ناقہ پر سوار کرکے اپنے قبیلے کی طرف چلا تو اُس نے اپنے آپ کو ناقہ پر سے پیچھے گرا کر اپنی جان دے دی زمانۂ جاہلیت کی عورتون کو اُس وقت کے دستور کے مطابق بہت آزادی تھی۔ اس آزادی کا سبب یہ تھا کہ ہر عورت اکثر اپنے ہی قبیلے مین رہتی اور باہر والون کی نظر شہوت انگیز سے بچی رہتی تھی۔ قبائل ہمیشہ آپس مین لڑتے رہتے تھے اس وجہ سے باہر والے کی جرأت نہ پڑتی تھی کہ کسی عورت کو قبیلے مین جا کر بے حرمت کرے۔ علاوہ برین ہر قبیلہ دوسرے سے الگ تھلگ رہتا تھا۔ اسلام نے آکر انکے سارے تفرقے اور نفاق کو دور کردیا اور عجیب اخوّت و قومی یگانگت پیدا کردی۔ نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ مسلمین کے گروہ کے گروہ ایک جا شہرون مین آباد ہوئے۔ مجمع کثیر مین جہان مختلف طبائع کے لوگ ہین عورتون کے اخلاق کے بگڑنے کا بہت بڑا اندیشہ ہے۔ اگر ایسے حال مین بھی آزادی ہو تو طبعاً نہایت مکروہ خرابیان پیدا ہونگی۔ لہذا اسلام نے طبیعت بشری کو حدّ اعتدال مین رکھنے کا یہ انتظام کیا کہ عورتون کے لیے پردہ کا دستور قائم کیا جس سے وہ غیر مردون کے بُرے خیال سے بچکر اپنے اہل وعیال کی خبرگیری وخانگی انتظام مین مصروف رہین۔ اور خوف خدا مین عصمت وعفت کے ساتھ زندگی بسر کرین۔

یہ قبیح دستور سارے قبائل مین مروج نہ تھا۔ اور نہ ہمیشہ بے حرمتی کے خوف سے اُنہین مار ڈالتے تھے بلکہ کبھی کبھی محض اُن کی تکلیف کے خیال سے اُن کی موت کے

خواہان ہوتے تھے۔ اس سے ظاہر ہے کہ بیٹیون سے بھی وہ کم محبت نہین رکھتے تھے
اسحاق بن خلف ایک شاعر کہتا ہے ؎

١ لَوْلَا أُمَيْمَةُ لَمْ أَجْزَعْ مِنَ الْعَدَمِ	وَلَمْ أُقَاسِ الدُّجَى فِي حِنْدِسِ الظُّلَمِ
٢ وَزَادَنِي رَغْبَةً فِي الْعَيْشِ مَعْرِفَتِي	ذُلَّ الْيَتِيمَةِ يَجْفُوهَا ذَوُو الرَّحِمِ
٣ أُحَاذِرُ الْفَقْرَ يَوْمًا أَنْ يُلِمَّ بِهَا	فَيَهْتِكَ السِّتْرَ عَنْ لَحْمٍ عَلَى وَضَمِ
٤ تَهْوَى حَيَاتِي وَأَهْوَى مَوْتَهَا شَفَقًا	وَالْمَوْتُ أَكْرَمُ نَزَّالٍ عَلَى الْحُرَمِ
٥ أَخْشَى فَظَاظَةَ عَمٍّ أَوْ جَفَاءَ أَخٍ	وَكُنْتُ أَبْقِي عَلَيْهَا مِنْ أَذَى الْكَلِمِ

ایک اور شاعر حطّان بن المعلّیٰ کہتا ہے ؎

٦ لَوْلَا بُنَيَّاتٌ كَزُغْبِ الْقَطَا	رُدِدْنَ مِنْ بَعْضٍ إِلَى بَعْضِ
٧ لَكَانَ لِي مُضْطَرَبٌ وَاسِعٌ	فِي الْأَرْضِ ذَاتِ الطُّولِ وَالْعَرْضِ

ہزارون ہزار شکر ہے کہ حضرت محمد صلعم نے دختر کشی کی موذی رسم کو یک قلم مٹا دیا۔
زمانہ جاہلیت کے جو کچھ دستور اور عقائد تھے وہ سب اشعار کے پیرایہ مین موجود ہین۔ جو کچھ وہ تھی وہ ان اشعار سے ظاہر ہے اگر ہم تک اُنکے یہ اشعار نہ پہونچتے تو ہمین اسلام کے قبل زمانہ کی کیفیت بہت کم معلوم ہوتی۔ شکر کا مقام ہے کہ یہ اشعار موجود ہین کیونکہ ان سے نہ فقط اُس وقت کا حال کھلتا ہے پر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کو کس خیال اور دستور کے

١ اگر میری بیٹی امیمہ نہوتی تو مین افلاس سے نہ ڈرتا اور نہ اندھیرے کی سختیان شبہاے تاریک مین اُٹھاتا۔ ۱۲
٢ یتیمہ کی خواری کے خیال نے کہ رشتہ دار اُسے دور دور دھکے دینگے مجھے زندگی کا زیادہ آرزومند کر دیا ہے ۱۲
٣ مین ڈرتا ہون کہ کبھی افلاس اُسے کسی دن آستائے اور اُس ضعیف و ذلیل کا پردہ اُٹھا کر اُسے بے حرمت کرے ۱۲
٤ وہ تو میری زندگی کی خواہشمند ہے اور مین تکلیف کے خوف سے اُسکی موت چاہتا ہون۔ اور موت عورتون کے لیے بزرگترین مہمان ہے ۱۲
٥ مین چچا کی سختی یا بھائی کے ظلم سے ڈرتا ہون کیونکہ مین تو رحم کر کے سخت بات کی بھی تکلیف نہین پہونچاتا ہون ۱۲
٦ اگر میرے پاس قطا کے بچون کی مانند چھوٹی لڑکیان نہ ہوتین جو میرے بعد ایک دوسرے کے پاس لوٹائی جائینگی ۱۲
٧ تو البتہ میرے لیے زمین پر جو لمبی چوڑی ہے چلے جانے کو میدان فراخ ہوتا ۱۲

لوگون سے پالا پڑا اور کیسی ابتر اور موت کی سی حالت سے اسلام نے انہین نجات دی جو کچھ اسلام فی نفسہ ہے اس کا صحیح اندازہ بغیر اس زمانہ کے حالات کو جانے مشکل ہے چونکہ میرا مقصود فقط ان اشعار کے مضامین کو کچھ تفصیل کے ساتھ بتانا ہے لہذا اسلام کی خوبیون کی بحث بے محل ہے۔ زمانۂ اسلام کے باب مین اسکا بیان شرح وبسط کے ساتھ ہوگا۔

زمانۂ جاہلیت کے جو قصیدے اور غزلین اور مرثیئے اور شعر اس وقت موجود ہین۔ اُن سے اُس زمانہ کی بہت سی باتین ہمین معلوم ہوتی ہین۔ اُنہون نے وہ عزت پائی ہے جو مشکل سے کسی اور زبان کے قدیم اشعار کو ملی ہے۔ یہ فی الحقیقت عرب کے دیوان ہین جن مین انکی سخاوت و شجاعت۔ محبت و عداوت وغیرہ کے قصّے منضبط ہین۔ جو کچھ اُنہون نے کیا اور کہا وہ سب ان ہی شعرون سے معلوم ہوتا ہے۔ ذیل مین ان اشعار کے مضامین ترتیب وار دیے جاتے ہین لے

(۱) تو ند ھل اور فربہ آدمی کو وہ استحقار کی نظر سے دیکھتے تھے۔ کیونکہ فربہی چستی و چالاکی کو مانع ہے۔ پتلے۔ چھریرے۔ ہلکے پھلکے بدن کی وہ بڑی تعریف کرتے تھے۔ ابو کبیر الہذلی تأبط شرًا کا سوتیلا باپ تأبط شرًا کی تعریف مین کہتا ہے ؎

لہ وَلَقَدْ سَرَیْتُ عَلَی الظَّلَامِ بِمِغْشَمٍ	جَلْدٍ مِنَ الْفِتْیَانِ غَیْرِ مُثَقَّلِ
سہ مِمَّنْ حَمَلْنَ بِہٖ وَھُنَّ عَوَاقِدٌ	حُبُکَ النِّطَاقِ فَشَبَّ غَیْرَ مُھَبَّلِ

ایک عورت اپنے بھائی کی تعریف مین کہتی ہے ؎

سہ فَتًی قُدَّ قَدَّ السَّیْفِ لَامُتَضَائِلٌ	وَلَا رَھِلٌ لَبَّاتُہٗ وَبَادِلُہٗ

طرفہ اپنے بارہ مین کہتا ہے ؎

سہ اَنَا الرَّجُلُ الضَّرْبُ الَّذِیْ تَعْرِفُوْنَہٗ	خَشَاشٌ کَرَاسِ الْحَیَّۃِ الْمُتَوَقِّدِ

(۲) مردون مین وہ چوکنّے اور ہوشیار کو قابل مدح جانتے تھے۔ چونکہ انہین اپنے دشمنونکے

لہ بخدا مین رات کو باوجود تاریکی کے ایک خودرائے قوی چالاک جوان کے ہمراہ چلا ۱۲

سہ وہ اُن لوگون مین سے تھا کہ ان کی والدہ کو انکا حمل بجبر رہا۔ اسی سبب سے وہ چھریرا پھرتیلا جوان ہوا۔ ۱۲

سہ وہ جوان دو دھاری تلوار کی طرح مستقیم القامت تھا۔ اور اُسکی چھاتی اور میان بغل کا گوشت اور بُن پستان ڈھیلے نہ تھے ۱۲

سہ مین چھریرا پھرتیلا مرد ہون جسے تم جانتے ہو اور ارادہ کا پورا ایسا سانپ کا چکتا سر کہ جہان چاہے گھس جائے ۱۲

مال و متاع کو لوٹنے کے لیے دور دور مقاموں مین جانا پڑتا تھا اور راہ مین بہت کم آرام یا نیند کا موقع ملتا تھا - لہذا وہ بیداری و ہوشیاری کو ایک بڑا وصف سمجھتے تھے - آدمی ہزار پھرتیلا ہو اگر چوکنا اور ہوشیار نہین تو کیا فائدہ کیونکہ لوٹ کے بعد تعاقب ضرور ہی ہوگا - پس اگر لٹیرے راہ مین سوتے مل گئے اور انھین تعاقب کرنیوالون کے پاؤن کی آہٹ حالت خواب مین محسوس نہ ہوئی تو دشمن ان پر قابو پاکر مار ڈالین گے اور اپنا سب مال چھینکر واپس آئینگے تأبط شرا کے بارہ مین اسکا سوتیلا باپ ابوکبیر الہذلی کہتا ہے ؎

۵۱ فَاِذَا نَبَذْتَ لَهُ الْحَصَاةَ رَأَيْتَهُ	يَنْزُو لِوَقْعَتِهَا طُمُوْرَ الْاَخْيَلِ

یعنے ایسا چوکنا سوتا کہ کنکری کی آواز سے بھی چونک کر کھڑا ہو جاتا -

(۳) چونکہ انکا گذارہ لوٹ مار پر یا اپنے مویشی کے گوشت اور دودہ پر ہوتا تھا لہذا ہمیشہ اسی تاک مین رہتے تھے کہ کہین کچھ دکھائی دے اور یہ اُسے لوٹین - دشمنون کی حد مین اپنے جانورون کو چرانا یا اُنکے شترون وغیرہ کو چرا لیجانا اچھا خیال کرتے تھے - تأبط شرا اپنے بارہ مین کہتا ہے ؎

۵۲ رَاَيْنَ فَتًى لَا صَيْدُ وَحْشٍ يَهُمُّهُ	فَلَوْ صَافَحَتْ اِنْسًا لَصَافَحْنَهُ مَعًا
۵۳ وَلٰكِنَّ اَرْبَابَ الْمَخَاضِ يَشُفُّهُمْ	اِذَا افْتَقَدُوهُ وَاحِدًا اَوْ مُشَيَّعًا

ایک مرثیہ مین یہ مصرعہ آتا ہے جسکا مضمون ظاہر ہے ع کانوا علی الاعداء نار محرق ۵۴ لوٹ کھسوٹ اور مار دھاڑ کی عادت کچھ ایسی انکی سرشت مین داخل ہوگئی تھی کہ اسلام کے بعد بھی ہم انھین اس شغل مین مصروف پاتے ہین - چنانچہ قریط ایک شاعر اسلامی کہتا ہے ؎

۵۵ لَوْ كُنْتُ مِنْ مَازِنٍ لَمْ تَسْتَبِحْ اِبِلِي	بَنُو اللَّقِيطَةِ مِنْ ذُهْلِ بْنِ شَيْبَانَا

۵۱ پس جبکہ اے مخاطب تو اسکی طرف سنگریزے ڈالے تو وہ اُسکے گرنے سے مثل شکرہ کی جست کرتا ہے ۱۲

۵۲ ان وحشی جانورونے ایسے جوان کو دیکھا جسے وحشیونکے شکار کا خیال نہین - اگر وحشی انسان سے مصافحہ کرتا تو وہ سب بھی کرتے ۱۲

۵۳ مگر وہ جوان حاملہ اونٹنیون کے مالک کو نزار و نزار کرتا ہے جب وہ اسے تنہا یا اکٹھے تلاش کرتے ہین - ۱۲

۵۴ وہ اپنے دشمنون کے حق مین ایسے تھے جیسے آگ محرق کی جس نے آدمیون کو زندہ جلایا ۱۲

۵۵ اگر مین بھی مازن مین سے ہوتا تو ذہل بن شیبان کے حرامی میرے اونٹون کو لوٹ نہ لے جاتے ۱۲

قصہ اسکا یہ ہے کہ بنی ذہل شاعر کے تیس اونٹ لوٹکر چلدیئے۔ اسنے اپنی قوم سے مدد چاہی پر اُنہون نے کچھ خیال نہ کیا۔ آخر بنی مازن سے فریاد کی۔ اُنہون نے غارتگرون کے سو اونٹ لوٹ کر اسے دیدیے۔

(۴) دلیری وشجاعت مین یہ لوگ بیمثال گذری ہین۔ لڑائی کے وقت دشمنون مین گھس جانا فخر سمجھتے تھے ؎

لہ مَقَادِيمُ وَصَّالُونَ فِي الرَّوْعِ خَطْوَهُمْ	بِكُلِّ رَقِيقِ الشَّفْرَتَيْنِ يَمَانِي

عربی زبان مین ایسے اشعار بے شمار ہین جن سے ان لوگون کی شجاعت ٹپکتی ہے اور سچ پوچھو تو اس مین کلام نہین کہ ایسی جری۔ دلیر اور بے باک قوم صفحہ دہر پر کبھی دکھائی نہین دی ذراسی بات پر جان دے دینی یا لے لینی یہ کچھ نہین سمجھتے تھے۔ ہنگامۂ جنگ کو سن کر شیر نرینہ کی طرح قتل وقتال کے واسطے آمادہ ہوجاتے تھے۔ عاقبت کی پروا نہین مطلق نہ تھی۔ ہرچہ بادا باد۔ تیر وکمان یا تیغ بران لیکر مخالف پر ٹوٹ پڑنے سے مطلب۔ چنانچہ فِنْدُ زِمَّانی ایک شاعر جاہلی درباب حرب البسوس کہتا ہے ؎

فَلَمَّا صَرَّحَ الشَّرُّ	فَأَمْسَى وَهُوَ عُرْيَانُ
وَلَمْ يَبْقَ سِوَى الْعُدْوَانِ	دِنَّاهُمْ كَمَا دَانُوا
عہ مَشَيْنَا مِشْيَةَ اللَّيْثِ	غَدَا وَاللَّيْثُ غَضْبَانُ

عنترہ ایک مشہور شاعر جاہلی اپنے قصیدہ مین کہتا ہے ؎

سہ وَحَلِيلِ غَانِيَةٍ تَرَكْتُ مُجَدَّلًا	تَمْكُو فَرِيصَتُهُ كَشِدْقِ الْأَعْلَمِ
٤ہ وَمُدَجَّجٍ كَرِهَ الْكُمَاةُ نِزَالَهُ	لَا مُمْعِنٍ هَرَبًا وَلَا مُسْتَسْلِمِ

لہ وہ لوگ لڑائی مین سب سے آگے رہنے والے ہین اور خوف کی جگہ مین اپنے قدم ہرمیانی دو دہاری تلوار سے ملانے والے ہین ۱۲

عہ پس جبکہ لڑائی کھلم کھلا ہوگئی اور سوا ظلم وانتقام کے اور کچھ باقی نہ رہا تو ہمنے ان سے ویسا ہی معاملہ کیا جیسا اُنہون نے ہمارے ساتھ کیا تھا کہ ہم ان کی سزا کے لیے گرسنہ یعنی غضبناک شیر کی چال چلے ۱۲

سہ اور بہت سی خوبصورت عورتون کے شوہر مین نے زمین پر ایسے حال مین گرادیے کہ بسبب خوف کے انکے شانون کے گوشت پھڑکتے تھے اور اُنسے ایسے زور سے خون نکلتا تھا جیسے ہونٹ کٹے شخص کے سانس نکلنے کی آواز آتی ہے ۱۲

٤ہ اور بہت سے لوگ پورے مسلح جن سے بہادر لڑتے ہوئے خوف کھائین اور جو نہ بھاگنے والے نہ دشمن کے مطیع ہونے والے ۱۲

۵۱ جَادَتْ لَهُ كَفِّیْ بِعَاجِلِ طَعْنَةٍ	بِمُثَقَّفٍ صَدْقِ الْكُعُوْبِ مُقَوَّمِ
۵۲ فَشَكَكْتُ بِالرُّمْحِ الْاَصَمِّ ثِيَابَهُ	لَيْسَ الْكَرِيْمُ عَلَى الْقَنَا بِمُحَرَّمِ
۵۳ فَتَرَكْتُهُ جَزَرَ السِّبَاعِ يَنُشْنَهُ	يَقْضَمْنَ حُسْنَ بَنَانِهِ وَالْمِعْصَمِ

(۵) جنگ سے ہٹنا یا معرکہ آرائی کے وقت پشت دینی سخت عار خیال کرتے تھے۔ اور یہ فقط زمانۂ جاہلیت سے مخصوص نہین بلکہ زمانۂ اسلام مین بھی لوگون کے یہی خیالات تھے۔ چنانچہ ایک شاعر مخضرمی کہتا ہے ؎

فلسنا على الاعقاب تدمى كلومنا	ولكن على اقدامنا تقطر الدما

ہمارے زخم ہماری ایڑیون پر خون نہین ٹپکاتے بلکہ ہمارے قدمون پر یعنی ہم رو درو ہوکر مقابلہ کرتے ہین اور پیٹھ نہین دکھاتے ؎

فَلَسْتُ بِمُبْتَاعِ الْحَيٰوةِ بِذِلَّةٍ	وَلَا مُرْتَقٍ مِنْ خَشْيَةِ الْمَوْتِ سُلَّمَا

پس مین نہین ہون اپنی زندگی کا خریدار ساتھ ذلت کے اور نہ موت کے خوف سے زینہ پر چڑھنے والا ہون
(۶) کثرت قتال اور جنگ مین شب و روز مصروف رہنا اپنے لیے باعث فخر جانتے تھے ؎

وَاَسْيَافُنَا فِیْ كُلِّ غَرْبٍ وَمَشْرِقٍ	بِهَا مِنْ قِرَاعِ الدَّارِعِيْنَ فُلُوْلُ

اور ہماری تلوارین مشرق و مغرب مین مشہور ہین۔ اور زرہ پوشون کی کھٹا کھٹی سے انہین دندانے پڑی ہوئی ہین۔

مُعَوَّدَةٌ اَلَّا تُسَلَّ نِصَالُهَا	فَتُغْمَدَ حَتّٰى يُسْتَبَاحَ قَبِيْلُ

ہماری تلوارین اس بات کی خوگر ہین کہ جب میان سے باہر کھینچی جائین تو جب تک کوئی جماعت قتل نہو وہ میان مین نہین کیجاتین

(۷) لڑائی مین جان دیدینی ممدوح سمجھتے تھے کیونکہ اس سے مرنے والے کی دلیری و بہادری ثابت ہوتی تھی ؎

۵۱ ایسون کو میرے ہاتھ نے بہت جلدی سیدھے اور گٹھیلے پورون کے نیزہ کا زخم عطا کیا ۱۲
۵۲ پس مینے انکو مضبوط نیزہ سے بیندھ لیا کہ نیز دنکو کریم اور شرفا و حرام نہین ہین۔ انکے لیے سب برابر ہین ۱۲
۵۳ سو مین نے ایسے بہادرون کو درندون کی خوراک بنا دیا۔ اور وہ انہین اسطرح جھنجوڑتے کہ ان کی نازک انگلیون اور پہونچے کو اپنے اگلے دانتون سے کھاتے تھے ۱۲

تَسِيلُ عَلَى حَدِّ الظُّبَاتِ نُفُوسُنَا	وَلَيْسَتْ عَلَى غَيْرِ الظُّبَاتِ تَسِيلُ

ہمارے خون تلواروں کی دھاروں پر بہتے ہیں اور تلواروں کی دھاروں کو چھوڑ کر اور کسی چیز پر نہیں بہتے یعنے لڑتے لڑتے مرتے ہیں ۔

(۸) بڑھاپے کو مذموم جانتے تھے ؎

وَمَنْ لَا يُعْتَبَطْ يَسْأَمْ وَيَهْرَمْ	وَيُسْلِمْهُ الْمَنُونُ إِلَى انْقِطَاعِ

اور جو جوان اور تندرست ہلاک نہین کیا جاتا وہ بوڑھا اور زندگی سے ملول کیا جاتا ہے اور زمانہ اُسے فنا وہلاکت کے سپرد کرتا ہے ؎

وَمَا لِلْمَرْءِ خَيْرٌ مِنْ حَيَوةٍ	إِذَا مَا عُدَّ مِنْ سَقْطِ الْمَتَاعِ

مرد کیواسطے جینے مین کوئی بھلائی نہین ہے جبکہ وہ بسبب بڑہاپے کے نکما اور ناکارہ سمجھا جائے ۔ زُہیر اپنے قصیدہ مین کہتا ہے ؎

[۱] رأيتُ الْمَنَايَا خَبْطَ عَشْوَاءَ مَنْ تُصِبْ	تُمِتْهُ وَمَنْ تُخْطِئْ يُعَمَّرْ فَيَهْرَمِ

(۹) کبھی کبھی مصلحۃً میدان جنگ سے کنارہ کشی کرکے مفرور ہو جانے کو ممدوح سمجھتے تھے اس بناء پر کہ آیندہ پھر کبھی موقعہ پاکر دشمن سے انتقام لینگے ۔ سچ ہے الفرار فی وقتہ ظفر ۔ چنانچہ عمرو بن معدیکرب کہتا ہے ؎

[۲] وَلَقَدْ أَجْمَعُ رِجْلَيَّ بِهَا	حَذَرَ الْمَوْتِ وَإِنِّي لَفَرُورُ
[۳] وَلَقَدْ أَعْطِفُهَا كَارِهَةً	حِينَ لِلنَّفْسِ مِنَ الْمَوْتِ هَرِيرُ
[۴] كُلُّ مَا ذٰلِكَ مِنِّي خُلُقٌ	وَبِكُلٍّ أَنَا فِي الرَّوْعِ جَدِيرُ

(۱۰) لڑائی مین جانے سے پہلے یہ کچھ کھاتے نہ تھے بلکہ بھوکے پیٹ پر کمرین کسکر لڑتے تھے ؎

[۱] مین نے موتون کو اندھی اونٹنی کی مانند ہاتھ پاؤن مارتے دیکھا ہے ۔ جو اسکی زد پر آئے اُسے وہ مار ڈالتی ہے اور جس سے چوک جائے اُسکی عمر دراز ہوتی ہے ۔

[۲] اور بخدا مین موت کے ڈر سے اپنے دونون پاؤن گھوڑے پر خوب جما لیتا ہون اور وقت پر مصلحتاً بڑا بھاگ جانیوالا بھی ہون

[۳] اور مین اپنے گھوڑے کو زبردستی میدان جنگ سے موڑنیوالا ہون جبکہ میری طبیعت نے موقع موت کو اچھا نہین سمجھتی ۔

[۴] لڑنا اور بھاگ جانا ان مین سے ہر ایک میری عادت ہے اور حالت جنگ مین مجھکو دونون امر زیبا ہین ۔

۵۱ أُرُدَيْنَةُ لو رأيتِ غداةَ جئنا	على أضماتنا وقد احتوينا

(۱۱) مصائب و آلام اور شدائد روزگار پر صبر ممدوح جانتے تھے۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے ٥

۵۲ ولمّا رأينا الصبر قد حيل دونه	وإن كان يوماً ذا كواكب مظلما
۵۳ صبرنا وكان الصبر منّا سجيّةً	بأسيافنا يقطعن كفّاً ومعصما
۵۴ فارقتُ حتّى ما أبالي من النوى	وإن بان جيرانٌ عليَّ كرامُ
۵۵ فقد جعلت نفسي على النأي تنطوي	وعيني على فقد الحبيب تنامُ

(۱۲) یہ لوگ عموماً قصاص لینے کے بعد یا جنگ کے خاتمہ پر اپنے اشعار فخریہ کہتے تھے مثلاً ٥

۵۶ طعنتُ ابن عبد القيس طعنةَ ثائرٍ	لها نفذٌ لولا الشعاعُ أضاءها
۵۷ ملكتُ بها كفّي فأنهرتُ فتقها	يرى قائمٌ من دونها ما وراءها

ایک شاعر جاہلی کہتا ہے ٥

۵۸ لقد علم القبائلُ أنّ قومي	ذوو جدٍّ إذا لبس الحديد
۵۹ وأنّا نِعمَ أحلاسُ القوافي	إذا استعر التنافرُ والنشيد
۶۰ وأنّا نضربُ الملحاءَ حتّى	تُولّي والسيوفُ لنا شهود

۵۱ اے ردینہ اگر تو ہمیں اُس صبح کو دیکھتی جب ہم دشمنوں سے اپنا کینہ نکالنے آئے اور بھوکے تھے تو ایک خوفناک امر دیکھتی ۱۲

۵۲ اور جب ہمنے دیکھا کہ صبر جنگ کے ورے حائل ہے اور کہ وہ جنگ کا دن ایک ہوتا ہے تاریک ہے جس میں تارے نظر آتے ہیں ۱۲

۵۳ تو ہمنے اپنی تلواروں کے ساتھ جو دشمنوں کی ہتھیلی اور پہونچے کاٹتی ہیں صبر کیا اور صبر تو ہماری عادت و خلق میں داخل ہے ۱۲

۵۴ میں اپنے پیاروں سے جدا ہو گیا اور اب کسی کی جُدائی کی پروا نہیں کرتا چاہے میرے عزیز ہمسائے مجھ سے جدا ہو جائیں ۱۲

۵۵ کیونکہ میں نے اپنی طبیعت کو فراق سے مانوس بنالیا ہے اور میری آنکھ دوست کے گم ہو جانے پر بھی لگ جاتی ہے اور میں سو جاتا ہوں ۱۲

۵۶ میں نے عبد القیس کو بدلا لینے والے کا سا ایسا برچھا مارا جو پار ہو گیا اور اگر خون نہ بہ نکلا ہوتا تو سوراخ زخم کو صاف دکھاتا ۱۲

۵۷ میں نے برچھا اُسے تول کر مارا اور شگاف چوڑا کر دیا ایسا کہ جو زخم کے ادہر کھڑا ہو وہ اُدہر کا بھی حال معلوم کر لے ۱۲

۵۸ سارے قبیلوں نے جان لیا کہ میری قوم لڑائی میں جب ہتھیار لگا لیں بڑی کوشش کرنے والی ہے ۱۲

۵۹ انہوں نے یہ بھی جانا کہ ہم اچھے اشعار گو ہیں جب فخر و مباحات و شعر خوانی کی آگ بھڑکے ۱۲

۶۰ اور ہم ایسے لشکر کو جو بسبب سلاح آہن کے سیاہ و سفید ہو تلواریں مارتے ہیں یہانتک کہ وہ پشت پھیر دیتا ہے اور تلواریں ہماری

ان اشعار مین وہ اکثر تو اپنی قوم کی شجاعت کا بیان کرتے تھے۔ پر کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ اپنے دشمن کی بھی تعریف اپنی قوم کی تعریف کے ساتھ نہایت فصیح لفظون مین کرتے تھے مثلاً ؎

۱ وَكُنَّا حَسِبْنَا كُلَّ بَيْضَاءَ شَحْمَةً   لَيَالِيَ لَاقَيْنَا جُذَامَ وَحِمْيَرَا

۲ فَلَمَّا قَرَعْنَا النَّبْعَ بِالنَّبْعِ بَعْضَهُ   بِبَعْضٍ أَبَتْ عِيدَانُهُ أَنْ تَكَسَّرَا

۳ وَلَمَّا لَقِينَا عُصْبَةً تَغْلِبِيَّةً   يَقُودُونَ جُرْدًا لِلْمَنِيَّةِ ضُمَّرَا

۴ سَقَيْنَاهُمُ كَأْسًا سَقَوْنَا بِمِثْلِهَا   وَلٰكِنَّهُمْ كَانُوا عَلَى الْمَوْتِ أَصْبَرَا

اسی طرح ایک اور شاعر جاہلی اپنی قوم کی اور اپنے دشمنون کی تعریف مین کہتا ہے ؎

۵ فَجَاؤُوا عَارِضًا بَرِدًا وَجِئْنَا   كَمِثْلِ السَّيْلِ نَرْكَبُ وَازِعِينَا

۶ فَنَادَوْا يَا لَ بُهْثَةَ إِذْ رَأَوْنَا   فَقُلْنَا أَحْسِنِي مَلَأً جُهَيْنَا

۷ فَلَمَّا أَنْ تَوَاقَفْنَا قَلِيلًا   أَنَخْنَا لِلْكَلَاكِلِ فَارْتَمَيْنَا

۸ فَلَمَّا لَمْ نَدَعْ قَوْسًا وَسَهْمًا   مَشَيْنَا نَحْوَهُمْ وَمَشَوْا إِلَيْنَا

۹ فَآبُوا بِالرِّمَاحِ مُكَسَّرَاتٍ   وَأُبْنَا بِالسُّيُوفِ قَدِ انْحَنَيْنَا

۱۰ فَبَاتُوا بِالصَّعِيدِ لَهُمْ أُحَاحٌ   وَلَوْ خَفَّتْ لَنَا الْكَلْمَى سَرَيْنَا

۱ ہمنے ہر سفید رنگ کو مثل چربی کے نرم سمجھہ رکھا تھا جن راتون مین کہ ہم جُذام و حمیر سے لڑے - ۱۲

۲ سو جبکہ ہمنے کمانون کو کمانون سے کھٹکھٹایا تو انکی لکڑیون نے ٹوٹنے سے انکار کیا - ۱۲

۳ اور جبکہ ہماری مُٹھ بھیڑ بنی تغلب کی جماعت سے جو کم مو بلے گھوڑون کو موت کیطرف ہنکاتے تھے ہوئی ۱۲

۴ تو ہمنے انہین ویسا ہی پیالا پلایا جیسا اُنہون نے ہمین پلایا تھا مگر وہ لوگ موت پر بڑے صابر نکلے۔ سو ہم بھاگ گئے ۱۲

۵ پس وہ مثل پھیلے ہوئے اولے برسانے والے ابر کے آئے اور ہم مثل رَو کے ہر چیز پر سوار ہوتے آتے اور ہم دونون اپنے لشکرونکا بندوبست کرتے تھے ۱۲

۶ اُنہون نے جب ہمین دیکھا تو پکارا کہ ای آل بہثہ ہماری مدد کرو اور ہمنے کہا کہ ای آل جہینہ۔ تم طعن و ضرب سے اپنے اخلاق درست کرو ۱۲

۷ پس جب ہم کچھہ قریب آئے تو اپنے اونٹ سینہ کے بل بٹھا دیئے اور تیر مارنے شروع کیے - ۱۲

۸ اور جب ہمنے کمان و تیر باقی نہ رکھا تو ہم انکی طرف بڑھے اور وہ ہماری طرف ۱۲

۹ سو وہ ٹوٹے نیزے لیکر لوٹے اور ہم ایسی تلوارین لیکر جن مین کثرت خونریزی سے بل پڑ گئے تھے ۱۲

۱۰ سو اُنہون نے صعید مین پیاسے رات گذاری اور ہم زخمیون کے سبب سے وہان ہی پڑے رہے ۱۲

ان اشعار سے ظاہر ہے کہ کبھی ہجو کو چھوڑ کر یہ لوگ فقط حق بات کا خیال کرتے تھے۔ یہ وصف قابل تعریف ہے۔
(۱۳) یہ لوگ دل کے بڑے کڑے اور سخت تھے مصیبت کے وقت اِنکے کلیجے پتھر کے ہوجاتے تھے۔ ان مین غایت درجہ کی محبت و عداوت دونون کی قابلیت تھی۔ مار و دھاڑ کے وقت انکے دل فولاد کے ہوجاتے تھے۔ اور ندامت کے وقت موم کے۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے ؎

۵۱ وَلَاتَرَاهُمْ وَاِنْ جَلَّتْ مُصِيْبَتُهُمْ	مَعَ الْبُكَاةِ عَلٰى مَنْ مَاتَ يَبْكُوْنَا

طیش و غضب مین کبھی کبھی دوست و قرابتی کو بھی قتل کر دیتے اور بعد قتل کے ماتم کرتے تھے۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے۔ ؎

۵۲ وَنَبْكِيْ حِيْنَ نَقْتُلُكُمْ عَلَيْكُمْ	وَنَقْتُلُكُمْ كَاَنَّا لَانُبَالِيْ

ایک کلابی شاعر اپنی محبوبہ کے بھائی کو قتل کرکے کہتا ہے ؎

۵۳ فَلَمَّا رَاَيْتُ اَنَّهٗ غَيْرُ مُنْتَهٍ	اَمَلْتُ لَهٗ كَفِّيْ بِلَدْنٍ مُقَوَّمٍ
۵۴ وَلَمَّا رَاَيْتُ اَنَّنِيْ قَدْ قَتَلْتُهٗ	نَدِمْتُ عَلَيْهِ اَيَّ سَاعَةَ مَنْدَمِ

(۱۴) بسا اوقات یہ بھی ہوتا تھا کہ اپنے صبر و تحمل کو دکھانے کے لیے اپنے مقتول پر روتے نہین تھے۔ چنانچہ عمرو بن کلثوم التغلبی کہتا ہے ؎

۵۵ مَعَاذَ الْاِلٰهِ اَنْ تَنُوْحَ نِسَاؤُنَا	عَلٰى هَالِكٍ اَوْ اَنْ نَضِجَّ مِنَ الْقَتْلِ

(۱۵) اپنے مقتول پر دیت دینی یعنی خونبہا دینا باعث فخر جانتے تھے کیونکہ اس سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ قاتل کے قبیلہ والے ایسے زبردست ہین کہ کوئی ان سے قصاص نہین لے سکتا۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے ؎

۵۶ بِيْضٌ مَفَارِقُنَا تَغْلِيْ مَرَاجِلُنَا	نَاسُوْا بِاَمْوَالِنَا آثَارَ اَيْدِيْنَا

۵۱ باوجود شدت مصیبت کے تو انہین رونیوالون کے ساتھ مُردون پر روتا نہین دیکھے گا ۱۲
۵۲ اور ہم تم پر جب تمہین قتل کرچکتے ہین تو روتے ہین اور قتل اس طرح کرتے ہین کہ گویا کچھ پرواہ نہین ۱۲
۵۳ بس جب مین نے دیکھا کہ وہ باز نہین آتا تو مین نے اپنے ہاتھ سے ایک سیدھے نیزے کو جھکا دیا تھا ۱۲
۵۴ اور جب مین نے دیکھا کہ اسے قتل کر دیا تو ایسے وقت مین نادم ہوا جب ندامت سے کچھ فائدہ نہین ۱۲
۵۵ خدا کی پناہ اس بات سے کہ ہماری عورتین کسی مردہ پر روئین یا قتل سے چیخ چیخ کر روئین ۱۲
۵۶ ہمارے سر سفید اور ہماری دیگین جوش کھاتی رہتی ہین اور ہم اُن زخمون کا علاج جو ہمارے ہاتھ لگاتے ہین اپنے مال سے کرتے ہین ۱۲

مگر اپنے مقتول پر قاتل سے دیت قبول کرنے کو سخت عار سمجھتے تھے کیونکہ ضعیف و نامردی کی علامت تھی۔ دیت مین اکثر شتر دیے جاتے تھے اور اس امر کی کوشش کیجاتی تھی کہ مقتول کے اقارب اُسے قبول کرلین۔ لیکن ان کا یہ مال خون بہا حقارت کے ساتھ نامنظور ہوتا تھا۔ اگر مقتول والون مین قصاص لینے کی قوت ہوتی۔ چنانچہ ایک شخص کہتا ہے ؎

۱ فَلَوْ اَنَّ حَيًّا يَقْبَلُ الْمَالَ فِدْيَةً	لَسُقْنَا لَهُمْ سَيْلاً مِنَ الْمَالِ مُفْعِمَا
۲ وَلٰكِنْ اَبیٰ قَوْمٌ اُصِيْبَ اَخُوْهُمْ	رِضَا الْعَارِ فَاخْتَارُوْا عَلَى اللَّبَنِ الدِّمَا

بنی فقعس کے قبیلے کا ایک آدمی جو دشمنون کے ہاتھ مین اسیر تھا اپنے چچازاد بھائیونکو خطاب کرکے کہتا ہے ؎

۳ فَلَا تَاْخُذُوْا عَقْلاً مِنَ الْقَوْمِ اِنَّنِیْ	اَرَى الْعَارَ يَبْقٰى وَالْمَعَاقِلُ تَذْهَبُ

ایک شاعر خونبہا قبول نکرنے کی ترغیب ذیل کے شعرون مین اسطرح دیتا ہے ؎

۴ وَاِنْ بَوَّؤُكَ مَبْرَكًا غَيْرَ طَائِلٍ	غَلِيْظًا فَلَا تَنْزِلْ بِهٖ وَتَحَوَّلِ
۵ وَلَا تَطْعَمَنْ مَا يَعْلِفُوْنَكَ اِنَّهُمْ	اَتَوْكَ عَلٰى قُرْبَاهُمُ بِالْمُثَمَّلِ

ایک اور شاعر کہتا ہے ؎

۶ قَتَلْنَا بِقَتْلَانَا مِنَ الْقَوْمِ عُصْبَةً	كِرَامًا وَلَمْ نَاْكُلْ بِهِمْ حَشَفَ النَّخْلِ

دیت نہ لینے کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ عرب کے خیال کے موافق مقتول کے اقارب پر قاتل سے قصاص لینا واجب تھا۔ اس طلب قصاص مین اکثر جانبین کے بہت سے آدمی مارے

۱ اگر کوئی انکا قبیلہ قیدی کے بدلے مال قبول کرتا تو ہم بیشک اُنکی طرف شترون سے پُر ایک رو روانہ کردیتے ۱۲

۲ ہم نے اُس قوم کے پاس جنکا برادر مارا گیا تھا اسکا خون بہا بھیجا لیکن اُنہون نے قبول عار سے انکار کیا اور اونٹون پر قصاص کو ترجیح دی ۱۲

۳ اگر وہ مجھے مار ڈالین تو اُنسے میرا خونبہا نہ لینا کیونکہ عار تو باقی رہجاتا اور خونبہائین جاتی رہتی ہین یعنی تم میرا قصاص لینا ۱۲

۴ اگر وہ تجھے فرودگاہ غیر مفید مین اُتارین تو وہان مت اُتر اور لوٹ آ۔ یعنی مقتول کے بدلے خون بہا نہ لینا بلکہ قصاص لینا ۱۲

۵ جو چیز وہ تجھے کھلانا چاہتے ہین اسکی طمع مت کر کیونکہ وہ تیرے پاس باوجود قرابت کے ایک زہر دوسرے زہر سے ملا ہوا لائے ہین ۱۲

۶ ہمنے اپنے مقتولون کے بدلے قوم مخالف مین سے ایک عمدہ گروہ مار ڈالا لیکن انکے عوض مین ناقص کھجورین نہین کھائین ۱۲

جاتے تھے۔ ثار لینے کا دستور انکے نزدیک ایسا محبوب وعزیز تھا کہ اکثر عورتین بھی اپنے پرجوش لفظون سے خاندان والون اور قبیلہ والون کو ثار پر آمادہ کرتی تھین۔ چنانچہ جب بنی مازن نے عمرو بن معدی کرب کے بھائی عبداللہ کو قتل کر کے عمرو بن معدیکرب کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ یا تو مہربانی سے مقتول کا خون معاف کر یا اُس کے بدلے خون بہا لے تو عمرو بن معدیکرب کی بہن کبشہ نے اسے اخذ ثار پر تحریض دلانے کو چند شعر کہے۔ اُن مین سے دو یہان نقل کیے جاتے ہین ؎

اَرْسَلَ عَبْدُ اللّٰهِ اِذْ حَانَ یَوْمُهٗ	اِلٰی قَوْمِهٖ لَا تَعْقِلُوا لَهُمْ دَمِیْ

میرے بھائی عبداللہ نے مرتے وقت اپنی قوم کی طرف یہ پیام بھیجا کہ میرے بدلے خونبہا لیکر قصاص نہ چھوڑنا۔

وَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُمْ اِفَالًا وَّ اَبْكُرًا	وَاُتْرَكَ فِیْ بَیْتٍ بِصَعْدَةَ مُظْلِمِ

اور نہ تم میری دیت مین قاتلون سے شتر بچے اور جوان اونٹ لینا۔ اس صورت مین میری قبر جو موضع صعدہ مین ہے تاریک رہیگی۔

ایک یشکری آدمی نے اپنے بھائی وائل بن حریم کے قتل کے بدلے قاتل کے قبیلے کے اَسّی آدمی مار کر انکی لاشین ایک کوئے مین ڈالین یہانتک کہ اُس کنوے کا سارا پانی خون سے رنگین ہوگیا اور بعد اسکے اُسنے ڈول بھر بھر کر اُسمین سے پانی نکالا چنانچہ شاعر کہتا ہے ؎

سَائِلْ اُسَیِّدَ هَلْ ثَاَرْتُ بِوَائِلٍ	اَمْ هَلْ شَفَیْتُ النَّفْسَ مِنْ بَلْبَالِهَا

اے مخاطب۔ بنی اُسَیِّد سے پوچھ لے کہ کیا مین نے اپنے بھائی وائل کا تم سے بدلا لے لیا اور کیا مین نے اپنی طبیعت کو اسکے غم سے شفا دی۔

اِذْ اَرْسَلُوْنِیْ مَائِحًا بِدِلَائِهِمْ	فَمَلَأْتُهَا عَلَقًا اِلٰی اَسْبَالِهَا

جبکہ اُنھون نے مجھے بلایا کہ مین کوئے مین نیچے اُتر کر اُن کے ڈول بھرون سو مین نے ان ڈولون کو ان کے خون سے کنارون تک بھر دیا۔

مُتَلَمِّس ایک شاعر جاہلی اخذ ثار کے لیے اپنی قوم سے یہ کہتا ہے ؎

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْمَرْءَ رَهْنُ مَنِیَّةٍ	صَرِیْعًا لِعَافِی الطَّیْرِ اَوْ سَوْفَ یُرْمَسُ

کیا تو نہین دیکھتا کہ مرد موت کا مرہون ہے۔ اور پچھاڑا ہوا ہے گوشت خوار پرندون کے لیے یا کچھ عرصے کے بعد مدفون ہوگا۔

۵۱ فَلَا تَقْبَلَنْ ضَیْمًا مَخَافَةَ مِیْتَةٍ　　وَمُوْتَنْ بِهَا حُرًّا وَجِلْدُكَ أَمْلَسُ
۵۲ فَمِنْ طَلَبِ الْأَوْتَارِ مَا حَزَّ أَنْفَهُ　　قَصِیْرٌ وَخَاضَ الْمَوْتَ بِالسَّیْفِ بَیْهَسُ

اِس زمانہ کے اشعار کو پڑھکر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ لوگ قصاص لینے کی قسم کھا لیتے تھے چنانچہ ایک شاعر کہتا ہی ۵

۵۳ وَبِالْبَیْدَاءِ لَمَّا اَنْ تَلَاقَتْ　　بِهَا کَلْبٌ وَحَلَّ بِهَا النُّذُوْرُ

تأبّط شرًّا کا بھانجا اپنے ماموں کے قصاص کے بعد یہ کہتا ہے ۵

۵۴ حَلَّتِ الْخَمْرُ وَکَانَتْ حَرَامًا　　وَبِلَأْيٍ مَا أَلَمَّتْ تَحِلُّ
۵۵ فَاسْقِنِیْهَا یَا سَوَادَ بْنَ عَمْرٍو　　اِنَّ جِسْمِیْ بَعْدَ خَالِیْ لَخَلُّ
۵۶ تَضْحَكُ الضَّبْعُ لِقَتْلَی هُذَیْلٍ　　وَتَرَی الذِّئْبَ لَهَا یَسْتَهِلُّ
۵۷ وَعِتَاقُ الطَّیْرِ تَغْدُوْ بِطَانًا　　تَتَخَطَّاهُمْ فَمَا تَسْتَقِلُّ

اگر قاتل بہت ہی قریب کا رشتہ دار ہو تو اُسے معاف بھی کر دیا کرتے تھے - چنانچہ ایک اعرابی کے بھائی نے اپنے بھتیجے کو قتل کر دیا جب قاتل کو قصاص کے لیے اعرابی کے آگے لائے تو اُس نے یہ کہکر قصاص لینے سے انکار کیا ۵

۵۸ اَقُوْلُ لِلنَّفْسِ تَأْسَاءً وَتَعْزِیَةً　　اِحْدَی یَدَیَّ اَصَابَتْنِیْ وَلَمْ تُرِدِ
۵۹ کِلَاهُمَا خَلَفٌ مِنْ فَقْدِ صَاحِبِهِ　　هٰذَا اَخِیْ حِیْنَ اَدْعُوْهُ وَذَا وَلَدِیْ

۵۱ پس تو ایک دفعہ مرنے کے خوف سے ہرگز ذلت اختیار مت کر اور البتہ تو کریم نے عار و ننگ ہو کر مر ۱۲
۵۲ کیونکہ جذیمہ کے کینون ہی کی طلب مین قصیر نے اپنی ناک کاٹ لی اور بیہس تلوار لے کر موت مین گھس گیا ۱۲
۵۳ اور مقام بیدا مین جب کلب و حمیر کی مُٹھ بھیڑ ہوئی اور وہان لوگون کی قسمین بہ سبب لینے انتقام کے پوری ہوگئین ۱۲
۵۴ اور شراب کا پینا جو بسبب قسم کے حرام ہو گیا تھا اب حلال ہو گیا اور بعد ایک مدت دراز کے شراب حلال ہو کر میرے پاس آئی ۱۲
۵۵ سو تو اے سواد بن عمرو مجکو شراب پلا دے کیونکہ میرا جسم میرے ماموں کے بعد ناتوان اور دُبلا ہو گیا ہے ۱۲
۵۶ ہُذیل کے مقتولون پر کفتار ہنستی ہے اور تو اُن پر بھیڑیون کو بہ سبب خوشی کے شور مچاتا دیکھے گا ۱۲
۵۷ اور مُردار خوار پرندے صبح کرتے ہین ایسے حال مین کہ اُنکے پیٹ بھر جاتے ہین اور وہ لاشون کے گرد قدم قدم پھرتے ہین اور اُڑ نہین سکتے ۱۲
۵۸ مین اپنے جی سے صبر کرنے کو کہتا ہون - مجھے میرے ایک ہاتھ کا صدمہ بے ارادہ پہونچا ہے - ۱۲
۵۹ وہ دونون ایک دوسرے کا خلیفہ ہین، یہ تو میرا بھائی ہے جب اُسے مصیبت مین مدد کو بلاؤن اور وہ بیٹا ۱۲

(۱۶) غارت گری یہ لوگ اکثر صبح کے وقت کرتے تھے - چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے ؎

۵۱ فَلَمْ اَرَ مِثْلَ الْحَیِّ حَیًّا مُصَبَّحًا	وَلَا مِثْلَنَا یَوْمَ الْتَقَیْنَا فَوَارِسًا

عمرو بن معدیکرب اپنی ایک نظم مین کہتا ہے ؎

وَابْنُ صُبْحٍ سَادِرًا یُوعِدُنِی مَا	لَهُ فِی النَّاسِ مَا عِشْتُ مُجِیْرُ

(ابن صبح سے مراد یہ ہے کہ اسکی مان صبح کے وقت غارتگرون سے حاملہ ہوئی - اور یہ نطفہ حرام ہے)

(۱۷) یہ لوگ اپنے غلامون اور لونڈیون کو جراحت اور ادویات کا علم سکھاتے تھے - چنانچہ جب کوئی میدان جنگ مین زخمی ہوجاتا تو غلام اور لونڈیان بندھن پٹی کرتی اور دوا لگاتی تھین - ایک شاعر جاہلی کہتا ہے ؎

۵۲ طَعَنْتُ ابْنَ عَبْدِ الْقَیْسِ طَعْنَةَ ثَائِرٍ	لَهَا نَفَذٌ لَوْلَا الشُّعَاعُ اَضَاءَهَا
۵۳ یَهُوْنُ عَلَیَّ اَنْ تَرُدَّ جِرَاحُهَا	عُیُوْنَ الْاَوَاسِیْ اِذْ حَمِدْتُ بَلَاءَهَا

(۱۸) عرب کے قبائل جنگ کے وقت اپنی عورتون کو بھی اکثر اپنے ساتھ ہی رکھتے تھے یہ عورتین فوج کے پیچھے چلتی اور اپنے شوہرون کو بہادری کی تحریک دیتی جاتی تھین - انکا ساتھ ہونا قبیلہ والون کو مفید ہوتا تھا - کیونکہ ایسے حال مین مرد اُنکی آبرو اور آزادی کی حفاظت کے لیے دل توڑ کر نہایت حوصلہ سے لڑتے تھے - لڑنے سے پہلے وہ اپنے شوہرون سے قسم لیتی تھین کہ خوب دلیری سے دشمنون کا مقابلہ کرنا اور اُنہین اسیر کر لانا - چنانچہ عمرو بن کلثوم تغلبی اپنے مشہور قصیدے مین کہتا ہے ؎

۵۴ عَلٰی اٰثَارِنَا بِیْضٌ حِسَانٌ	نُحَاذِرُ اَنْ تُقَسَّمَ اَوْ تَهُوْنَا

۵۱ مینے ہر قبیلہ کی مانند صبح کیوقت لٹتا ہوا کوئی قبیلہ نہین دیکھا اور نہ اپنی مانند سوار دیکھے جس دن کہ ہم دشمنون سے لڑے ۱۲

۵۲ مینے عبد القیس کو بدلا لینے والے کی مانند برچھا مارا جو پار ہوگیا اور اگر خون نہ نکلتا ہوتا تو سوراخ زخم کا اُسے صاف دکھا دیتا ۱۲

۵۳ مجھکو یہ امر آسان ہے کہ زخم جب مین اسکا حق قابل تعریف ادا کر دن اپنی خباثت کی وجہ سے علاج کرنے والی عورتون کی آنکھون کو پھیر دے یعنے وہ اس زخم کو دیکھنے کی تاب نہ لاسکین ۱۲

۵۴ میدان جنگ مین ہمارے پیچھے گوری خوبصورت عورتین ہوتی ہین تاکہ ہمین یہ خوف رہے کہ دشمن انکو قید کرکے آپس مین تقسیم نہ کرلین یا وہ ان کی خدمت کرکے ذلیل ہون ۱۲

۵۱ اخذن علی بعولتهنّ عهدا	اذا لاقوا کتائب معلمینا
۵۲ لیستلبن افراسا و بیضا	و اسری فی الحبال مقرّنینا
۵۳ اذا ما رحن یمشین الهوینا	کما اضطربت متون الشاربینا
۵۴ ظعائن من بنی جشم بن بکر	خلطن بمیسم حسبا و دینا
۵۵ یقتن جیادنا و یقلن لستم	بعولتنا اذا لم تمنعونا
۵۶ فما منع الظعائن مثل ضرب	تری منه السواعد کالقلینا

ایک شاعر کہتا ہے ؎

۵۷ دع السید انّ السید کانت قبیلة	تقاتل یوم الرّوع دون نسائها

(۱۹) ان لوگون مین ایک بہت بڑا وصف یہ بھی تھا کہ مظلوم کی استغاثت وحمایت کو جھٹ طیار ہوجاتے تھے - یہ اس بات کو اپنے لیے مایہ فخر وناز جانتے تھے کہ دلِ دردمند کی آہ و فریاد کو سُنکر یہ خاموش بیٹھے نہ رہے بلکہ اُن کے ایذا پہونچانے والون سے اُنکا بدلا لیا - چنانچہ وداک بن ثُمیل المازنی اپنی ایک نظم مین کہتا ہے ؎

۵۸ اذا استنجدوا لم یسئلوا من دعاهم	لایّة حرب ام بایّ مکان

طرفہ کہتا ہے ؎

۵۹ اذا القوم قالوا من فتی خلت انّنی	عُنیت فلم اکسل و لم اتبلّد

۵۱ جب انکے شوہر لشکرانِ علامت دار سے مقابلہ کرتے ہین تو یہ عورتین اُن سے یہ عہد لے لیتی ہین ۱۲

۵۲ کہ وہ گھوڑے اور صیقلدار تلوارین اور قیدی رسیون مین باہم بستہ لائین تاکہ یہ عورتین اُنہین ہانک کر بھجائین ۱۲

۵۳ جب وہ چلتی ہین تو خراماں چال چلتی ہین ایسی لچک کے ساتھ جیسے میخوارون کی کمرین لچکتی ہین ۱۲

۵۴ وہ پردہ نشین عورتین جشم بن بکر کی اولاد سے ہین جنہون نے خوبروئی کے ساتھ شرافت آبا و دین جمع کر رکھا ہے ۱۲

۵۵ وہ ہمارے گھوڑون کو گھاس و چارہ دیتی ہین اور ہم سے کہتی ہین کہ اگر تم ہمین اعدا سے نہ بچاؤ تو ہمارے شوہر نہین ۱۲

۵۶ ان زنان پردہ نشین کو کسی چیز نے مثل ایسی ضرب شمشیر کے نہین بچایا جس سے دشمنونکے پہونچے کنکر گلی کی مانند اُڑتے ہین ۱۲

۵۷ تو بنی سید کا ذکر چھوڑدے کیونکہ بنی سید ایسے ہین کہ جنگ کے روز اپنی عورتونکے واسطے لڑتے ہین تاکہ انہین اعدا اسیر کرکے لے نہ جائین ۱۲

۵۸ جب اُن سے مدد مانگی جاتی ہو تو اپنے بلانے والے سے کبھی نہین پوچھتے کہ کس لڑائی کے لئے یا کس جگہ بلایا ہے ۱۲

۵۹ جب قوم یہ کہے کہ کون جوانمرد ہے تو مین خیال کرتا ہون کہ انکا مطلب مجھسے ہے سو مین نہ کاہلی کرتا اور نہ فہم مطلب مین حیران رہتا ہون ۱۲

اسی قصیدہ مین جس مین سے شعر سابق منقول ہوا ہے ایک یہ شعر بھی ہے ؎

۵۱ وَكَرِّي إِذَا نَادَى الْمُضَافُ مُجَنَّبًا	كَسِيدِ الْغَضَا نَبَّهْتَهُ الْمُتَوَرِّدِ

(۲۰) ایک خوبی ان لوگون مین یہ بھی تھی کہ حفاظت جار کو اپنے اوپر لازم سمجھتے تھے۔ اور جو شخص یا قبیلہ وقت پر اپنے پڑوسی کی مدد نہ کرتا اُسے ذلیل وکم قدر خیال کرتے تھے۔ سموئل بن عادیا کہتا ہے ؎

۵۲ وَمَا ضَرَّنَا أَنَّا قَلِيلٌ وَجَارُنَا	عَزِيزٌ وَجَارُ الْأَكْثَرِينَ ذَلِيلُ

ایک اور شاعر کہتا ہے ؎

۵۳ وَنَحْنُ الَّذِينَ لَا يُرَوَّعُ جَارُنَا	وَبَعْضُهُمُ لِلْغَدْرِ صُمٌّ مَسَامِعُهْ

ابو صمامہ ضبی کہتا ہے ؎

۵۴ فَجَارُكَ عِنْدَ بَيْتِكَ لَحْمُ ظَبْيٍ	وَجَارِي عِنْدَ بَيْتِي لَا يُرَامُ

(۲۱) سخاوت کو یہ لوگ داخل شرافت سمجھتے تھے۔ کسی حاجتمند مصیبت زدہ کو سو پچاس اونٹ دے دینے کوئی بڑی بات نہ تھی۔ چنانچہ ایک شخص کہتا ہے ؎

۵۵ إِنْ أَجْزِ عَلْقَمَةَ بْنَ سَيْفٍ سَعْيَهُ	لَا أَجْزِهِ بِبَلَاءِ يَوْمٍ وَاحِدِ
۵۶ لَأَحَبَّنِي حُبَّ الصَّبِيِّ وَرَمَّنِي	رَمَّ الْهَدِيِّ إِلَى الْغَنِيِّ الْوَاجِدِ
۵۷ وَأَجَابَنِي يَوْمَ الصُّرَاخِ بِجَمَّةٍ	مِائَةٍ تَشُقُّ عَلَى عَصِيِّ الذَّائِدِ

۵۱ جب کوئی دشمنون مین گھر کر مجھے پکارتا ہے تو مین درخت غضا کے بھیڑیے کی طرح جو پانی پینے جاتا ہو اپنے کج قدم گھوڑے کو مدد کے لیے پھیرتا ہون ۱۲

۵۲ ہماری تھوڑے ہونے نے ہمین کچھ نقصان نہین پہونچایا کیونکہ حال یہ ہے کہ ہمارے پڑوسی گران قدر ہین اور اورون کے پڑوسی ذلیل ہین ۱۲

۵۳ ہم ایسے ہین کہ ہمارے ہمسائے ڈرائے نہین جاتے اور بعض لوگ عہدشکنی کے اختیار کرنے کی وجہ سے بہرے ہین ۱۲

۵۴ تیرا ہمسایہ تیرے گھر کے پاس ضعیف مثل ہرن کے گوشت کی ہے اور ہمارے ہمسایہ کا ہمارے گھر کے پاس کوئی قصد بھی نہین کرسکتا ۱۲

۵۵ اگر مین علقمہ کو اسکی کوشش کا بدلا دون تو اسکے ایک روز کے احسان ونعمت کا بھی عوض نہین دے سکونگا ۱۲

۵۶ اُس نے تو مجھ سے بچہ کی طرح محبت کی اور میرے حال کی ایسی درستی کی جیسی دلہن کی جب وہ خوشحال مقدرر والے کے پاس بھیجی جاتی ہے درستی کی جاتی ہے ۱۲

۵۷ اور دادخواہی کے دن مجھے سو شتر سے جواب دیا جو حوض سے روکنے والے کی لکڑیون سے شکل سے رکین لسبب کثرت تعداد کے ۱۲

طرفہ کہتا ہے ؎

وَلَا اَهْلُ هٰذَاكَ الطِّرَافِ الْمُمَدَّدِ	؎۵۱ رَاَيْتُ بَنِيْ غَبْرَاءَ لَا يُنْكِرُوْنَنِيْ

خصوصاً قحط کے ایام مین یہ لوگ بڑی دریادلی سے فقراء ومساکین کی خبر لیتے۔ اور اُنہین کھلاتے تھے۔ ایک شخص کہتا ہے ؎

وَبَعْضُهُمْ تَغْلِيْ بِذَمٍّ مَنَاقِعُهْ	؎۵۲ نُدَهْدِقُ بَضْعَ اللَّحْمِ لِلْبَاعِ وَالنَّدٰی

سلمی بن ربیعہ کہتا ہے ؎

وَاسْتَعْجَلَتْ نَصْبَ الْقُدُوْرِ فَمَلَّتِ	؎۵۳ وَاِذَا الْعَذَارٰی بِالدُّخَانِ تَقَنَّعَتْ
بِيَدَيَّ مِنْ قَمَعِ الْعِشَارِ الْجِلَّتِ	؎۵۴ دَارَتْ بِاَرْزَاقِ الْعُفَاةِ مَغَالِقٌ

حضرت لبید بن ربیعۃ العامری رض اپنی سخاوت کے باب مین یہ فرماتے ہین ؎

اِذْ اَصْبَحَتْ بِيَدِ الشَّمَالِ زِمَامُهَا	؎۵۵ وَغَدَاةِ رِيْحٍ قَدْ وَزَعْتُ وَقِرَّةٍ

اسی مشہور قصیدہ مین جسمین سے شعر سابق کیا گیا ہے وہ اپنی غربا پروری کے بارہ مین کہتے ہین ؎

مِثْلَ الْبَلِيَّةِ قَالِصٍ اَهْدَامُهَا	؎۵۶ تَاْوِيْ اِلَی الْاَطْنَابِ كُلُّ رَذِيَّةٍ
خُلُجًا تُمَدُّ شَوَارِعًا اَيْتَامُهَا	؎۵۷ وَيُكَلِّلُوْنَ اِذَا الرِّيَاحُ تَنَاوَحَتْ

۵۱ مین نے دیکھا کہ فقراء مجھے اوپری نہین سمجھتے۔ اور نہ تنے ہوئے خیمونکے مالک مجھ سے ناآشنا ہین ۱۲

۵۲ ہم کرم وسخاوت کے لیئے گوشت کے ٹکڑے کاٹتے اور اُن کی ہڈیان توڑتے ہین اور بعض لوگون کی پتھر کی چھوٹی ہنڈیان مذمت کا جوش کھا رہی ہین ۱۲

۵۳ جب کنواریان دھوئین کو اپنی اوڑھنی بنائین اور ہنڈیا چڑھانے سے شتابی کرکے پارہ گوشت آگ مین بھوننے لگین ۱۲

۵۴ ایسے وقت مین سائلونکے رزق کے تیر قمار جو دس مہینے کی حاملہ اونٹنی کے سرایے کو ہان ہین میرے ہاتھ مین ملینگے ۱۲

۵۵ اور بہت سی تیز ہوا اور سردی کی صبح کے وقت جنکی باگ ہوای سرد باد شمالی کے ہاتھ مین تھی مینے انکالیف مساکین کو روکا ۱۲

۵۶ ہمارے ڈیرونکی رسیونکے ساتھ ہر محتاج عورت پناہ لیتی ہے جسکے پُرانے کپڑے بھی اُسکے بدن پر کوتاہ ہین اور اسکا حال مثل اُس ناقہ کی ہے جسے اسکے مالک مردہ کی قبر پر باندھتے ہین اور وہ وہان ہی بھوکی پیاسی مرجاتی ہے ۱۲

۵۷ اور جب جوبائی ہوائین ایک دوسرے کے مقابل چلتی ہین یعنی ایام سرما وقحط مین ایسے کٹھرون مین بار بار ہمارے گوشت بار بار تاج کی مانند سجاتے ہین اور جن مین غریب غربا کے یتیم بچے غوطے لگاتے ہین ہم غریبون کو کھلاتے ہین ۱۲

(۲۲) عرب کی مہمان نوازی اور مسافر پروری کے باب مین جتنا کہا جائے درست ہے۔ ان کے یہ اوصاف ضرب المثل ہین۔ کبھی کبھی مہمانون کے پیچھے وہ اپنا سارا سرمایہ خرچ کر ڈالتے تھے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی طرح یہ بھی اپنے مہمانون کے لیے اپنے جانور بڑے شوق سے ذبح کرتے اور خوب دل کھول کر اُن کی خاطرداری کرتے تھے۔ مہمانون کی خدمت مین کوئی عار نہین سمجھتے اور انہین اپنے کل ماحضر کا مالک بنا دیتے تھے جب تک مہمان اُنکے خیمہ مین ہوتا۔ اُسکی جان و مال۔ عزت و آبرو کے یہ لوگ محافظ رہتے۔ اگر کوئی مسافر اُنکے خیمہ کے سامنے آنکلتا تو اُسکی بڑی آؤبھگت کرتے اور بغیر کھانا کھلائے اُسے ہرگز رخصت نہ کرتے۔ مہمانان اور مسافرون کی مدارات کشادہ پیشانی اور فراخ دلی سے کرتے اور لبا اوقات چلتے وقت زاد راہ بھی انکے ساتھ کر دیتے۔ مالک خانہ کے ساتھ اُسکی زوجہ بھی اضیاف کی خدمت کرتی تھی۔ دیگون کو ہر وقت چولہے پر رہنے دیتے تاکہ اگر کوئی بے وقت بھی آجائے تو سب کچھ طیار پائے۔ ایک شخص کہتا ہے ؎

۵۱ وَسَوْدَاءُ لَا تُكْسَى الرِّقَاعُ نَبِيلَةٍ	لَهَا عِنْدَ قُرَّاتِ الْعَشِيَّاتِ أَزْمَلُ
۵۲ إِذَا مَا قَرَيْنَاهَا قِرَاهَا تَضَمَّنَتْ	قِرَى مَنْ عَرَانَا أَوْ نَبِيتُ فَتَفْضُلُ

اکثر یہ لوگ ٹیلون پر یا کسی اونچی جگہ پر رات کے وقت آگ جلاتے تاکہ دور سے راہگیر آگ کی روشنی دیکھکر ان کے خیمون کی طرف آئین۔ چنانچہ ایک اعرابی ایک سخی کی تعریف مین لکھتا ہے ؎

۵۳ لَهُ نَارٌ تُشَبُّ عَلَى يَفَاعٍ	إِذَا النِّيرَانُ أُلْبِسَتِ الْقِنَاعَا

ایک شاعر کہتا ہے ؎

۵۴ وَإِنِّي لَأَدْعُو الضَّيْفَ بِالضَّوْءِ بَعْدَمَا	كَسَا الْأَرْضَ نَضَّاحُ الْجَلِيدِ وَجَامِدُهُ

۵۱ اور بہت سی سیاہ اور کلان دیگین ہین جن پر صافی کبھی ڈالی نہین جاتی اور سہ پہر کی سردی مین اُنکے لیے کھدکھداہٹ کی آواز ہے ۱۲

۵۲ جب ہم اُنہین پکانے کی چیزین ڈال دیتے ہین تو وہ ہمارے مہمانونکی ضیافت کرتے ہین اور زیادہ ہو کر فاضل بھی بچ جاتا ہے

۵۳ ممدوح کی آگ اونچی جگہ پر جلائی جاتی ہے جب اورونکی آگون پر پوشش ہوتی ہے تاکہ کوئی انہین نہ دیکھے ۱۲

۵۴ اور مین مہمان کو جب شبنم ریزان اور جمنے والی زمین کو ڈھانپ لے بذریعہ آگ کے بلاتا ہون ۱۲

یہ لوگ اپنے کتون کو رات کے وقت کھول دیتے تھے۔ اگر اِدھر اُدھر کوئی بھولا بھٹکا مسافر ہوتا تو وہ کتے کیطرح آواز نکالتا اس خیال سے کہ اگر کہین کسی بستی کے لوگ ہون گے تو اُنکے کتے اس آواز کو سُنکر بھونکنے لگین گے۔ اسی کو عربی زبان مین استنباح کہتے ہین۔ چنانچہ ایک شاعر جاہلی کہتا ہے ؎

٥١ وَمُسْتَنْبِحٍ بَاتَ الصَّدَى يَسْتَتِيهُهُ ... إِلَى كُلِّ صَوْتٍ فَهْوَ فِي الرَّحْلِ جَانِحُ
٥٢ فَقُلْتُ لِأَهْلِي مَا بُغَامُ مَطِيَّةٍ ... وَسَارٍ أَضَافَتْهُ الْكِلَابُ النَّوَابِحُ
٥٣ فَقَالُوا غَرِيبٌ طَارِقٌ طَوَّحَتْ بِهِ ... مُتُونُ الْفَيَافِي وَالْخُطُوبُ الطَّوَائِحُ

جس قدر اس مسافر پروری اور جود و سخا کو وہ ممدوح جانتے تھے اُسیقدر بخل و خست کو مذموم سمجھتے تھے۔ چنانچہ ایک شاعر۔ حجر بن خالد اپنی زوجہ کو خطاب کرکے کہتا ہے ؎

٥٤ وَإِذَا هَلَكْتُ فَلَا تُرِيدِي عَاجِزًا ... غُسًّا وَلَا بَرَمًا وَلَا مِعْزَالَا
٥٥ وَاسْتَبْدِلِي خَتَنًا لِأَهْلِكِ مِثْلَهُ ... يُعْطِي الْجَزِيلَ وَيَقْتُلُ الْأَبْطَالَا
٥٦ غَيْرَ الْجَدِيرِ بِأَنْ تَكُونَ كَفُوحَهُ ... رَبًّا عَلَيْهِ وَلَا الْفَصِيلُ عِيَالَا

سموءل بن عادیا کہتا ہے ؎

٥٧ فَنَحْنُ كَمَاءِ الْمُزْنِ مَا فِي نِصَابِنَا ... كَهَامٌ وَلَا فِينَا يُعَدُّ بَخِيلُ
٥٨ وَمَا أُخْمِدَتْ نَارٌ لَنَا دُونَ طَارِقٍ ... وَلَا ذَمَّنَا فِي النَّازِلِينَ نَزِيلُ

٥١ اور بہتیرے مسافر رات کو کتون کو بھونکانے والے ہین کہ آواز کی گونج اُنہین ہر آواز کی طرف حیران کرتی ہے اور وہ میری فرودگاہ کیطرف مائل ہوتا ہے
٥٢ سو مین نے اپنے گھر والون سے کہا کہ ناقہ کے بلبلانے کی آواز اور اُس مسافر کی جسکی ضیافت بھونکنے والون کتون نے کر رکھی ہے کیسی ہے
٥٣ اُنہون نے جواب دیا کہ رات کو آنیوالا ایک مسافر ہے جسے جنگلون کی سخت زمین اور حوادث روزگار نے ہماری طرف پھینک دیا ہے ١٢
٥٤ اور جب مین مرجاؤن تو تو نکاح نہ کیجیو ایا ہج ضعیف ناکس سے اور نہ بخیل اور بدخو سے ١٢
٥٥ اور میری جگہ اپنے کنبے کا داماد ایسا بدل کیجیو جو بہت بخشتا اور دلیرون کو قتل کرتا ہو ١٢
٥٦ وہ داماد اس بات کے لائق نہ ہو کہ اسکی دودہ دینے والی ناقہ اسکی پرورش کنندہ ہو اور نہ اونٹنی کا بچہ اسکا کُنبہ ہو ١٢
٥٧ ہم آب باران کی مانند صاف ہین۔ ہماری نسل مین کوئی بلبیا درکنہ نہین اور نہ ہم مین کوئی بخیل شمار ہوتا ہے ١٢
٥٨ کبھی ہماری آگ مہمان شب آیندہ کے ورے بجھائی نہین جاتی اور نہ مہمانون مین سے کبھی کسی نے ہمین بُرا کہا ١٢

طرفہ اپنے قصیدہ مین بخل نہ کرنے کی وجہ یون بیان کرتا ہے ؎

کقبر غوی فی البطالۃ مفسد	۵۱ اری قبر نحام بخیل بمالہ

(۲۳) عرب جاہلیت قمار باز بھی اول درجہ کے تھے - اس مذموم دستور کو اسلام نے یک لخت دور کیا - یہ لوگ کچھ ایسے سادہ سیدھے مزاج کے تھے کہ اپنے عیوب کو بھی اوصاف مین داخل کرتے تھے - شجاعت و سخاوت و میخواری کے ساتھ انہین اپنی قمار بازی پر بھی بڑا فخر تھا - ایک شاعر جاہلی کہتا ہے ؎

ونشرب فی اثمانہا ونقامر	۵۲ نحابی بہا اکفاءنا ونہینہا

حضرت لبید کہتے ہین ؎

بمغالق متشابہ اجسامہا	۵۳ وجزور ایسار دعوت لحتفہا

(۲۴) دوستون اور رشتہ دارون کی مدد ہر حال مین اپنے اوپر واجب جانتے تھے - چنانچہ ابو کبیر الہذلی تابط شرا کے بارہ مین کہتا ہے ؎

واذا ھم نزلوا فماوی العیّل	۵۴ یحمی الصحاب اذا تکون عظیمۃ

اور قطع رحمی نہایت مکروہ و مذموم سمجھتے تھے - چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے ؎

مناوات ذی القربیٰ وان قیل قاطع	۵۵ وحسبک من ذل وسوء صنیعۃ

(۲۵) ان لوگون مین ایک عجیب دستور تھا جسکا ذکر اس جگہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جب قحط شدید ہوتا اور مارے بھوک کے یہ قریب المرگ ہو جاتے تو اپنے لیے ایک باڑہ باندھتے اور سب کے سب مل کر اسکے اندر بیٹھ جاتے اور باڑہ کا دروازہ درختو نکی ڈالیون اور پتھرون سے بند کر لیتے تھے تاکہ جب مر جائین تو انکی لاشین بھیڑیون اور کفتاردن اور لومڑیون اور

۵۱ مین کنجوس کی قبر کو گمراہ اور اپنے مال کو لہو و لعب مین بگاڑنیوالے کی قبر کی مانند دیکھتا ہون - یعنی بخل سے کچھ فائدہ نہین ۱۲

۵۲ ہم ان اونٹونکو اپنے ہمسرونکو بخشتے اور مہمانونکے لیے انہین ذبح کرتے ہین اور انکی قیمت سے شراب پیتے اور جوا کھیلتے ہین ۱۲

۵۳ اور بہت سی ناقہ قابل ذبح جواریون کے لائق تھین جنکے ذبح کے لیے مین نے یاران جلسہ کو مع تیران قمار کے جو مشابہ تھے بلایا ۱۲

۵۴ وہ مصائب سخت مین اپنے دوستونکی حفاظت کرتا ہے اور اپنے مہمانون کے حق مین غریب پرور ہے ۱۲

۵۵ تیری ذلت و بدکرداری کے لیے قریب رشتہ دارون کی عداوت و دشمنی کافی ثبوت ہے ۱۲

اور مردار خوار جانورون سے محفوظ رہین۔ اس قبیح دستور کا حال سُنکر بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین کہ کیونکر یہ لوگ اپنے دل پتھر کرکے زندہ درگور ہو جاتے تھے۔ چنانچہ عروۃ بن الورد العبسی کہتا ہے ؎

۵۱ قُلْتُ لِقَوْمٍ فِی الْکَنِیْفِ تَرَوَّحُوْا ۔۔۔ عَشِیَّةَ بِتْنَا عِنْدَ مَاوَانِ رُزَّحِ

۵۲ تَنَالُوْا الْغِنٰی اَوْ تَبْلُغُوْا بِنُفُوْسِکُمْ ۔۔۔ اِلٰی مُسْتَرَاحٍ مِنْ حِمَامٍ مُبَرِّحِ

ایک اور شاعر کہتا ہے ؎

۵۳ نَهَلَ الزَّمَانُ وَعَلَّ غَیْرَ مُصَرَّدٍ ۔۔۔ مِنْ اٰلِ عَتَّابٍ وَاٰلِ الْاَسْوَدِ

۵۴ مِنْ کُلِّ فَیَّاضِ الْیَدَیْنِ اِذَا غَدَتْ ۔۔۔ نَکْبَاءُ تَلْوِیْ بِالْکَنِیْفِ الْمُوْصَدِ

ان شعرون سے ثابت ہوتا ہے کہ گو یہ وحشیانہ زندگی بسر کرتے تھے پر شرافت اس درجہ کی رکھتے تھے کہ ادبار و افلاس کے وقت جان دے دیتے پر کسی کے محتاج و دست نگر ہو کر آن نہین دیتے تھے۔ انقلابِ زمانہ انکی جبلّی ہمت کو مردہ نہین کرتا بلکہ برعکس اس کے اُن کی حوصلہ افزائی کرتا تھا کہ مصائب و تکالیف کی برداشت مردانہ وار کرین۔ ایسی خودداری قابل تحسین ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے ؎

۵۵ وَاِنَّا عَلٰی عَضِّ الزَّمَانِ الَّذِیْ تَرٰی ۔۔۔ نُعَالِجُ مِنْ کُرْهِ الْمَخَازِی الدَّوَاهِیَا

سعد بن ناشب کہتا ہے ؎

۵۶ فَاِنْ تَعْذِلِیْنِیْ تَعْذِلِیْ بِیْ مُرَزَّءً ۔۔۔ کَرِیْمَ نَثَا الْاِعْسَارِ مُشْتَرَکَ الْیُسْرِ

۵۱ مقام ماوان کے پاس جب ہم شب باش ہوئے تو ہم نے اُس درماندہ قوم سے کہا کہ شام سے سفر کرو یعنی کاہلی اور سستی نکرو۔ یہ قوم شدت قحط و گرسنگی کی وجہ سے ایک باڑہ مین پڑی تھی ۱۲

۵۲ ایسا کرنے سے یا تو تم خود توانگری کو پہونچو گے یا اپنی جانون کو ستانے والی موت سے راحت مین پہونچا دوگے ۱۲

۵۳ زمانہ نے آل عتاب اور آل اسود کا خون اول و دوم دفعہ خوب ہی پیا یعنے انہین حوادث نے بالکل برباد و ہلاک کر دیا ۱۲

۵۴ ایسونکو ہلاک کیا جو دونون ہاتھون سے اسوقت سخاوت کرتے تھے جبکہ بائی ہوا ہر طرف سے چوکھٹ والے محکم باڑہ کو صدمہ پہنچاتی تھی یعنی قحط مین

۵۵ اور ہم باوجود سختی زمانہ کے جسے تو دیکھتا ہے مصائب کو برت رہے ہین کیونکہ ہم رسوائیونکو مکروہ و خراب سمجھتے ہین ۱۲

۵۶ پس اگر تو ملامت کریگی تو ایسے کریم کو ملامت کریگی جسکی تنگدستی کی حکایت اچھی ہے اور جو اپنی توانگری مین سب کے ساتھ شریک ہے ۱۲

اسی شاعر کا یہ شعر ہے ؎

۵۱ وَلَسْنَا بِمُحْتَلِّيْنَ دَارَ هَضِيْمَةٍ   مَخَافَةَ مَوْتٍ اِنْ بِنَا نَبَتِ الدَّارُ

ایک شاعر جاہلی کہتا ہے ؎

۵۲ وَاَقْرِيْ لِهُمُوْمِ الطَّارِقَاتِ حَزَامَةً   اِذَا كَثُرَتْ لِلطَّارِقَاتِ الْوَسَاوِسُ

۵۳ اِذَا خَامَ اَقْوَامٌ تَقَحَّمْتُ غَمْرَةً   يَهَابُ حُمَيَّاهَا اَلَدُّ الْمُدَاعِسُ

(۲۶) قدیم زمانہ کے بعض بعض شعروں سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ زمانہ جاہلیت مین نوحہ گر عورتوں کی کوئی خاص جماعت تھی جسے لوگ اپنے مردون اور مقتولون پر ماتم کرنے کے لیے بلا لیا کرتے تھے ۔ چنانچہ شبیب بن عوانہ کا ایک شعر نقل کرتا ہون جس مین زنان نوحہ گر کا ذکر ہے ؎

۵۴ لَتَبْكِ النِّسَاءُ الْمُعْوِلَاتُ بِعَوْلَةٍ   اَبَا حُجُرٍ قَامَتْ عَلَيْهِ النَّوَائِحُ

یہ بھی ممکن ہے کہ نساء معولات سے مراد مونے کی قرابت والیاں ہون ۔

مردون پر صبح اور شام کیوقت نوحہ و ماتم ہوتا تھا ۔ ایک شاعر مالک بن زہیر العبسی کے مرثیہ مین کہتا ہی ؎

۵۵ مِنْ مِثْلِهِ تُمْسِي النِّسَاءُ حَوَاسِرًا   وَتَقُوْمُ مُعْوِلَةً مَعَ الْاَسْحَارِ

خنساء اپنے بھائی صخر کے مرثیہ مین کہتی ہے ؎

۵۶ يُذَكِّرُنِيْ طُلُوْعُ الشَّمْسِ صَخْرًا   وَاَذْكُرُهُ بِكُلِّ غُرُوْبِ شَمْسٍ

اور یہ دو اشعار ؎

۵۷ اَلَا اِنَّ عَيْنًا لَمْ تَجُدْ يَوْمَ وَاسِطٍ   عَلَيْكَ بِجَارِيْ دَمْعِهَا لَجَمُوْدُ

۵۸ عَشِيَّةَ قَامَ النَّائِحَاتُ وَشُقِّقَتْ   جُيُوْبٌ بِاَيْدِيْ مَاتَمٍ وَخُدُوْدُ

۵۱ اور ہم جب زمانہ و وطن ناموافق ہون موت کے خوف سے ذلت و رسوائی کے گھر مین اُترنے والے نہین ۱۲

۵۲ رات کی آنیوالی فکرونکی مین از روی احتیاط ضیافت کرتا ہون جبکہ ان مصائب شب آیندہ کی وجہ سے لوگونکے حواس مختل ہو جائین ۱۲

۵۳ جب لوگ پیچھے ہٹین تو مین ایسے امر خوفناک مین گھس جاتا ہون جسکی شدت و حرارت سے جنگجو نیزہ باز بھی ڈرتا ہے ۱۲

۵۴ ماتم کرنیوالی عورتین ابو حجر پر جسپر نوحہ گر عورتین رونے کھڑی ہوئی ہین با آواز بلند روئین کیونکہ یہ مناسب ہے ۱۲

۵۵ ایسی ہی خبر سے عورتین سر و بر ہنہ ہو کر صبحکو رونے کھڑی ہو جاتی ہین ۔ صبحون کے ظہور سے مطلب صبح ہے ۱۲

۵۶ طلوع آفتاب مجھے صخر کو یاد دلاتا ہے اور غروب آفتاب کے وقت مین اُسے یاد کرتی ہون ۱۲

۵۷ دیکھو جس آنکھ نے تجھپر جنگ واسط کے دن آنسو نہین برسائے وہ اشک بستہ و بخیل ہے ۱۲

۵۸ جس شام کو زنان نوحہ گر تجھپر رونے کھڑی ہوئین اور عورتون کے گروہ کے ہاتھ سے بہت سے گریبان چاک ہوئے اور منہ پیٹے گئے ۱۲

(۲۷) مین نے اس باب کے شروع مین بتایا کہ شاعر سے خاندان کے لوگ اور قبیلہ والے یہ توقع کرتے تھے کہ وہ اُنکے دشمنون کی ہجو کرین - چنانچہ ذیل کے شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجو بہت جلد اِدھر اُدھر پھیل جاتی اور ہجو کرنے والے کا کچھ پتہ نہ لگتا تھا - پر ایسے جیوٹ والے بھی تھے جو علانیہ نقارہ کی چوٹ پر اپنے اعدا کی ہجو نام لے لیکر کرتے تھے - ایک نہشلی شاعر کہتا ہے ؎

انّ القصائدَ شرُّها اغفالُها	۱ انّی امرؤٌ اَسِمُ القصائدَ للعِدیٰ

ہجو مین بیشتر یہ کوشش کیجاتی تھی کہ مخالف کو جہان تک بُرا کہہ سکین کہین - لہٰذا اکثر اوقات نہایت ہی غلیظ و ناشایستہ باتین اُنکی ہجو مین ہوتی تھین - یاد رکھنا چاہیئے کہ عرب کے لوگ آزاد خیال اور آزاد کلام تھے - جو کچھ زبان پر آتا بے دھڑک کہہ سناتے تھے زبان کو لگام دینا تو یہ جانتے ہی نہ تھے - قوم کے شرفا و کرام تک فحش کلامی و مشاتمت کو بُرا نہین جانتے تھے - ھان خال خال ایسے بھی لوگ تھے جو نا مہذب و نا ملائم گفتگو سے ایسا اجتناب کرتے جیسا مُردار کے چھونے سے - یہ فحشکلامی زمانۂ جاہلیت ہی پر محدود نہین بلکہ اسلامی شعرا و فضلاء کے کلام مین بھی بکثرت پائی جاتی ہے - گو شرع نے اسے قطعاً ممنوع و محظور رکھا ہے -

(۲۸) زمانۂ جاہلیت کے مرثیہ خوان بھی اپنے دردناک نوحون کا عجیب مقناطیسی اثر ہم پر ڈالتے ہین اُن کے ماتم کے پُر الم لفظ دل پر کچھ ایسے چبھتے ہین کہ ضبط کی طاقت نہین رہتی اور آنکھون مین آنسو ڈبڈبانے لگتے ہین - ان حسرتناک مرثیون کو پڑھ کر غیر متاثر رہنا محال ہے - صدیون بعد بھی اُن رنج دیدہ دِلون کی دُکھتی باتین اور سرد آہین ہنستون کو رُلا دیتی ہین - اُن کو روتے دیکھکر ہم اپنے مُردون کو رونے لگتے ہین - مفارقت کے آلام و صدمے جن سے جگر پارہ پارہ اور دل داغ داغ ہو جاتا ہے کچھ ایسی سادگی اور سوز و گداز کے ساتھ بیان کیے گئے ہین کہ آہ و زاری کی نوبت آجاتی ہے - اُنکے لفظون مین اس بلا کی حسرت و مایوسی بھری ہے کہ دل شدتِ غم سے پھٹنے لگتا ہے - اُن کو

۱ مین ایک مرد ہون کہ قصائد پر دشمنون کے لیے نشان کرتا ہون سب سے خراب قصائد وہ ہین جن پر نشان نہ کیا جاوے

پڑھتے پڑھتے یہ نقشہ ہو جاتا ہے کہ اپنے بچھڑے ہوئے عزیزون کی صورتین آنکھونکے سامنے تیرنے لگتی ہین۔ اور صبر و قرار جاتا رہتا ہے ؎

دل بے چین کو کیونکر سمجھائین راہ کی تین اجل کی انتظاری ہے۔ اجل ابتک نہین آئی

ایک شخص اپنے دو دوستون کو انکی قبر کے پاس بیٹھکر یاد کرتا اور کہتا ہے ؎

۵۱ خَلِیلَیَّ هُبَّا طَالَ مَا قَدْ رَقَدْتُمَا	اَجِدَّ کُمَا لَا تَقْضِیَانِ کَرَاکُمَا
۵۲ اَلَمْ تَعْلَمَا مَالِیْ بِرَاوَنْدَ کُلِّهَا	وَلَا بِخُزَاقَ مِنْ حَبِیْبٍ سِوَاکُمَا

ایک شخص ارطاۃ بن سہیۃ المری کا بیٹا انتقال کر گیا۔ وہ دن رات بیٹے کی قبر کے پاس موجود رہتا اور رویا کرتا تھا۔ جب اسکا قبیلہ دوسری جگہ کو جانے لگا تو اس آدمی کو بھی اپنے ساتھ لینے کا ارادہ کیا۔ مگر اس نے قبیلہ والون کے ساتھ جانے سے انکار کیا اور قبر پر کھڑا ہوا اور بیٹے کو پکار کر کہا ؎

هَلْ اَنْتَ ابْنَ لَیْلٰی اِنْ نَظَرْتُکَ رَائِحٌ	مَعَ الرَّکْبِ اَوْ غَادٍ غَدَاۃَ غَدٍ مَعِیْ

اے ابن لیلی اگر مین تیرا انتظار کرون تو کیا تو شتر سوارونکے ساتھ آج شام کو یا کل صبح میرے ہمراہ چلیگا

وَقَفْتُ عَلٰی قَبْرِ ابْنِ لَیْلٰی فَلَمْ یَکُنْ	وُقُوْفِیْ عَلَیْهِ غَیْرَ مَبْکًی وَ مَجْزَعِ

مین ابن لیلی کی قبر پر ٹھیرا اور ایسا ٹھیرا کہ وہان سے کہین بھی نہین گیا۔ لیکن میرا وہان ٹھیرنا سوا رونے اور گھبرانے کے کسی اور امر کو مفید نہین ہوا۔

تابط شرا کی مان اپنے بیٹے کے مرثئے مین کہتی ہے ؎

لَیْتَ شِعْرِیْ ضَلَّةً	اَیُّ شَیْءٍ قَتَلَكَ

کاش مجھے جو اس امر سے ناواقف ہون یہ معلوم ہوتا کہ کس چیز نے تجھے ہلاک کیا ہی

اَمَرِیْضٌ لَمْ تُعَدْ ۔ اَمْ عَدُوٌّ خَتَلَكَ	لَیْتَ نَفْسِیْ قُدِّمَتْ ۔ لِلْمَنَایَا بَدَلَكَ

کیا تو ایسا بیمار رہے کہ اسکی عیادت نہین ہوئی۔ یا کسی دشمن نے تجھے ناگاہ مار دیا۔ کاش تیرے بدلے میری جان موت کے سامنے پیش ہوتی۔ مینوشی کے وقت مردہ دوستونکے

۵۱ اے میرے دونون دوستو جاگو۔ خوب سوئے۔ کیا تم اس امر مین کوشش کرتے ہو کہ اپنی نیند پوری نکروگے ۱۲

۵۲ کیا تم نہین جانتے کہ سارے راوند اور خزاق مین سوا تمہارے میرا کوئی دوست نہین ۱۲

حصة کی شراب جام مین بھر کر انکی قبرون پر انڈیلتے تھے ۔ چنانچہ ایک شخص کہتا ہے ؎

فَاِلَّا تَنَالَاهَا تُسَ وِّ حُثَا کُمَا	اُصُبُّ عَلٰی قَبْرَیْکُمَا مِنْ مُدَامَةٍ

مین تم دونون کی قبرون پر شراب کہنہ ڈھالتا ہون ۔ پس اگر تم انہین لیتے نہین ہو تو تمہاری قبرون کی مٹی کے ڈھیرون کو سیراب کرتی ہے یہ لوگ جب کسی کریم کی قبر کے پاس سے گذرتے تھے تو اُسکی یادگاری مین ناقہ ذبح کرتے اور مساکین و غربا کی ضیافت کرتے تھے ربیعہ بن مکدم ایک بڑا بہادر و شجاع آدمی تھا ۔ جب وہ مرگیا تو اُسکی قبر کے پاس سے حفص بن الاحنف الکنانی ایک شاعر جاہلی گذرا ۔ دستور کے مطابق اُسے ربیعہ کی قبر پر اپنی ناقہ ذبح کرنی چاہیئے تھی ۔ لیکن اُسے دور جانا تھا ۔ اسلیئے ناقہ ذبح کرنیکے عوض اُسنے ذیل کا مرثیہ کہا ؎

وَ سَقَى الْغَوَادِیْ قَبْرَهٗ بِذَنُوْبٍ	لَا یَبْعُدَنَّ رَبِیْعَةُ بْنُ مُکَدَّمٍ

خدا ربیعہ بن مکدم کو ہلاک نکرے یعنے اسکا نام نیکو ہمیشہ رہے ۔ اور صبح کا ابر باران اُسکی قبر کو بڑے ڈول سے سیراب کرے

نَفَرَتْ قَلُوْصِیْ مِنْ حِجَارَةِ حَرَّةٍ	بُنِیَتْ عَلٰی طَلْقِ الْیَدَیْنِ وَهُوْبٍ

میری ناقہ ایک ایسے سخی ہر دو دست کشادہ کی قبر کے پتھرون سے جھجکی جو بڑا فیاض تھا

شَرِیْبُ خَمْرٍ مُسْعِرٌ لِحُرُوْبٍ	لَا تَنْفِرِیْ یَا نَاقُ مِنْهُ فَاِنَّهٗ

اے ناقہ ! تو اُس سے گریزان مت ہو کیونکہ وہ اپنے جیتے جی بڑا مے نوش اور لڑائیون کی آگ بھڑکانے والا تھا ۔

لَتَرَکْتُهَا تَحْبُوْ عَلَى الْعُرْقُوْبِ	لَوْلَا السِّفَارُ وَ بُعْدُ خَرْقٍ مَهْمَهٍ

اگر مسافرت اور فاصلہ زمین بے آب و گیاہ پیش نہوتا تو اس قبر پر ناقہ کی کونچی کاٹ ڈالتا تو وہ گھٹنیون اور پیٹ کے بل گھسٹتی پھرتی ۔ یہ امر ہر طرح سے قابل تحسین ہی کہ یہ لوگ اسخیاء و کرما کی تعظیم و تکریم یہانتک کرتے تھے کہ بعد موت کے بھی ایسون کی قبرین اُنکی نظرون مین گران قدر و عزیز ہوتی تھین ۔ جس قوم مین یہ خوبی ہوتی ہے وہ جلد بڑے بڑے مراتب تک پہونچتی اور ترقی کرتی ہے ۔ اور جو قوم اپنے آباء کرام کو بھول جاتی ہے دولت و اقبال بھی اُس سے خدا حافظ کہکر رخصت ہو جاتے ہین ۔

اپنے بزرگون کے محامد ومحاسن یاد رکھنا سعادت ونیک بختی کی دلیل اور درستی اخلاق کا موجب ہے - ہم اسی لیے پستی وخواری کی دلدل مین ڈوبے ہوئے ہین کہ ہم اپنے آباواجداد کے ساکمون اور کارنامون کو بھول گئے ہین - گورپرستی توبیشک ناروا ونازیبا ہے مگر اہل قبور کے اوصاف کو یاد رکھنے مین عقلاً وشرعاً کوئی برائی نہین - بلکہ برعکس اس کے روحانی وعقلی ترقی کو مفید ہے -

عرب جاہلیت مین ایک مذموم رسم یہ بھی تھی کہ جب کوئی مرجاتا تو لوگ متوفی کی ناقہ کو اسکی قبر پر باندہ دیتے تاکہ وہ بھوکی پیاسی وہان ہی تڑپ کر مرجائے - وہ یہ خیال کرتے تھے کہ قیامت کے روز ناقہ کا مالک اس سے سواری کا کام لیگا - اس رسم بد سے اتنی بات تو ضرور ثابت ہوتی ہے کہ مُردون کے جی اٹھنے کا انہین تھوڑا بہت خیال تھا - گو عام طور پر ساری قوم کا یہ عقیدہ نہو کہ مُردے پھر جی اٹھین گے اس ناقہ کو جو اپنے مردہ مالک کی قبر پر باندہ دی جاتی تھی بَلِیّۃ کہتے ہین - زمانہ جاہلیت مین یہ رسم بہت رائج تھی - چنانچہ حضرت لبید کا یہ شعر جو ذیل مین دیا جاتا ہے اس رسم کی طرف اشارہ کرتا ہے ؎

۵۱ تأوی الی الاطناب کلُّ رذیّۃٍ	مثلُ البلیّۃِ قالصٍ اَهدامُها

ان لوگون کا ایک خیال یہ بھی تھا کہ جب مردہ کی ہڈیان سڑجاتی ہین تو قبر سے ایک پرندہ نکلکر بولا کرتا ہے - ایک حدیث شریف نے اسکی تکذیب یون کی ہے "لا عدوی ولا ھامۃ" اس پرندہ کو وہ صدیٰ کہتے تھے - بعض کا یہ گمان تھا کہ مقتول کے سر کی بوسیدہ ہڈیون سے یہ پرندہ نکلتا اور اِسقونی اِسقونی بولا کرتا تھا جب تک قاتل سے قصاص نہ لے لیا جائے اسی وجہ سے اسے ہامہ بھی کہتے تھے - ایک آدمی اپنے دو مُردہ دوستون کو خطاب کرکے کہتا ہے ؎

۵۲ اُقیمُ علےٰ قبریکما لستُ بارحاً	طوالَ اللیالی اَو یُجیبَ صداکما

۵۱ ہمارے ڈیرونکی رسیونکے پاس ہر محتاج عورت جسکے کپڑے بھی اُسکے بدن پر کوتاہ ہین ٹھکانا پکڑتی ہے اور اُسکا حال مثل اُس ناقہ کی ہوتا ہے جو اپنے مالک مردہ کی قبر پر باندھی جاتی ہے اور بالکل بے بس ہے ۱۲

۵۲ مین تو تمہاری قبرون پر پڑا ہون اور دن اور رات کبھی وہان سے جدا نہین ہونگا جبتک تمہاری قبرونکا پرندہ مجھے جواب نہ دے ۱۲

ایک شاعر حین حیات مین خود اپنے اوپر مرثیہ پڑہتا اور اپنے بیٹے کو خطاب کرکے کہتا ہی ؎

[1] الا لَیتَ شعری مایقولنّ مُخارِقٌ	اذا جاوَبَ الهامَ المُصَیِّحَ هامتی

توبہ ابن حمیّر اپنے جوش عشق کا حال اس طرح بیان کرتا ہے ؎

[2] وَلَوْ اَنَّ لَیلَی الاَخیلِیۃَ سَلَّمَتْ	عَلَیَّ وَ دُوْنِی تُرْبَۃٌ وَصَفَائحُ
[3] لَسَلَّمْتُ تَسْلِیْمَ الْبَشَاشَۃِ اَوْزَقَا	اِلَیْهَا صَدًی مِنْ جَانِبِ الْقَبْرِ صَائحُ

اس لیلی کا قصہ بڑا اندوہناک ہے۔ اسکا نکاح ایک سنگدل آدمی کے ساتھ ہوا تھا۔ ایک روز اتفاق سے وہ اپنے شوہر کے ہمراہ توبہ ابن حمیر کی قبر کے پاس سے گذری۔ شوہر کو مذکورۂ بالا اشعار یاد آئے اُس نے قبر کی طرف اشارہ کرکے اپنی بیوی سے کہا کہ یہ توبۃ الکذاب کی قبر ہے۔ تو اب اُسے سلام کر تاکہ مین دیکھون کہ اسکی قبر کا پرندہ تجھے جواب بھی دیتا ہے یا نہین۔ لیلے نے ہرچند عذر کیے پروہ نہ مانا۔ آخر اسکے اصرار سے مجبور ہو لیلے نے باواز بلند کہا "السلامُ علیك یا توبَۃ" اتنا کہنا تہا کہ ایک جھاڑی سے جو قبر کے قریب تھی ایک پرندہ اوڑا اور لیلی کی ناقہ کے منہ سے آکر ٹکرایا۔ ناقہ خائف ہوکر چیختی چلاتی بھاگی اور لیلی زمین پہ مردہ ہوکر گری۔ یہ لیلی شاعرہ بھی تھی۔ خلفاء خاندان اُمیہ کے باب مین پھر اسکا ذکر ہوگا

(۲۹) یہ لوگ تقدیر کے بھی معتقد تھے۔ جو کچھ انسان پر اس عالم اسفل مین گذرتا ہی پہلے سے مقرر ہوچکا ہے اور اس مین بال بھر کا فرق بھی اصلاً ممکن نہین۔ قسّام ازل نے جو کچھ نصیب کیا ہے وہی ہر شخص کے سامنے آتا ہے۔ کاسب ہزار کوشش کرے مقدر سے سوا ایک دانہ بھی نہین ملنے کا۔ جزع وفزع۔ گلہ وشکوہ فضول ہے کیونکہ مشیت ایزدی ٹل نہین سکتی۔ بنی آدم کی حیات مستعار کے سارے امور قضا وقدر کے حکم کے تحت مین ہین۔ کوئی اپنی عمر کو گھٹا سکتا ہے نہ بڑھا سکتا ہے۔ مرنے والا اُسی موت سے مریگا

[1] اے کاش مجھے خبر ہوتی کہ میرا بیٹا مخارق کیا کہےگا جب میرے اُستخوان بوسیدہ ہوجائینگے اور زیادہ غل مچانیوالے پرندون کو جو اور مُردون کی قبرون سے نکلکر بولین گے میری قبر کا پرندہ جواب دیگا ۱۲

[2] اور اگر لیلے اخیلیہ مجھے سلام کرے ایسے حال مین کہ میرے درمیان مٹی اور چوڑی سلین پتھر کی ہون یعنی مین قبر مین ہوؤن ۱۲

[3] تو بیشک مین اُسے جواب سلام بخوشی دونگا یا اُسکی طرف میری قبر سے بولنے والا پرندہ آواز دیگا ۱۲

جو اسکی قسمت کی گئی ہے۔ چنانچہ زاہر ابو کرام التمیمی کہتا ہے ؎

فکانما کانت یدیّ من حتفہ	لما انثنیت لہ علی میعاد

پس گویا میرا ہاتھ جبکہ میں اسکی طرف متوجہ ہوا اسکی موت کے وقت موعود پر تھا یعنی بے وقت نہیں مرا
قطری بن الفجأۃ کہتا ہے ؎

اقول لها وقد طارت شعاعاً	من الابطال ویحک لا تراعی

میں اپنے جی میں کہتا ہوں جبکہ بسبب خوف بہادروں کے اس کے خیال پریشان ہوگئے کہ افسوس ہے تجھ پر۔ موت سے نہ ڈر۔

فانك لو سألت بقاء يوم	على الاجل الذي لك لم تطاع

کیونکہ اگر تو اپنے مقدر وقت سے ایک دن کی زندگی بھی زیادہ مانگے تو تیرا کہا نہیں مانا جائیگا۔

اقیموا صدور الخیل ان نفوسکم	لمیقات یوم ما لهن تخلوف

تم اپنے گھوڑوں کے سینے دشمنوں کے سامنے کرو کیونکہ تمہاری جانوں کے لیئے ایک دن مقرر ہے جس سے وہ خلاف نہیں کر سکتیں۔

ایک شخص اپنے دوست کے مرثیہ میں کہتا ہے ؎

۵۱ وقد کنت ارجو ان املاك حقبة	فحال قضاء الله دون رجائیا

تأبط شرًا کی ماں اپنے بیٹے کے مرثیہ میں کہتی ہے ؎

۵۲ كل شیء قاتل	حین تلقی اجلك

(۳۰) اس زمانہ کے بعض اشعار سے یہ پتہ لگتا ہے کہ یہ لوگ گو عام طور پر بت پرست تھے تاہم خانۂ کعبہ کی تعظیم کرتے تھے اور اسکی قسم کھاتے تھے چنانچہ زہیر ابن ابی سلمی مری کہتا ہے ؎

۵۳ فاقسمت بالبیت الذی طاف حوله	رجال بنوه من قریش وجرهم

اسی شاعر کے اور شعروں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اللہ کو بھی مانتے تھے اور اُسے

۵۱ اور بیشک مجھے امید تھی کہ عرصہ دراز تک تجھ سے متمتع ہونگا مگر قضاء الٰہی میری امید کے درمیان آڑ ہو گئی اور امید پوری نہ ہوئی ۱۲

۵۲ ہر چیز ہلاک کرنے والی ہوجاتی ہے جب اے مخاطب تو اپنے وقت مقدر تک پہونچ جاتا ہے ۱۲

۵۳ میں اُس گھر کی قسم کھاتا ہوں جسکے گرد اسکے تعمیر کرنے والوں قریش اور جرہم نے طواف کیا ۱۲

عالم الغیب جانتے تھے۔ دل کے پوشیدہ خیالات اور سارے راز و اسرار اُسپر روشن ہین اور ممکن نہین کہ اُس سے جو عارف القلوب ہے کچھ چھپایا جائے ؎

۵۱ فلا تکتمن اللہ ما فی صدورکم	لیخفی و مہما یکتم اللہ یعلم	

یوم الحساب اور کتاب اعمال کے بھی یہ لوگ قائل تھے۔ چنانچہ یہی شاعر کہتا ہے ؎

۵۲ یؤخر فیوضع فی کتاب فیدخر	لیوم الحساب او یعجل فینقم	

حشر کے مواخذہ اور عدالت کے خیال سے شنفریٰ جیسے ڈاکو کا دل بھی تھرّا اُٹھا۔ چنانچہ وہ اپنے قتل سے پہلے کہتا ہے ؎

ہنالک لا ارجو حیوۃ تسرنی	سجیس اللیالی مبسلاً بالجرائر	

اس وقت ایسی زندگی کی جو مجھکو ہمیشہ خوش کرے مجکو امید نہین ہے کہ مین گناہون مین مخذول و ماخوذ ہوؤن ۔

(۳۱) اِنکے ہان تین عجیب دستور اور بھی تھے جن کا ذکر اس موقعہ پر بے محل نہوگا۔

اول بوتے یعنے اونٹ کے بچہ کی زبان چیر کر اُس مین لکڑی کا ٹکڑا ڈال دیتے تھے۔ تاکہ بچہ دودھ پینے سے عاجز ہوجائے اور اگر پئے بھی تو دودھ کی نمکینی سے چری ہوئی جگہ مین جلن پیدا ہو اور وہ تھنون کو چھوڑ دے اِسے وہ اجرا کہتے تھے عمرو بن معدیکرب کہتا ہے ؎

فلو ان قومی انطقتنی رماحہم	نطقت ولکن الرماح اجرت	

پس اگر میری قوم کے نیزے مجھسے بُلواتے تو مین بولتا۔ لیکن اب اُن نیزون نے تو میری منہ کو بند کر دیا ہے

دوم۔ انکا خیال تھا کہ اگر کسی بادشاہ کے بائین ہاتھ کی بیچ کی اُنگلی مین پچھنے لگائے جائین اور اُسکا خون لیکر چھوارے مین رکھا جاے اور کُتّے کے کاٹے ہوئے کو کھلایا جائے تو اُسکو شفا ہوجائیگی اور کُتّے کے کاٹے کا زہر اُسے نقصان نہین پہونچائیگا۔ چنانچہ ایک شاعر اپنے ممدوح کی تعریف مین کہتا ہے ؎

۵۱ سو اللہ سے اپنے دلونکی باتین نہ چھپاؤ اس خیال سے کہ وہ چھپ جائینگی کیونکہ جو کچھ خدا سے چھپایا جاتا ہے وہ اُسے جانتا ہے ۱۲

۵۲ جب خدا نے تمہارے دلکی باتین جان لین تو یا تو اسکے عذاب مین تاخیر کیجائیگی اور سب کچھ نامۂ اعمال مین لکھا جائیگا پھر قیامت کے لیے ذخیرہ کیا جائیگا یا اسکی بابت عذاب مین شتابی کی جائیگی اسی دنیا مین ۱۲

دِمَاءُهُمْ مِنَ الْكَلْبِ الشِّفَاءُ	بُنَاةُ مَكَارِمٍ وَ اُسَاةُ كَلْمٍ

ممدوح کے گھر والے عمدہ کاموں کے بانی اور زخموں کے معالج ہین - ان کے خون دیوانے کُتے کے کاٹے ہوئے کو شفا بخش ہین -

سوم - جب کسی ناقہ کا بچہ مرجاتا تھا تو وہ اُسکی کھال مین گھاس یا بُھس بھر کر اُسے دودھ دوہنے وقت ناقہ کے سامنے کر دیتے تھے - ناقہ اُسے اپنا بچہ خیال کر کے مہربان ہوجاتی اور دودھ دوہنے دیتی - اُس بُھس بھری کھال کو یہ لوگ بوّ کہتے تھے - ایک شاعر کہتا ہے ؎

مِنَ الْاَكْوَارِ مَرْتَعُهَا قَرِيْبُ	وَ قَدْ جَعَلَتْ قَلُوْصُ ابْنَيْ سُهَيْلٍ

سہیل کے دونون بیٹونکی چراگاہ کجاوون سے قریب ہوجاتی ہے - یعنی بہ سبب تکان کے یہ اونٹ چرنے کے لیئے فرودگاہ سے دور نہین جاتے -

وَ مَا اِنْ طِبُّهَا اِلَّا اللُّغُوْبُ	كَاَنَّ لَهَا بِرَحْلِ الْقَوْمِ بَوًّا

گویا ان کے لیے قوم کے کجاوہ کے پاس ایک بُھس بھرا بچہ ہے اور حقیقت یہ تھی کہ انکو سوا درماندگی کے کسی چیز نے نہین ستایا تھا - درید بن الصمہ ایک شاعر جاہلی کہتا ہے ؎

اِلَى جِلْدٍ مِنْ مَسْكِ سَقْبٍ مُقَدَّدٍ	وَكُنْتُ كَذَاتِ الْبَوِّ رِيْعَتْ فَاَقْبَلَتْ

اور مین اُس ناقہ کی مانند تھا جسکے بچہ کی کھال مین گھاس وغیرہ بھر کر اُسکے سامنے اُسے پیش کیا ہو اور وہ پہلے تو ڈرائی گئی ہو اور پھر اُسی اُدھیڑی ہوئی اور پارہ اور ٹکڑے کی ہوئی کھال کی طرف جو بچہ شتر کی ہے متوجہ ہوتی ہے -

(۳۲) عداوت و دشمنی اکثر کئی پشت تک رہتی تھی - اور خاندان کے خاندان اس مین نیست و نابود ہوجاتے تھے - اسکی سب سے بڑی وجہ یہی تھی کہ مقتول کا قصاص رشتہ دارون پر فرض تھا - چنانچہ حرب البسوس جو بنی بکر و بنی تغلب مین برپا ہوا اسی طرح شروع ہوا اور چالیس برس تک رہا اسکا قصہ یہ ہے کہ کلیب بن ربیعہ نے جو بنی تغلب کا سردار تھا جلیلہ بنت مرہ بکری سے شادی کی تھی - اسکی ایک چراگاہ تھی جسے حمیٰ کلیب کہتے تھے - اس حمیٰ مین سوا کلیب اور مُرہ کے بیٹون کے اور کوئی اپنا جانور نہین چرا سکتا تھا - جساس کلیب کا سالا تھا اور جساس کی پناہ مین اُسکی خالہ بسوس رہتی تھی -

ایک دفعہ بسوس کے ہان ایک مہمان آیا جسکا نام سعد تھا۔ سعد کے پاس ایک ناقہ تھی جسکا نام اس نے سراب رکھا تھا۔ کلیب کے حمی مین ایک پرندہ نے گھونسلا بنالیا تھا اور اسمین انڈے دے رکھے تھے۔ کلیب نے جہین اس گھونسلے کو دیکھا اور پرندہ سے مخاطب ہوکر کہا کہ تو یہان بے خوف رہ۔ کوئی تجھے یا تیرے انڈون کو میرے حمی مین چھیڑ نہین سکتا۔ اتفاق سے سعد کی ناقہ چرتی چرتی اس حمی مین چلی گئی۔ وہان وہ انڈے اسکے پاؤن سے دب کر ٹوٹ گئے۔ جب کلیب کو یہ معلوم ہوا وہ نہایت غضبناک ہوا۔ دوسری دفعہ جب وہ ناقہ پھر اس حمی مین آئی تو اس نے اسکے ایسا تیر مارا کہ تھنون کو چھید دیا۔ ناقہ چلاتی ہوئی بھاگی اور بسوس کے خیمے کے سامنے آگری۔ بسوس نے اسے لہولہان دیکھکر واویلا مچایا اور جسّاس سے فریاد کی۔ جساس کچھ دنون تک کلیب کی گھات مین لگا رہا اور ایک روز اسے جان سے مار ڈالا۔ اس پر بنی تغلب و بنی بکر مین جنگ چھڑ گئی۔ کلیب پر اسکے بھائی مُہلہل نے بڑے حسرتناک مرثیئے کہے ہین۔ ان مین ایک مرثیہ یہان نقل کیا جاتا ہے

نُبِّئتُ اَنَّ النَّارَ بَعدَكَ اُوقِدَت	وَاستَبَّ بَعدَكَ یَا كُلَیبُ المَجلِسُ

مجکو خبر دی گئی ہے کہ بعد تیرے مرنے کے آگ جلائی گئی ہے اور اہل مجلس باہم مشاتمت کرتے ہین۔ عرب کا قاعدہ تھا کہ جب جنگ کی ٹھانتے تھے تو اپنے مددگارون کو بذریعہ آگ کے جو بلند مقامات پر روشن کی جاتی تھی اپنے عزم کی خبر دیتے تھے ۵

وَتَكَلَّمُوا فِی اَمرِ كُلِّ عَظِیمَةٍ	لَو كُنتَ شَاهِدَهُم بِهَا لَم یَنبِسُوا

اور ہر حادثہ عظیمہ پر آپس مین بات چیت کرتے ہین۔ اگر تو ان حوادث مین انکے پاس ہوتا تو وہ دم بھی نہ مارتے۔ ۵

وَاِذَا تَشَاءُ رَأَیتَ وَجهًا وَاضِحًا	وَذِرَاعَ بَاكِیَةٍ عَلَیهَا بُرنُسُ

اور تو جب چاہے کھلا منہ اور رونے والی کے ہاتھون کو جس سے وہ سینہ کوبی کرتی ہے اس حال مین کہ اس پر لباس ماتم ہے دیکھ لے۔

تَبكِی عَلَیكَ وَلَستُ لَائِمَ حُرَّةٍ	تَأسَى عَلَیكَ بِعَبرَةٍ وَتَنَفُّسُ

وہ رونے والی تجھ پر نوحہ وزاری کرتی ہے اور مین ہر آزاد عورت کو جو تجھ پر آنسو کے ساتھ

روتی اور آہ سرد بھرتی ہے ملامت نہین کرتا۔

حرب البسوس مین عورتون نے بھی عجیب طرح سے حصہ لیا۔ بنی تغلب کے مقابلے مین بنی بکر کا شمار کم تھا۔ لہذا بنی بکر مین جو تجربہ کار اور جہاندیدہ تھے انہون نے یہ صلاح کی کہ اپنی عورتون کو بھی اپنے ساتھ معرکہ مین لیجائین اور اُن سے مدد لین۔ چنانچہ انہون نے اپنی عورتون مین سے ہر ایک کو ایک ایک مشکیزہ اور ایک ایک ڈنڈا دیا اور انہین یہ ہدایت کی کہ اگر تم اپنی قوم کے مجروحون کے پاس سے گذرو تو انہین ان مشکیزون سے پانی پلانا پر اگر بنی تغلب کے مجروحونکے پاس سے گذرو تو ان ڈنڈون سے اُن کا کام تمام کر دینا شناخت کے لیے بنی بکر نے جنگ سے پہلے اپنے سر مُنڈا دیے تاکہ اُنکی عورتین سر مُنڈے ہوئے مجروحون کو دیکھکر فوراً پہچان لین کہ یہ بکری ہین۔ فقط ایک شخص حجدر بن ضُبیعہ نے اپنا سر نہین مُنڈوایا۔ یہ شخص پست قد اور قبیح المنظر تھا لیکن زلفین اسکی بڑی خوبصورت تھین۔ جب اُسکا سر مونڈنے لگے اُسنے بڑی حسرت کے ساتھ کہا "اے لوگو اگر تم میرا سر مونڈ دو تو مجھے اور زیادہ بدصورت بنا دوگے۔ سو عرض یہ ہے کہ میری زلفین جیسی کی تیسی رہنے دو اور مین بنی تغلب کے اول سوار سے سمجھ لونگا۔ اُنہون نے اسکا سر نہ مونڈا۔ اسپر اُس نے نہایت جوش وخروش کے ساتھ فی البدیہہ یہ شعر کہے۔

قَدْ یَتِمَتْ بِنْتِی وَ آمَتْ کَنَّتِی	وَشَعِثَتْ بَعْدَ الدِّهَانِ جُمَّتِی

بیشک میری بیٹی یتیم ہوجائے اور میری بیوی رانڈ۔ اور لڑائی کے بعد میرے بالونکا جوڑا بکھر جائے کیونکہ بنی تغلب کے اول سوار سے مجھے لڑنا ہے۔

رُدُّوا عَلَیَّ الْخَیْلَ اِنْ اَلَمَّتِ	اِنْ لَّمْ یُنَاجِزْهَا فَجُزُّوا لِمَّتِی

سواران تغلب کو اگر وہ آئین تو میری طرف لوٹا دو۔ اگر یہ بندہ اُن سے نہ لڑے تو بے تامل میرے بال کاٹ والو۔

قَدْ عَلِمَتْ وَالِدَتِی مَا ضَمَّتِ	مَا لَفَّفَتْ فِی خِرَقٍ وَشَمَّتِ

تحقیق میری مان نے جسے اپنے کلیجے سے لگایا اور جسے کپڑون مین لپیٹا اور سونگھا ہے اُس کے بارہ مین جان لیا۔

أَمُجَدَّحٌ فِي الحَرْبِ أَمْ أَتَمَّت	إِذَا الكُمَاةُ بِالكُمَاةِ التَفَّتِ

کہ آیا جسوقت بہادر لوگ بہادرون سے لڑین اُس وقت اُسکا بچہ ادہورا بچہ ہے یا اُسے پورے دنون کا جنا ہے۔ جب لڑائی شروع ہوگئی بیچارہ جحدر سخت زخمی ہوکر گرا۔ اُسکی قوم کی عورتین جنکے پاس مشکیزے اور ڈنڈے تھے اِسکے پاس سے گذرین اور اسکے بالون کے سبب سے اسے تغلبی خیال کرکے ڈنڈون سے مارڈالا۔ فِنۂ زمانی ایک شاعر جاہلی نے حرب البسوس پر ایک مشہور نظم کہی ہے جسکا مطلع یہ ہے۔

وَ قُلْنَا القَوْمُ إِخْوَانٌ	صَفَحْنَا عَنْ بَنِي ذُهْلٍ

ہم نے بنی ذہل سے درگذر کی اور کہا کہ یہ لوگ تو ہمارے بھائی ہین

بسوس اور سراب کا نام عربی مین ضرب المثل ہوگیا ہے۔ چنانچہ کہتے ہین اَشْأَمُ مِنَ البسوسِ اَشْأَمُ مِنْ سَرَابٍ۔ ان مثلون مین حرب البسوس کیطرف اشارہ ہے۔ بسوس یون بھی بڑی بڑی بدقسمت اور منحوس عورت تھی کہتے ہین کہ خدا تعالیٰ نے اسکے شوہر سے اُسکی تین دعاؤن کے قبول کرنے کا وعدہ کیا۔ جب بسوس کو یہ معلوم ہوا تو اُس نے اپنے شوہر سے کہا کہ میرے لیے یہ دعا کر کہ مین نہایت حسین ہوجاؤن۔ شوہر نے دعا کی اور وہ عورت حسن و جمال مین یگانہ ہوگئی۔ پھر تو وہ اپنے شوہر سے نفرت کرنے لگی اور بیگانہ مردون سے آشنائی پیدا کرلی۔ اسپر اُسکے شوہر نے دوسری دعا کی کہ وہ ایک بھونکنے والی کُتیا بن جائے۔ چنانچہ وہ کُتیا بن گئی۔ تب اُسکے بیٹون نے آکر کہا کہ مان کے اس حال سے ہمین رنج ہے اور ہماری لوگون مین بڑی بے آبروئی ہے۔ سو دعا کر کہ وہ اپنی اصلی صورت پر آجائے سو اُسنے تیسری دعا کی اور اُسکی پہلی صورت پھر بحال ہوئی۔ یون اُسکے شوہر کی تینون دعائین رائگان گئین۔

باب ۴۔ زمانہ جاہلیت کے شعرا۔ ادب کا پہلا دور۔ اسکی خصوصیات

عرب جاہلیت کو اپنی طلاقت و شیوا بیانی پر بڑا ناز تھا۔ فصیح و قادر الکلام کی تعظیم وہ حد سے زیادہ کرتے تھے۔ شاعرون کو بمنزلہ ساحر سمجھتے اور شعر و سخن مین بے نظیر دسترس رکھتے تھے

کتاب الاغانی اور حماسہ مین جو اشعار اسوقت کے دیے ہوئے ہین انکی سلاست و فصاحت۔خوبی و بلاغت کو دیکھکر عقل دنگ ہوتی ہے۔ باایں ہمہ انقلاب و گردش ایام وہ اب تک اپنی قدیم قوت و تازگی سے بھرے ہین۔غنچہاے خوشبودار کی مانند وہ ابتک اپنی مہک سے اپنے عاشقون کے دلون کو شاد کرتے ہین۔ روتون کو ہنسا دینا اور ہنستونکو رُلا دینا انکا ایک ادنے کرتب ہے۔ شعراء اس زمانہ کے سینکڑون ہین۔ صحیح طور پر انکا شمار بتانا ناممکن ہے کیونکہ جس کسی نے دو چار شعر بھی کہے وہ شاعرون کے زمرہ مین داخل ہوگیا۔ لہذا ان سبھونکا مفصل و ترتیب وار حال یہان نہین دیا جاسکتا۔اس کتاب مین فقط اُن ہی کا ذکر ہوسکتا ہے جو مشہور ہین۔

جاہلیت کے سب سے قدیم اشعار اُن قصائد مین پائے جاتے ہین جو السبع المعلقات کے نام سے معروف ہین۔ انہین السُّمُوط بھی کہتے ہین۔ راویون کا بیان ہے کہ سال مین ایک دفعہ قبائلِ عرب سُوقِ عکاظ مین مکہ شریف کے قریب جمع ہوتے اور اپنی یا اپنی قوم کی مدح مین قصائد پڑہتے تھے۔جسکا قصیدہ سب سے عمدہ سمجھا جاتا اُسے یہ فخر حاصل ہوتا تھا کہ اس کے قصیدہ کو آبِ زر سے لکھکر کعبہ شریف کی دیوار پر لٹکا دیتے تھے۔ لٹکائے جانے کی وجہ سے یہ مُعلّقات اور آبِ زر سے لکھے جانے کی وجہ سے مُذہّبات کہلاتے ہین۔اس طرح سے رفتہ رفتہ سات قصائد موسوم بہ السبع المعلقات جمع ہوگئے۔اہل زبان کے نزدیک یہ مستند اور نہایت ہی پرلطف و بلیغ مانے گئے ہین۔جن شعراء کے قصائد نے یہ شرف پایا ہے وہ امرء القیس۔طرفہ۔زہیر۔لبید۔عمرو بن کلثوم۔عنترہ اور حارث بن حلّزہ ہین ہم انکا حال سلسلہ وار بتائینگے۔قصیدہ اس زمانہ مین ایجاد ہوکر مُہلہل اور امرء القیس کی بدولت عنقریب کامل صورت مین مروّج ہوچکا تھا۔کوئی ہجا کی صورت مین ہوتا تھا اور کوئی رثا کی صورت مین۔کسی مین عشقیہ اشعار ہوتے تھے۔کسی مین رزمیہ۔کسی مین مدحیہ اور کسی مین فخریہ۔کہین اسپ و شتر کی تعریف ہوتی تھی کہین شمشیر و زرہ کی۔جن امور کو اب قصیدہ کے ضروری لوازمات سمجھتے ہین انکا ان سیدھے سادے شاعرون کو چندان خیال نہ تھا۔زیادہ تر تو یہ اپنی حرارتِ عشق و دردِ فراق کا اظہار غایت درجہ کے

دلسوز لفظون مین کرتے ہین۔ جب دو چار قبیلے کہین پانی اور گھاس کے گرد وپیش فراہم
ہو جاتے اور وہان زنانِ حسینہ سے آنکھین دو چار ہوتین تو بمقتضائے طبیعت ان ایام
قیام مین باہم عشق جم جاتے اور تعلقات محبت پیدا ہو جاتے تھے۔ مگر سپہر تفرقہ انداز انہین
ایک جا رہنے نہ دیتا پانی اور گھاس کے تمام ہو جانے پر انہین ایک دوسرے سے جُدا
ہونا پڑتا تھا۔ لیکن محبت وعشق کی وہ پھانس جو دل نازک مین لگ جاتی تھی وہ کسی طرح
نکالے نہین نکلتی اور شب وروز بے چین وبیقرار رکھتی تھی۔ مدتون بعد جب پھر گھومتے گھومتے
اُن مقامات سے جہان عشقبازیان کی تھین گذرتے تو منازل محبوبہ کے نشانہای باقیماندہ
کو دیکھکر ایام وصال کو یاد کرتے اور سوزِ ہجر سے بیتاب ہو اور دردِ مفارقت سے کلیجے تھامکر
دیارِ یار کے آثار قدیمہ کو خطاب کرتے اور ایسے گداز وحسرتناک اشعار پڑھتے کہ پتھر کے جگر
بھی پانی ہو جاتے تھے۔ اِن قصیدون مین جذباتِ انسانی اپنے زورون پر دکھائی دیتے
ہین۔ بحر زخار کی سی تندی وطغیانی ان مین بھری ہے۔ کمال یہ ہے کہ غلو ومبالغہ جن سے
کلام متاخرین مین بدنمائی پیدا ہوگئی ہے یہان نام کو بھی دکھائی نہین دیتے بلکہ برعکس
اس کے بلا کی سادہ بیانی وحقیقت کلامی شعر شعر مین دکھائی دیتی ہے۔ روانی طبیعت
سیلاب کی طرح بے مزاحمت اپنا کام کرتی ہے۔ آتش دہانی کا یہ حال تھا کہ بوقت ضرورت
بداہتہً طولانی قصیدہ جس مین موزونیت ولطافت کو بھی ہاتھ سے نہین جانے دیا ہے
بآسانی کہہ لیتے تھے۔ چنانچہ حارث بن بکری اور عمرو بن کلثوم تغلبی نے اپنے قصائد ارتجالاً
پڑھے تھے۔

قدیم شعراء مین اُمرءُ القیس حُندُج کا اول درجہ ہے۔ یہی "الملکُ الضِّلّیل" کہلاتا ہے
یہ شخص کندی تھا۔ شعر وسخن مین اسنے ایسے ایسے اوزان وبحور اختراع کیے جو عرب کے نزدیک
نہایت مستحسن ہین۔ اور سارے شعراء نے ان مین اسکی تقلید کی ہے۔ اصمعی کہتا ہے "وَ
كَانَ مِنْ فُحُوْلِ شُعَرَاءِ الطَّبَقَةِ الْاُوْلٰى مُقَدَّمًا عَلٰى سَائِرِ شُعَرَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ"۔
یہ نصرانی تھا مگر خیالات بُت پرستون کے سے تھے۔ اسکا باپ حُجر جو نجد کا بادشاہ تھا
بنی اسد کے ہاتھ سے ہلاک ہوا۔ اِسنے انتقام کے لیے بنی بکر وبنی تغلب سے مدد مانگی اور قسم

لکھائی کہ زن و شراب مجھ پر حرام ہین جب تک بنی اسد کے دو سو آدمی جان سے مارنہ لون۔ اسی موقعہ پر اس نے یہ شعر کہے ؎

اَتَانِی حَدِیثٌ فَکَذَّبْتُهٗ + بِاَمْرٍ تَزَعْزَعُ مِنْهُ الْقُلَلُ	بِقَتْلِ بَنِی اَسَدٍ رَبَّهُمْ + اَلَا کُلُّ شَیْءٍ سِوَاهُ جَلَلُ

اس نے بنی بکر و بنی تغلب کو لیکر بنی اسد پر چڑھائی کی اور بہتون کو قتل کیا۔ جب رات ہوئی تو بنی اسد اپنے مجروحون کو ساتھ لیکر بھاگ گئے۔ اسنے انکا تعاقب کرنا چاہا مگر بنی بکر و بنی تغلب نے اسکا ساتھ چھوڑ دیا۔ حمیر کی مدد سے اسنے ایک دفعہ پھر بنی اسد پر فتح پائی۔ ادھر منذر بن ماء السماء نے جو اسکا جانی دشمن تھا اسکے گرفتار کرنے کو ایک فوج روانہ کی۔ عداوت کی وجہ یہ تھی کہ اسکے دادا حارث نے ایک مرتبہ منذر کو شکست دیکر حیرہ کو فتح کر لیا تھا اگر بادشاہ ایران منذر کی مدد نہ کرتا تو حیرہ برابر شاہان کندہ کے تسلط مین رہتا۔ آخر مجبور ہو کر اسنے سموءل بن عادیا والی تیما کے ہان پناہ لی۔ سموءل اپنے محکم قلعہ ابلق مین رہتا تھا۔ عرب اسے نہایت شریف اور معزز جانتے تھے۔ اس موقعہ پر اس نے ذیل کے شعر کہے ؎

وَلَقَدْ اَتَیْتُ بَنِی الْمُصَاصِ مُفَاخِرًا	وَاِلَی السَّمَوْءَلِ زُرْتُهٗ بِالْاَبْلَقِ
فَاَتَیْتُ اَفْضَلَ مَنْ تَحَمَّلَ حَاجَةً	اِنْ جِئْتَهٗ فِی غَارِمٍ اَوْ مُرْهَقِ
عَرَفَتْ لَهُ الْاَقْوَامُ کُلَّ فَضِیْلَةٍ	وَحَوَی الْمَکَارِمَ سَابِقًا لَمْ یُسْبَقِ

سموءل نے اسکی بڑی خاطر و مدارات کی۔ اور حارث بن ابی شمر غسانی کے ذریعہ سے اسے قیصر کے پاس قسطنطنیہ بھیجدیا۔ امرء القیس نے چلتے وقت اپنی زرہین سموءل کے پاس بطور امانت کے چھوڑین۔ قیصر کے ہان بھی اسکی خوب آو بھگت ہوئی۔ جب بنی اسد کو یہ معلوم ہوا تو انہون نے اپنی طرف سے ایک آدمی طماح کو قیصر کے پاس بھیجا۔ اس شخص نے اپنے جھوٹے بہتانون سے قیصر کا دل امرء القیس کیطرف سے بالکل بگاڑ دیا۔ اس شامت زدہ کو عشقبازی کی بری لت پڑی تھی۔ قیصر کے محل مین ایک شاہزادی سے آنکھین دوچار ہوئین اور یہ دام عشق مین گرفتار ہو گیا۔ جب قیصر کو اس بات کی خبر ہوئی تو اسنے ایک زہر آلود قبا طیار کرائی اور خلعت کے طور پر وہ قبا اسے دی۔ قسطنطنیہ سے لوٹتے وقت اسنے وہ قبا راستہ مین پہنی۔ اسکا پہننا تھا کہ جلد پر بڑے بڑے آبلے پڑ گئے۔ اور ان مین پیپ بھر گیا

ان آبلون کی وجہ سے اسے ذوالقروح کہنے لگے۔ رفتہ رفتہ زہر خون مین سرایت کر گیا اور وہ مر گیا۔ اسکی وفات کی تاریخ ۵۶۶ء ہے۔ ٹھیک سے یہ پتہ نہین لگتا کہ اسوقت اُسکی کتنی عمر تھی۔ غالبًا وہ عنفوانِ شباب مین مرا۔ اگر یہ شخص سن رسیدہ ہوکر مرتا تو اُسکے دیوان کی ضخامت دوچند یا سہ چند ہوتی۔ اسکے اشعار کو پڑھتے وقت ایک اس بات کا ضرور خیال رکھنا چاہیئے کہ فلکِ نیرنگ ساز نے اسے چین سے رہنے نہ دیا۔ نوجوانی کے آغاز ہی مین باپ مارا گیا۔ اُسوقت سے تادمِ مرگ یہ تباہی و ادبار مین مبتلا رہا۔ اور دربدر خاک چھانتا پھرا۔ اگر عیش و فارغ البالی اس کے نصیب مین ہوتی اور کوئی اسکا دشمن نہ ہوتا تو اسکے اشعار شاید اور بھی زیادہ فصیح و بلیغ ہوتے۔ مگر گردشِ ایام نے اسے ہمیشہ سراسیمہ و پریشان رکھا اور فلک فتنہ ساز نے اسکی یاوری سوا عشق کے اور کسی بات مین نہ کی۔ اسکے انتقام و ملک گیری کے ارمان دل کے دِل ہی مین رہے۔ جری اور بیباک ایسا تھا کہ جب شگون آزمائی کے تیر اسکے مطلب کے موافق نہ نکلے تو وہی تیر بُت کے مُنہ پر پھینک مارے۔ اُس بُت کا نام خلصہ تھا۔ حاضر جوابی و بدیہہ گوئی مین بھی بڑا ملکہ رکھتا تھا۔ ایک جاہلی شاعر عُبَید بن الابرص نے عجیب طور پر اسکا امتحان لیا۔ ایک مرتبہ امرؤالقیس اُسے کہین راستہ مین مل گیا۔ اُس نے اُسیوقت آٹھ چیستان اُس سے اشعار مین پوچھ ڈالے۔ امرؤالقیس نے بھی شعر ہی مین فی البدیہہ اُسکے جواب دیئے۔

عشق پیشہ بھی یہ اوّل درجہ کا تھا اور عشقبازی مین گوے سبقت لے گیا تھا۔ وہ اپنی چچازاد بہن عُنَیزہ پر جو بڑی حسین تھی عاشق تھا اور اپنے عشق و جفاکشی و کثرتِ سفر کا حال اپنے مشہور قصیدہ مین جسکا شروع "قِفَا نَبْكِ مِنْ ذِكْرَىٰ حَبِيبٍ وَمَنْزِلِ" ہے دیتا ہے۔ زوزنی ایام عرب کے راویون کی یہ روایت بیان کرتا ہے کہ ایک روز قبیلہ کی عورتین ایک حوض مین جسکا نام دارۃ جُلجُل تھا عُنَیزہ کے ہمراہ غسل کرنے کو گئین امرؤالقیس بھی چُپکے سے اُن کے پیچھے ہولیا تاکہ عُنیزہ کے وصال سے متمتع ہو۔ جب عورتین کپڑے آتار کر نہانے لگین لپکا اور اُن سبھون کے کپڑے ایک جگہ جمع کر لیے اور اُن پر بیٹھ گیا۔ جب عورتون کو یہ معلوم ہوا تو غصے ہو کر اُسے ملامت کرنے لگین اور

اور اپنے کپڑے مانگے۔ اُسنے جواب دیا کہ اپنے اپنے کپڑے آکر لے جاؤ۔ اُنہون نے بہتیرا اصرار کیا۔ پر اُسنے انکی ایک نہ سُنی ناچار اُنہین اپنے کپڑون کے لیے بالکل برہنہ اُسکے سامنے آنا پڑا آخرمین عُنیزہ بھی اورون کی طرح اُسکے آگے آئی اور اپنے کپڑے پہنے۔ اس تھتک و تکرار مین دیر بہت لگی اور بھوک سے عورتون کا بُرا حال ہوا۔ اس شخص نے فوراً اپنی ناقہ ذبح کرڈالی جس کے گوشت کو اُنہون نے بھون بھون کر کھایا۔ بعدہٗ عنیزہ کے ساتھ سوار ہو کر گھر لوٹا۔ وہ خود ان باتون کا ذکر اپنے قصیدہ مین اسطرح کرتا ہے ؎

اَلَا رُبَّ يَوْمٍ كَانَ مِنْهُنَّ صَالِحٍ	وَلَا سِيَّمَا يَوْمٌ بِدَارَةِ جُلْجُلِ

دیکھ! تجھے بہت سے ایسے دن بھی نصیب ہوئے ہین جنمین تو زنان حسینہ کے وصال سے متمتع ہوا ہے خصوصاً دارۂ جُلجُل کے حوض کا دن۔

وَيَوْمَ عَقَرْتُ لِلْعَذَارَى مَطِيَّتِي	فَيَا عَجَبًا مِنْ كُورِهَا الْمُتَحَمَّلِ

اور وہ دن جب کنواریون کے لیے مین نے اپنی ناقہ کونچین کاٹکر ذبح کرڈالی۔ سو تعجب کر اس بات سے کہ اُنہون نے میری ناقہ کا پالان و اسباب اپنی سواریون پر لاد لیا۔

وَيَوْمَ دَخَلْتُ الْخِدْرَ خِدْرَ عُنَيْزَةٍ	فَقَالَتْ لَكَ الْوَيْلَاتُ إِنَّكَ مُرْجِلِي

اور وہ دن جب مین عُنیزہ کے ہودج مین داخل ہوا اور اُس کے ساتھ لوٹا اور وہ مجھ سے کہتی تھی۔ افسوس ہے تجھ پر۔ تو تو مجھے پیادہ کردے گا۔

عشرت پسندی اور اوباشی اسکی سرشت مین تھی۔ عُنیزہ سے وہ کہتا ہے ؎

فَمِثْلِكِ حُبْلَى قَدْ طَرَقْتُ وَمُرْضِعٍ	فَأَلْهَيْتُهَا عَنْ ذِي تَمَائِمَ مُحْوِلِ

تجھ جیسی بہت سی حاملہ عورتین ہین جنکے پاس مین رات کو آیا۔ اور بہت سی دودھ پلانیوالی ہین جنہین مین نے اُن کے یک سالہ بچے سے غافل و بے پروا کر دیا۔

وَبَيْضَةِ خِدْرٍ لَا يُرَامُ خِبَاؤُهَا	تَمَتَّعْتُ مِنْ لَهْوٍ بِهَا غَيْرَ مُعْجَلِ

اور بہت سی نازک بدن پردہ نشین ایسی ہین کہ اُنکے خیمہ کے پاس کوئی جا نہین سکتا مگر مین دیر تک اُن سے ہنسی ٹھٹول کرتا رہا۔ اسی قصیدہ مین وہ ایک جگہ کہتا ہے ؎

تَسَلَّتْ عَمَايَاتُ الرِّجَالِ عَنِ الصِّبَا	وَلَيْسَ فُؤَادِي عَنْ هَوَاكِ بِمُنْسَلِ

جوانی کے بعد لوگون کی گمراہی شباب بھی جاتی رہتی ہے - مگر مین ایسا ہون کہ میرا
دل محبت سے جدا ہونے والا نہین ہے -
امرء القیس کا کلام نہایت فصیح و بلیغ ہے - اگر اسے زمانۂ جاہلیت کا ملک الشعراء کہین
تو بجا ہے - اسکا ایک دیوان بھی ہے جو پہاڑون اور وادیون - غزالون اور گاوان وحشی
محبوبان آہوخصال اور نازنینان سہ تمثال - اسپ تازی و ناقۂ عربی - کثرت شکار و
طول سفر - تحمل شدائد و جفا کشی کی تعریف سے بھرا ہے - بہت کم عربی شعراء نے اِن
مضامین پر امرء القیس سے بہتر شعر کہے ہین -
زمانۂ جاہلیت کا دوسرا مشہور شاعر طرفہ ہے - یہ بکر بن وائل کی قوم سے تھا اور اصل
نام اسکا عمرو بن العبد تھا - حسب و نسب کے لحاظ سے عالی خاندان اور شعر گوئی کے اعتبار
سے بڑا منہ زور تھا - اسکی ہمشیرہ ایک نامی سردار عبد عمرو بن بشر سے منسوب تھی جو عمرو
بن ہند - بادشاہ حیرہ کے درباریون مین بڑا معزز و محترم سمجھا جاتا تھا - بیوی کے ساتھ اسکا
کچھ اچھا سلوک نہ تھا - ایک دن جب بات برداشت سے باہر ہوگئی تو بہن نے طرفہ سے
شوہر کی شکایت کی - بہن کا گلہ سُنکر طرفہ نے اپنے بہنوئی کی ہجو مین دو شعر کہے جو
جلد مشہور ہوگئے - اور بادشاہ کے کان تک بھی پہونچے - ایک مرتبہ شاہ حیرہ شکار کو گیا
عبد عمرو بن بشر بھی ہمراہ تھا - بادشاہ نے ایک گورخر کو زخمی کیا اور عبد عمرو بن بشر سے
کہا کہ اُسے پکڑکر ذبح کر لو - مگر وہ گورخر اسکے قابو مین نہ آیا - بادشاہ یہ دیکھکر ہنسا اور وہ
دونون اشعار جو طرفہ نے اپنے بہنوئی کی ہجو مین کہے تھے پڑھ کر فرمایا کہ جو کچھ طرفہ نے تمہارے
حق مین کہا درست ہے - اس کم نصیب شاعر نے کہین بادشاہ کی ہجو مین بھی کچھ شعر کہے
تھے - عبد عمرو بن بشر کو وہ شعر یاد تھے - اُس نے بڑی فروتنی سے عرض کرکے کہا
"قبلہ! مین تو درکنار طرفہ نے آپ کو بھی نہین چھوڑا بلکہ آپ کی ہجو میری ہجو سے
بدرجہا سخت ہے" - یہ کہکر اُس نے اُسکی ہجو کے شعر پڑھ دیئے - بادشاہ یہ سنتے ہی
شعلہ بھبوکا ہوگیا - اور فرمایا کہ یہ ڈھیٹ چھوکرا اپنی گستاخی و زباندرازی کی سزا پائیگا
جب اراکین دولت کو معلوم ہوا کہ بادشاہ نے طرفہ کے قتل کا مصمم ارادہ کر لیا ہے

توعرضِ گذار ہوئے کہ طرفہ کے ساتھ اُسکا رشتہ دار متلمّس بھی جو بڑا عالی دماغ اور جہاندیدہ شاعر ہے جان سے مارا جائے۔ ورنہ طرفہ کے قتل کے بعد وہ آپکی ہجو کہیگا۔ بادشاہ کو مشیرون کی یہ بات پسند آئی۔ کچھ عرصے کے بعد اس نے طرفہ اور متلمّس دونون کو دربار مین بلواکر خلعت عطا کیے اور دو فرمان لکھکر الگ الگ اُن کے ہاتھ مین دیئے اور کہا کہ تم دونون ان فرمانون کو ہمارے بحرین کے عامل کے پاس لے جاؤ۔ وہ تمھین ہماری تحریر کے مطابق بہت کچھ انعام دیگا۔ وہ دونون فرمان لے وہان سے روانہ ہوئے۔ راستہ مین متلمّس نے طرفہ سے کہا۔ کہ مجھے تو کچھ دال مین کالا معلوم ہوتا ہے۔ بھلا بادشاہ کو اگر ایسا ہی اعزاز ہمین عطا کرنا تھا تو اتنی دور کیون جانے کا حکم دیا۔ آؤ۔ فرمانونکو کھولکر پڑھین تو سہی کہ لکھا کیا ہی طرفہ نے جواب دیا کہ شاہی مہر کردہ لفافون کو کھولنا مناسب نہین۔ یہ تمہارا وہم ہے کہ بادشاہ نے کسی بُری نیت سے ہمین بحرین کے عامل کے پاس بھیجا ہے۔ اگر عامل نے کچھ نہ دیا تو گھر تو آنے دیگا۔ متلمّس نہ مانا اور مہر توڑ کر اپنے فرمان کا مضمون پڑھا۔ دیکھا تو اُسمین اُس کے قتل کا حکم ہے۔ اُسے تو اُس نے اُسیوقت پھاڑ کر دریا مین ڈال دیا۔ اور طرفہ سے مخاطب ہو کر بولا کہ ذرا اپنا فرمان بھی پڑھ لو۔ ضرور قتل کا حکم ہوگا۔ لیکن اس سیاہ بخت لڑکے کے سر پر قضا منڈلا رہی تھی کیسے بچتا اور بچکر جاتا کہان نہایت لاابالیانہ طور پر جواب دیا کہ یہ کیا ضرور ہے کہ اگر تمہارے حق مین قتل کا حکم ہو تو میرے لیے بھی ایسا ہو۔ اگر حکم یکسان تھا تو دو فرمان کیون دیے گئے جب متلمّس نے دیکھا کہ یہ اپنی ہٹ پر قائم ہے اور بات نہین مانتا تو آپ ملکِ شام کو چلتا ہوا۔ طرفہ عامل بحرین کے پاس گیا اور اپنے نام کا فرمان اُسکے روبرو نہایت ادب سے پیش کیا۔ عامل فوراً تاڑ گیا کہ اس شاہی فرمان مین ضرور اسکے قتل کا حکم ہے چنانچہ اس نے طرفہ سے کہا کہ تو عالی حسب اور نجیب الطرفین ہے اور تیرے کنبے والون کے ساتھ سدا سے میرا برادرانہ برتاؤ رہا ہے اس لئے میری صلاح ہے کہ لفافہ کھولنے سے پہلے تو یہان سے چلا جا۔ ورنہ جو کچھ اِس فرمان مین مکتوب ہے مجھ پر اُس کی تعمیل واجب ہوگی لیکن اس شامت زدہ نے اسکی بات نہ مانی جب عامل نے دیکھا کہ یہ اپنے اصرار سے باز نہین آتا ناچار لفافہ کھولا اُسمین

عامل کو سخت ہدایت کی گئی تھی کہ حکم کو پڑہتے ہی حامل فرمان کو قتل کر دینا۔ عامل کو بہت تاسف ہوا۔ مگر مجبور تھا آخر طرفہ سے کہا کہ جو صورت تو اپنی موت کی پسند کریگا مین تجھے اسی طرح قتل کراونگا۔ طرفہ نے جواب دیا کہ مجھے خوب ڈھیر سی شراب پلوا دیجیے اور جب مین مدہوش ہوجاؤن تو میری فصدین کھلوا دین۔ عامل نے ایسا ہی کیا۔ فصدون کے کھولتے ہی خون کی نلّیان چھوٹ گئین اور وہ مرگیا۔ بعض مورخ لکھتے ہین کہ وہ زندہ مدفون کیا گیا۔ کل عمر اُسکی بیس برس کی تھی غالبًا ۵۶۰ء مین مارا گیا۔ اسکے قصیدہ کو پڑھکر اسکی قادر الکلامی پر حیرت ہوتی ہے۔ خداوند سخن کی طرح جس طرح چاہتا ہے کلام کرتا ہے۔ متانت و چستی۔ صفائی و سلاست شعر شعر سے ظاہر ہے۔ اگر یہ زندہ رہتا تو ممکن ہے کہ شعر گوئی مین سارے متقدمین پر سبقت لیجاتا۔ اُسکا نو عمری مین مارا جانا عربی علم ادب کے لیے بہت بڑے نقصان کا باعث ہوا۔ ابھی اُسکی فصاحت کی کلی پھوٹی ہی تھی کہ موت سے پالا پڑا اور آیندہ کی ساری اُمیدین خاک مین مل گئین۔ گھر سے دور دوستون اور رفیقون سے جدا غزالِ دشت کی طرح اجل کا شکار ہوگیا۔ شہاب ثاقب کی طرح وہ شعر و سخن کے فلک پر یک بیک نمودار ہوا اور گھڑی دو گھڑی اپنا نور و جلوہ دکھاکر غائب ہوگیا۔ ہم کیا رو ئینگے الیسون پر زمانہ ماتم و نوحہ کرتا ہے۔ حضرت لبید رض سے پوچھا گیا عرب مین بڑا شاعر کون ہے۔ آپنے جواب دیا۔ امرء القیس۔ اور اُس کے بعد بنی بکر کا مقتول لڑکا یعنی طرفہ۔ اسکا ایک مشہور قصیدہ ہے جس مین وہ اپنی جوانمردی و سخاوت۔ مینوشی اور عیاشی کا ذکر کرتا ہے۔ اُسی مین اُسکی ناقہ کی تعریف اور اُس کے چچازاد بھائی مالک کی بھی شکایت ہے۔ قدیم عرب کے دستور کے مطابق وہ اپنی محبوبہ مسماۃ خولہ کے نام سے تشبیب کرتا ہے ۵

تَلُوحُ کَبَاقِی الْوَشْمِ فِی ظَاهِرِ الْیَدِ	لِخَوْلَةَ اَطْلَالٌ بِبُرْقَةِ ثَهْمَدٍ

اس قصیدہ مین بلا کی تندی و گرمجوشی۔ سلاست و بلاغت پائی جاتی ہے۔ اپنے ڈھنگ مین یہ لاثانی ہے۔ ناقہ کی تعریف پھر کبھی کسی شاعر نے ایسی نہین کی جیسی طرفہ نے

۵ موضع ثہمد کی پتھریلی زمین پر خولہ کے کھنڈر ایسے نظر آتے ہین جیسے عورتونکے ہاتھ پاؤن پر گودنے کے رہے سہے نشان

کی ہے۔ خولہ کے حسن کی تعریف مین وہ کہتا ہے ؎

وَ وَجْهٍ كَأَنَّ الشَّمْسَ أَلْقَتْ رِدَاءَهَا	عَلَيْهِ نَقِيِّ اللَّوْنِ لَمْ يَتَخَدَّدِ

معشوقہ کا چہرہ ایسا ہے کہ گویا آفتاب نے اپنی چادر اُسپر ڈال دی ہے۔ اور اُسکا رنگ صاف اور تازہ ہے۔ اور جھریان کہین نہین ہین۔ یعنی وہ گوری چٹی اور نوجوان ہے۔
اپنی دلیری و شجاعت کے باب مین کہتا ہے ؎

وَلَسْتُ بِحَلَّالِ التِّلَاعِ مَخَافَةً	وَلٰكِنْ مَتٰى يَسْتَرْفِدِ الْقَوْمُ أَرْفِدِ

اور مین اعدا کے خوف سے ٹیلون پر چڑھنے والا نہین بلکہ جب قوم مجھ سے ضیافت مہمانان یا قتل اعدا مین مدد مانگے تو مین ان کی مدد کرتا ہون۔
اور اپنی عشرت پسندی کے متعلق وہ یہ کہتا ہے ؎

نَدَامَايَ بِيضٌ كَالنُّجُومِ وَقَيْنَةٌ	تَرُوحُ إِلَيْنَا بَيْنَ بُرْدٍ وَمُجْسَدِ

میرے یاران مےخوار ستارون کی مانند روشن ہین۔ اور ایک گانیوالی چھوکری ہے جو دھاری دار چادر اور جامۂ زعفرانی پہنکر سر شام ہمارے پاس حاضر ہوتی ہے۔
غربا پروری کے بارہ مین کہتا ہے ؎

رَأَيْتُ بَنِي غَبْرَاءَ لَا يُنْكِرُونَنِي	وَلَا أَهْلُ هٰذَاكَ الطِّرَافِ الْمُمَدَّدِ

فقرا و مساکین مجھکو اوپری نہین سمجھتے کیونکہ مین اُن پر بخشش کرتا رہتا ہون اور نہ ان تنے ہوئے خیمون کے مالک مجھ سے نا آشنا ہین۔
اسکا قصیدہ پند و نصیحت سے بھی خالی نہین۔ مےنوشی و مہمان نوازی۔ عشرت پرستی و عشقبازی کے ساتھ اس زیست چندروزہ کا بیان بھی بڑی خوبی و سلاست کے ساتھ کرتا ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے ؎

أَرَى الْعَيْشَ كَنْزًا نَاقِصًا كُلَّ لَيْلَةٍ	وَمَا تَنْقُصِ الْأَيَّامُ وَالدَّهْرُ يَنْفَدِ

مین زندگی کو ایک خزانہ سمجھتا ہون جو ہر رات گھٹتا ہے اور جسے روز و شب اور زمانہ و مبدم گھٹاتا ہے۔ اس لیے وہ ایک دن تمام ہو جائیگا ؎

لَعَمْرُكَ إِنَّ الْمَوْتَ مَا أَخْطَأَ الْفَتٰى	لَكَالطِّوَلِ الْمُرْخٰى وَثِنْيَاهُ بِالْيَدِ

تیری جان کی قسم ۔ موت جوان کی طرف سے غافل نہین ہوتی ۔ بلکہ اُسکی مثال چوپایہ کی لمبی ڈھیلی رسّی کی طرح ہے جسکے دونون سرے ہاتھ مین ہون ۔

اسی قصیدہ کے آخر کے دو شعرون مین عجیب رقت کے ساتھ اس نے زمانہ کے انقلاب کا ذکر کیا ہے ۔ کوئی گردش سپہر سے محفوظ و مامون نہین ۔ فلک کی نیرنگ سازی و شعبدہ بازی انسان کو کبھی ایک حالت پر نہین رہنے دیتی ۔ بلاؤن کا دفعتہً نازل ہونا اور آدمی کا بے طیاری پایا جانا نہایت سادہ لفظون مین بتایا گیا ہے اور اسی پر نصیحت مضمون پر قصیدہ کو اس نے ختم کیا ہے ؎

سَتُبْدِی لَکَ الْاَیَّامُ مَا کُنْتَ جَاهِلًا	وَیَأْتِیْكَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ

عنقریب زمانہ تجھپر وہ چیز ظاہر کرے گا جسے تو نہین جانتا ۔ اور زمانہ کی خبرین تیرے پاس وہ شخص لادے گا جسے تو نے توشۂ سفر نہین دیا ۔

وَیَأْتِیْكَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَمْ تَبِعْ لَهٗ	بَتَاتًا وَلَمْ تَضْرِبْ لَهٗ وَقْتَ مَوْعِدِ

اور تیرے پاس وہ شخص خبرین لائیگا جس کے لیے تو نے زادراہ نہین خریدا ۔ اور نہ اُسکے لیے تو نے کوئی میعاد مقرر کی ہے ۔

طرفہ کا ایک چھوٹا سا دیوان بھی ہے جس مین اُسکے متفرق اشعار جو اُسنے وقتاً فوقتاً کہے نہایت محنت شاقہ سے جمع کیے گئے ہین ۔

زہیر بن ابی سلمےٰ ۔ علماء اور نکتہ رس لوگون کے نزدیک یہ شاعر امرؤ القیس اور نابغۂ ذبیانی کا ہم پلّہ ہے ۔ یہ ایسے خاندان سے تھا جسے شاعری سے جبلّی مناسبت تھی ۔ اسکا خسر اوس بن حجر اور اُسکی بہنین سلمیٰ اور خنساء اور اسکا بیٹا کعب جو قصیدۂ "بانت سعاد" کا مصنف ہے سب اپنے اپنے زمانہ مین بے نظیر ہوئے ہین ۔ اسکے قصیدہ مین نصیحت و اخلاق کی باتین بھری ہین ۔ ہر بیت مین سنجیدگی و پند کی مہک ہے ۔ اسکے اشعار قلّ و دلّ کے مصداق ہین ۔ فن شاعری مین سرقہ و انتحال کو غایت درجہ مذموم جانتا تھا ۔ نسخ و مسخ و سلخ تینون سے ازحد نفرت کرتا تھا ۔ الفاظ اسکے سادہ اور عام فہم اور معانی دلچسپ و دقیق ہین ۔ کلام اسکا وحشی و سخیف الفاظ سے پاک ہے ۔ حضرت

ابو بکر رض کے نزدیک یہ تمام شعراء پر فضیلت رکھتا تھا لہذا وہ اِسے "شاعر الشعراء" کہتے تھے۔ جو جو خوبیاں اوروں کے قصائد میں ہیں وہ سب اسکے قصیدہ میں موجود ہیں۔ لیکن جو دو ایک زائد خوبیاں اُسکے قصیدہ میں ہیں وہ کسی دیگر شاعر جاہلی کے کلام مین پائی نہین جاتین۔ لوگون کی آفرین و نفرین کا اس عالی حوصلہ شاعر کو بالکل خیال نہ تھا۔ نیک چلن و راست گفتاری اسکے خیال مین مقدم تھی۔ اس عالم گذشتنی کی سریع الزوال شان و شوکت پر اسے ذرا بھی ناز نہ تھا۔ خوف خدا اور فکر عاقبت مین زندگی بسر کرنے کو عین راحت سمجھتا تھا۔ قیامت اور عدالت کی خبر بڑی سنجیدگی سے دیتا ہے۔ اس نے ۶۳۱ء مین وفات پائی۔ وہ اپنے قصیدہ مین حارث بن عوف اور ہرم بن سنان کی تعریف اس لیے کرتا ہے کہ انہون نے عبس و ذبیان کے قبیلون مین بعد چالیس برس کی لڑائی کے صلح کرادی تھی۔ اصل اس قصہ کی یہ ہے کہ عبس و ذبیان مین داحس و غبراء کی گھڑ دوڑ کے سبب سے چالیس برس سے لڑائی ہورہی تھی۔ جب ورد ابن حابس عبسی نے ہرم بن ضمضم کو قتل کردیا تو اسکے بعد فریقین مین مصالحہ ہوگیا۔ مقتول کے بھائی حصین بن ضمضم نے اپنے بھائی کے قاتل سے قصاص لینے کی قسم کھائی تھی۔ لہذا وہ اسوقت جب صلح کے عہد و پیمان ہورہے تھے حاضر نہ ہوا۔ اسکی قسم کی کسی کو مطلق خبر نہ تھی۔ اتفاقاً ایک آدمی قبیلہ عبس کا اس خیال سے کہ اب صلح ہوگئی ہے اور عہد شکنی کا کوئی اندیشہ نہین اسکے ہان مہمان ہوا۔ حصین نے اس موقع کو غنیمت جانا اور اُس عبسی مہمان کو اپنے بھائی کے قصاص مین قتل کرڈالا۔ جب حارث بن عوف اور ہرم بن سنان کو اس فعل مکروہ کی خبر ہوئی وہ بہت ناراض ہوئے۔ ادہر بنی عبس نے انتقام کے لیے چڑھائی کی۔ صلح کو قائم رکھنا دشوار تھا کیونکہ صریح عہد شکنی ایک ذبیانی کی طرف سے ہوئی آخر حارث نے سو اونٹ معہ اپنے ایک بیٹے کے بنی عبس کے پاس بطور دیت کے روانہ کیے اور یہ کہلا بھیجا کہ اگر اونٹون کو قبول کرلو تو مہربانی ہے۔ ورنہ میرا بیٹا حاضر ہے اسے قصاص مین قتل کرڈالو۔ عبسیون نے اس پیغام کو سُنکر کہا کہ ہمین شتران دیت لیکر صلح کرنی منظور ہے۔ چنانچہ اس صلح پسند سردار کی عالی حوصلگی اور اولوالعزمی سے سینکڑون

آدمیون کی جانین بچ گئین اور دونون قبیلون مین پھر بخیر صلح ہوگئی۔ زہیر کا قصیدہ جیسا مذکور ہوا نصیحت آمیز باتون سے بھرا ہے۔ دو شعر بطور نظیر کے دیتا ہون ؎

وَمَنْ هَابَ اَسْبَابَ الْمَنَايَا يَنَلْنَهُ	وَاِنْ يَرْقَ اَسْبَابَ السَّمَاءِ بِسُلَّمِ

جو موتون کے موجب اور سبب سے ڈریگا موتین اُسے ضرور پکڑینگی۔ خواہ وہ سیڑھی لگاکر اطراف آسمان پر کیون نہ چڑھ جائے۔

لِسَانُ الْفَتٰى نِصْفٌ وَنِصْفٌ فُؤَادُهُ	فَلَمْ يَبْقَ اِلَّا صُوْرَةُ اللَّحْمِ وَالدَّمِ

آدمی کیا ہے؟ آدھی تو اسکی زبان ہے اور آدھا اسکا دل۔ اور انکے سوا صرف گوشت اور خون کی صورت ہے

زہیر نے ہرم بن سنان مری کی تعریف مین اس قصیدہ کے علاوہ اور بھی بہت سے نادر قصیدے کہے ہین۔ ہرم ایسا فیاض اور دریا دل آدمی تھا کہ جب کبھی زہیر اُسکی مدح مین شعر کہتا یا اُسے سلام کرتا تو ہرم اسے غلام یا لونڈی یا گھوڑا بخشش کرتا۔ جب زہیر نے دیکھا کہ میرے ہر سلام پر یہ مجھے کچھ نہ کچھ دیتا ہے تو ہرم کو لوگونکے مجمع مین سلام کرنا چھوڑ دیا۔ وہ اُسے دیکھکر اورون کی طرف مخاطب ہوتا اور کہتا "عِمُوْا صَبَاحًا غَيْرَ هَرِمٍ وَخَيْرُكُمْ اسْتَثْنَيْتُ" ابو الفرج الاصفہانی نے جوہری کی ایک روایت کتاب الاغانی مین درج کی ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے زہیر کے بیٹے کعب سے پوچھا کہ وہ قبائین کیا ہوئین جو ہرم نے تیرے باپ زہیر کو پہنائی تھین۔ کعب نے جواب دیا کہ زمانہ نے انہین پرانا کرکے پھاڑ ڈالا۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا لیکن وہ قبائین جو تیرے باپ نے ہرم کو پہنائین زمانہ نے انہین پرانا کرکے نہین پھاڑا۔ زہیر کے مرثیے بھی بڑے دلسوز ہین۔ چنانچہ ایک مرثیہ کے چند شعر یہان نقل کرتا ہون ؎

وَمَا فَارَقْتَنِيْ طَوْعًا وَلٰكِنْ	دَهَاكَ مِنَ الْمَنِيَّةِ مَا دَهَاكَا
فَيَا مَنْ غَابَ عَنِّيْ وَهُوَ رُوْحِيْ	وَكَيْفَ اُطِيْقُ مِنْ رُوْحِيْ انْفِكَاكَا
لَقَدْ عَجِلَتْ عَلَيْكَ يَدُ الْمَنَايَا	وَمَا اسْتَوْفَيْتَ حَظَّكَ مِنْ صِبَاكَا
اَرَى الْبَاكِيْنَ فِيْكَ مَعِيْ كَثِيْرًا	وَلَيْسَ كَمَنْ بَكٰى مَنْ قَدْ تَبَاكٰى
وَيَا مَنْ قَدْ نَوٰى سَفَرًا بَعِيْدًا	مَتٰى قُلْ لِيْ رُجُوْعُكَ مِنْ نَوَاكَا

جَزَاكَ اللّٰهُ عَنِّیْ كُلَّ خَيْرٍ	وَاعْلَمُ اَنَّهُ عَنِّیْ جَزَاكَا
سَقَاكَ الْغَيْثُ اِنَّكَ كُنْتَ غَيْثًا	فَحَسْبُكَ مِنْ دُمُوْعِیْ مَا سَقَاكَا

لبید رضؓ - پورا نام انکا ابو عقیل بن ربیعۃ بن مالک العامری ہے - یہ ایک شریف اور سر برآوردہ خاندان سے تھے - انہون نے زمانۂ جاہلیت اور زمانۂ اسلام دونون کو دیکھا اسلام لانے سے پہلے شعر گوئی مین محو و مشغول رہتے اور غربا و مساکین کی امداد کرتے تھے - قرآن شریف کی آیات کریمہ کی جادو بیانی نے انہین حضرت محمدؐ کی رسالت کا قائل کر دیا - مسلم ہو جانے کے بعد شاعری سے قطعاً ہاتھ اُٹھالیا - بعد اسلام لانیکے پچپن برس زندہ رہے - تو بھی ابو عبیدہ کے قول کے مطابق اس مدت طویلہ مین فقط ذیل کا ایک شعر کہا ؎

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اِذْ لَمْ يَأْتِنِیْ اَجَلِیْ	حَتّٰى لَبِسْتُ مِنَ الْاِسْلَامِ سِرْبَالَا

سنہ ۵۳۳ء مین یہ پیدا ہوئے اور سنہ ۶۸۰ء مین ایک سو سینتالیس برس کے ہو کر معاویہ رضؓ کی خلافت کے آخر مین بمقام کوفہ وفات پائی - اور بہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ دفن کیے گئے کہتے ہین کہ حضرت عمر رضؓ نے اپنے ایام خلافت مین ایک مرتبہ ان کے اشعار سُننے کے لیے انہین کوفہ سے بُلایا - یہ سورہ بقر کو ایک صحیفہ مین لکھکر اپنے ساتھ لے گئے اور اُسے خلیفہ کے پیش نظر کر کے کہا "اَبْدَلَنِیَ اللّٰهُ هٰذِهٖ فِی الْاِسْلَامِ مَكَانَ الشِّعْرِ" خلیفہ کو انکی یہ بات پسند آئی اور بہت کچھ انعام انہین دے کر رخصت کیا - ترک شعر گوئی کی ہمیشہ یہی وجہ بتاتے تھے "يَكْفِيْنِی الْقُرْاٰنُ فَهُوَ نِعْمَ الْبَدَلِ مِنَ الْاَشْعَارِ" انکا ایک بھائی تھا جسکا نام اربدتھا اُس نے کفار مکہ کی ترغیب و تحریص سے حضرت محمدؐ کے قتل کا بیڑا اُٹھایا - اور اپنے ارادہ بد کو انجام دینے کے لیے مدینۂ منورہ کی طرف روانہ ہوا - راہ مین پیغام اجل آپہونچا آن کی آن مین آسمان پر ابر سیاہ چھا گیا - بادل گرجنے لگا - بجلی چمکنے لگی - اور ناگہاں صاعقہ اُس پر گری - لبید رضؓ نے عرصۂ دراز تک اس کے لیے ماتم کیا اور کئی مرثیے کہے جن سے حیات مستعار کی بے ثباتی و ناپائداری عجیب طور پر نقش خاطر ہوتی ہے ؎

بَلِيْنَا وَمَا تَبْلَى النُّجُوْمُ الطَّوَالِعُ	وَتَبْقَى الْجِبَالُ بَعْدَنَا وَالْمَصَانِعُ
وَقَدْ كُنْتُ فِیْ اَكْنَافِ دَارِ مَضَنَّةٍ	فَفَارَقَنِیْ جَارٌ بِاَرْبَدَ نَافِعُ

فلا جزعٌ اِن فرّقَ الدّھرُ بیننا	فکلُّ امرئٍ یوماً بہِ الدّھرُ فاجعُ
وما المرءُ اِلّا کالشّھاب وضوئہِ	یحورُ رماداً بعد اِذ ھوَ ساطعُ

رحلت کے قبل لبیدؔ نے اپنی دونون بیٹیون کو یہ وصیت کی کہ میرے لیے ایک سال سے زیادہ ماتم نہ کرنا اور نہ اپنے مُنہ نوچنا اور بال بکھیرنا۔ اُنکا قصیدہ سبع المعلقات مین داخل ہے۔ کلام اُنکا پاکیزہ اور شستہ ہے۔ عبارت آرائی اور ادا سے مطلب مین کامل دسترس رکھتے تھے۔ قصیدہ مین عرب جاہلیت کی طرح میخواری وفیاضی۔ مہمان نوازی اور شہسواری پر فخر کرتے ہین۔ قدرتی مناظر بڑی خوبی وخوش اسلوبی سے بیان کیے ہین۔ اپنی محبوبہ نوار کے درد فراق کا اظہار بڑی رقت کے ساتھ کیا ہے ٥

بَل ما تذکَّرُ مِن نوارَ وقد ناَت	وتقطّعت اسبابُھا ورمامُھا
مُرّیَّۃٌ حلّت بفیدَ وجاوَرت	اھلَ الحجازِ فاینَ مِنکَ مرامُھا

ہجر مین ناصبوری وناشکیبائی کو بُرا خیال کرتے تھے۔ جوہر انسانیت کے معنے یہ ہین کہ جذبات نفسانی پر قابو رکھین اور اپنی عادتون کے غلام نہ بنین۔ محبت اسی حد تک مرغوب ہے جب تک محبوب اُسکی قدر کرے۔ ذلیل ہوکر جینا مرنے سے بدتر ہے۔ انسان کو سُکھ پر اترانا یا دکھ سے گھبرانا شایان نہین کیونکہ ع اِنَّ المنایا لا تطیشُ سِھامُھا ٭ جو کچھہ قسّام ازل نے ہماری طبیعت مین ودیعت کردیا ہے اُس پر قانع رہنا چاہیے ٥

فاقنع بما قسم الملیکُ فانّما	قسمَ الخلائقَ بیننا علّامُھا

عمرو بن کلثوم تغلبی۔ اسکا قصیدہ دو وجہون سے مشہور ہے۔ اول اس لیے کہ یہ ارتجالاً کہا گیا۔ دوسرے اسلیے کہ اسمین ایام بنی تغلب کا ذکر ہے۔ وجہ تصنیف اس کی یہ ہے کہ عرب کے بادشاہ عمرو بن ہند نے جسکے حکم سے طرفہ قتل ہوا تھا ایکروز اپنے ہمنشینون

۵۱ اے میری دل! اب تو نوار کو کیا یاد کرتا ہے۔ وہ تو دور چلی گئی ہے اور اُسکے وصال کے ضعیف وقوی وسائل سب کٹ گئے ہین ۱۲

۵۲ نوار نسل بنی مرہ سے ہے جو فید مین جا اُتری ہے اور اہل حجاز کے پڑوس مین ہے۔ اب تیری مراد بھلا کیونکر بر آئیگی ۱۲

۵۳ اے حاسد! جو کچھہ خداوند تعالےٰ نے ہم مین عادات واخلاق کی تقسیم کردی ہے اُس پر راضی رہ کیونکہ خدا حال طبائع سب سے زیادہ جانتا ہے ۱۲

اور ارا کین دولت سے پوچھا کہ عرب مین کوئی ایسا آدمی بھی ہے جسکی مان کو میری والدہ ماجدہ کی خدمت سے عار و انکار ہو۔ اُنہون نے جواب دیا کہ عمرو بن کلثوم ایسا آدمی ہے کہ اُسکی مان لیلی نہایت خود دار ہے اور اگر قبائل عرب مین کوئی عورت ناک رکھتی ہے تو وہ ہے۔ کُلیب بن ربعیہ کا بھی اس سے چچا بھتیجی کا رشتہ ہے کیونکہ وہ مہلہل بن ربعیہ کی دختر ہے۔ اُسے اپنے خاندان سعید پر بڑا فخر ہے۔ اس کے چچا کا نام ضرب المثل ہے اَعَزُّ مِنْ کُلَیْبٍ اس وقت زبانزد خاص و عام ہے۔ اُسکا شوہر کلثوم بن مالک عرب کا مشہور شہسوار تھا۔ اب اسکا بیٹا عمرو بنی تغلب کا نامی سردار ہے۔ پس جس عورت کے رشتہ دار ایسے مشہور ہون وہ کیون کسی کی خدمت کرنے لگی۔ بادشاہ کو یہ سنکر تعجب معلوم ہوا اور اس بات کا امتحان کرنا چاہا۔ اور ایک قاصد کو بلا کر عمرو بن کلثوم کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ مجھکو آپ سے اور میری والدہ کو آپ کی والدہ سے ملنے کا بڑا اشتیاق ہے۔ عمرو بن کلثوم فوراً شہسواران تغلب اور اپنی والدہ اور قوم کی شریف عورتون کے ہمراہ روانہ ہوا اور بادشاہ کی خدمت مین جا پہونچا۔ عمرو تو بادشاہ کے حضور حاضر رہا اور اُسکی مان بادشاہ کی مان کے خیمہ مین جا اُتری۔ یہ خیمہ بادشاہ کے خیمہ کے قریب تھا۔ بادشاہ نے پہلے ہی اپنی والدہ سے کہدیا تھا کہ جب عمرو بن کلثوم کی مان آپ سے ملنے کو آوے تو آپ اُس سے کوئی خدمت لین چنانچہ جب لیلی آئی تو کچھ عرصہ تک شاہزادی سے خوب باتین ہوئین۔ اثنائے گفتگو مین شاہزادی نے کہا کہ ذرا یہ طبق مجھے اُٹھا دینا۔ لیلی بولی جسے ضرورت ہو وہ آپ اُٹھا لے۔ جب شاہزادی نے دوبارہ کہا تو لیلی نے بآواز بلند کہا وَاذُلَّاہُ یَالَتَغْلِبَ۔ اس کلمہ کو سُنتے ہی عمرو کی آنکھون سے چنگاریان پھوٹنے لگین۔ بادشاہ کی تلوار سامنے لٹک رہی تھی۔ جھٹ ہاتھ بڑھا کر تلوار کھینچی اور بادشاہ کے سر پر ماری اور اپنے ساتھیون کو لوٹنے کا حکم دیا۔ اُنہون نے بادشاہ کا سارا مال لوٹ لیا اور اپنے گھر واپس آئے۔ عمرو بن کلثوم نے یہ قصیدہ کہکر اول عکاظ کے میلہ مین اور بعد ازان مکہ شریف مین بڑے زور شور سے پڑھا۔ تغلب کے کس و ناکس و خورد و کلان نے اسے ازبر یاد کر لیا۔ ایک شاعر بکری نے اس مفاخرت پر بنی تغلب کی ہجو کہی ہے جسکے دو شعر یہ ہین ؎

اَلْهٰى بَنِيْ تَغْلِبَ عَنْ كُلِّ مَكْرُمَةٍ [۵۱]	قَصِيْدَةٌ قَالَهَا عَمْرُو بْنُ كُلْثُوْمِ
يَرْوُوْنَهَا اَبَدًا مُذْ كَانَ اَوَّلُهُمْ [۵۲]	يَا لِلرِّجَالِ لِشِعْرٍ غَيْرِ مَسْئُوْمِ

عمرو کے قصیدہ سے جوان مردی وشجاعت۔ جسارت وبیباکی ٹپکتی ہے۔ اپنی اور اپنے خاندان وقبیلہ کی دلیری وحملہ آوری کی تعریف الفاظ متین اور فقرات رنگین مین کرتا ہے غیرت ننگ وناموس وحمیت قومی وصولت جبلی شعر شعر مین کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ انہی اوصاف کی جاہلیت مین حد سے زیادہ قدر تھی۔ جو ہمارے نزدیک مذموم ہے وہ انکے نزدیک ممدوح تھا کیونکہ آج کل خودستائی کو عیب مین داخل کرتے ہین۔ یہ خودستائی ان کی کچھ ایسی بیجا ونامناسب بھی نہ تھی۔ کیونکہ اُسوقت کے لوگ محض الفاظ ولاف زن نہ تھے بلکہ فی الحقیقت جری وشجاع تھے۔ عمرو کا سن کل اکیسو پچاس برس کا تھا اور غالباً چھٹی صدی عیسوی کے آخر مین اسنے وفات پائی۔ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ۶۰۰ء مین مرا۔ عمرو کے قصیدہ سے قوت جسمانی کی شوکت اور ہمت وعالی حوصلگی کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ قصیدہ کا انداز اور قصائد سے مختلف ہے۔ گرمجوشی ونعرہ کے ساتھ قصیدہ کا آغاز ہوتا ہے مطلع ہی مین رندیت وخوش طبعی کی للکار سُنائی دیتی ہے [۵]

اَلَا هُبِّيْ بِصَحْنِكِ فَاصْبَحِيْنَا [۵۳]	وَلَا تُبْقِيْ خُمُوْرَ الْاَنْدَرِيْنَا
مُشَعْشَعَةً كَاَنَّ الْحُصَّ فِيْهَا [۵۴]	اِذَا مَا الْمَاءُ خَالَطَهَا سَخِيْنَا
تَجُوْرُ بِذِي اللُّبَانَةِ عَنْ هَوَاهُ [۵۵]	اِذَا مَا ذَاقَهَا حَتّٰى يَلِيْنَا
صَبَنْتِ الْكَاسَ عَنَّا اُمَّ عَمْرٍو [۵۶]	وَكَانَ الْكَاسُ مَجْرَاهَا الْيَمِيْنَا

۵۱ بنی تغلب کو ہر بزرگی اور بزرگی کے کام سے اس قصیدہ نے غافل کر دیا ہے جسے عمرو بن کلثوم نے کہا ہے ۱۲

۵۲ وہ ہمیشہ جب سے انکے بزرگ پیدا ہوئے ہین اُس قصیدہ کو روایت کرتے ہین ای لوگو! تعجب کرو ایسے شعر سے جس سے ابتک تھکے نہین ۱۲

۵۳ ای زنان ساقیہ! ہوشیار ہو۔ اور اپنے بڑے پیالہ مین ہمکو صبوحی پلا اور شراب اندرین کی کچھ باقی نہ رکھ ۱۲

۵۴ وہ شراب گرم پانی کے ملا جانیکے سبب مثل زعفران کے دکھائی دیتی ہو۔ انکی عادت تھی کہ ایام سرما مین گرم پانی سے شراب پیتے تھے ۱۲

۵۵ ایسی شراب پلا جو حاجتمند کو اُسکی حاجت سے روک دے۔ یہانتک کہ وہ اُسے چکھنے کے بعد اُسیکا ہو رہے اور سب کچھ بھول جائے ۱۲

۵۶ ای ام عمرو! تو نے دور جام شراب کو ہماری طرف سے پھیر دیا۔ اور جام کا دور تو دہنی طرف سے شروع ہوتا ہی جدہر ہم بیٹھے ہین ۱۲

پھر یکا یک اسی خرمی و قہقہے کے ساتھ درد جگر و زخم دل کی بھینی آواز کانون تک آتی ہے موت سایہ کی طرح پیچھے لگی ہے اور چین نہین لینے دیتی - اسباب ولوازمات عیش چندروزہ ہین زندگی کا کوئی ٹھکانا نہین ۔ دنیا و کل من علیہا فان ۔ فقط موت حتمی و یقینی ہے سہ

یہ اقامت ہمین پیغام سفر دیتی ہے زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے

انسان چاہے کہین کیون نہو قاصد اجل سے بچ نہین سکتا کیونکہ وہ مرنے ہی کے لیے پیدا ہوا ہے

۵۱ وَ اِنَّا سَوْفَ تُدْرِکُنَا الْمَنَایَا	مُقَدَّرَۃً لَنَا وَ مُقَدَّرِیْنَا

موت کے خیال کے ساتھ محبوبہ کے فراق کا خیال گدگدانے لگا ۔ دل عاشق کو قرار کہان ؟ جگر چھلنی ہو رہا ہے ۔ آنکھون سے اشک روان ہین - ذرا - دو باتین ہی ہو جائین تو غنیمت ہے ۔ سہ

۵۲ قِفِیْ قَبْلَ التَّفَرُّقِ یَا ظَعِیْنَا	نُخَبِّرْکِ الْیَقِیْنَ وَ تُخْبِرِیْنَا
۵۳ قِفِیْ نَسْأَلْکِ هَلْ اَحْدَثْتِ صُرْمًا	لِوَشْکِ الْبَیْنِ اَوْ خُنْتِ الْاَمِیْنَا

غم امروز و فکر فردا نے کھالیا ۔ غیب کی خبر نہین ۔ خدا جانے آگے کیسی بیتے گی سہ

۵۴ وَ اِنَّ غَدًا وَ اِنَّ الْیَوْمَ رَهْنٌ	وَ بَعْدَ غَدٍ بِمَا لَا تَعْلَمِیْنَا

اب تو آنکھون کے سامنے محبوبہ ہی محبوبہ ہے ۔ اسکے حسن و جمال و قد و قامت کی تعریف کیون نہو؟ اپنے جوش عشق مین شاعر اُسکا پورا حلیہ بتاتا ہے اور پھر اپنے اصلی مضمون کی طرف رجوع کرتا ہے - رنج و الم کو دل سے بھلا کر اپنے اور اپنے بزرگون کے ساکھے اور کارنامے یاد کرتا ہے ۔ پہلی حسرت و مایوسی جاتی رہی - اب دل جوش و ولولے سے بھرا ہے ہم میدان کارزار کے شیر ہین ۔ ہماری دہاڑ سے پہاڑ اور ٹیلے گونجتے ہین ۔ وادیون کے نشیب مین اور پربتون کی چوٹیون پر ہمارے جھنڈے لہراتے ہین ۔ ہم زبردستون کے

۵۱ موتین تحقیق ہمین آپکڑینگی کیونکہ وہ ہمارے لیے مقدر ہین اور ہم اُنکے لیے - غرض موت سے بچنا محال ہے ؏

۵۲ اے ہودج نشین محبوبہ! جدائی سے پہلے اپنی سواری ٹھیرا کہ ہم تجھے مفارقت کی یقینی بات کی خبر دین اور تو ہمین

۵۳ ذرا سواری ٹھیرا کہ ہم تجھ سے پوچھ لین کہ ہم سے یہ انقطاع تو نے زمان فراق کے قریب ہونیکے سبب کیا ہے یا کہ رازدار محبت کی خیانت کی ہے ؏

۵۴ کیونکہ آج اور کل اور پرسون اُس خبر کے ساتھ مرہون ہین جسے تو نہین جانتی ہے اور نہ مین جانتا ہون ؏

محافظ اور زبردستون کی سرکوبی کرنیوالے ہین - اپنے قبیلہ کی تعریف بھر ایسے پُر زور و عالیشان دار لفظون مین کبھی کسی شاعر نے نہین کی ہے

[1] وَاَنَّا المَانِعُوْنَ لِمَا اَرَدْنَا — وَاَنَّا النَّازِلُوْنَ بِحَیْثُ شِیْنَا
[2] وَاَنَّا التَّارِکُوْنَ اِذَا سَخِطْنَا — وَاَنَّا الْآخِذُوْنَ اِذَا رَضِیْنَا
[3] وَاَنَّا الْعَاصِمُوْنَ اِذَا اُطِعْنَا — وَاَنَّا الْعَازِمُوْنَ اِذَا عُصِیْنَا
[4] وَنَشْرَبُ اِنْ وَرَدْنَا الْمَاۤءَ صَفْوًا — وَیَشْرَبُ غَیْرُنَا کَدِرًا وَطِیْنَا
[5] مَلَاْنَا الْبَرَّ حَتّٰی ضَاقَ عَنَّا — وَنَحْنُ الْبَحْرَ نَمْلَاُہٗ سَفِیْنَا
[6] اِذَا بَلَغَ الْفِطَامَ لَنَا صَبِیٌّ — تَخِرُّ لَہُ الْجَبَابِرُ سَاجِدِیْنَا

اس قصیدہ سے ظاہر ہے کہ یہ لوگ بڑے جیوٹ کے تھے - کسی کی کچھ حقیقت نہین سمجھتے تھے ہجو ماو دیگرے نیست الکا مقولہ تھا - عمرو بن کلثوم کی ایک مشہور نظم ہے جسکے مطلع مین وہ کہتا ہے ؎

[7] مَعَاذَ الْاِلٰہِ اَنْ تَنُوْحَ نِسَاؤُنَا — عَلٰی ھَالِکٍ اَوْاَنْ نَضِجَّ مِنَ الْقَتْلِ

عنترہ بن معاویہ بن شداد العبسی - زمانہ جاہلیت مین یہ شاعر بڑا مُنہ زور اور کامل گذرا ہے عرب کے تین عجیب آدمیون مین سے عنترہ ایک تھا - باقی دو خُفاف بن نُدبہ اور سُلیک بن سُلکہ تھے - یہ شخص اپنے اشعار و کارنامون کے سبب سے مشہور ہے شمشیر زنی و تیر اندازی مین یکتا تھا - دوستون کی حمایت کو اپنے اوپر لازم جانتا اور دشمنون کے حق مین موت تھا اسکی مان زبیبہ ایک حبشن لونڈی تھی - اسی وجہ سے اسکا باپ اسے بیٹا کہنے سے شرماتا تھا

[1] اور ہم ہی ایسے ہین کہ جس چیز کو چاہین روک دین اور ہم ایسے ہین کہ جہان چاہین اُتر پڑین اور کوئی ہم سے مزاحم نہین ہوسکتا ۱۲

[2] اور جسکو ہم ناپسند کرتے ہین اُسکو چھوڑ دیتے ہین اور جسکو پسند کرتے ہین اُسے لے لیتے ہین ۱۲

[3] اور ہم اپنے فرمانبردارون کی حفاظت کرتے ہین اور اپنے نا فرمانون پر چڑہائی کرکے انہین ہلاک کرتے ہین ۱۲

[4] اور جب ہم کسی گھاٹ پر اُترتے ہین تو صاف پانی پیتے ہین اور اور لوگ گدلا پانی اور کیچڑ پیتے ہین ۱۲

[5] ہمنے خشکی کو بھر دیا یہانتک کہ اُس مین گنجایش نہین رہی - اور ہم دریا کو کشتیون سے پُر کردیتے ہین ۱۲

[6] جب ہمارا کوئی بچہ دودہ چھُڑانے کی عمر کو پہنچتا ہے تو زبردست لوگ اُسکے آگے سر جھکا کر زمین پر گرتے ہین ۱۲

[7] خدا کی پناہ اس بات سے کہ ہمارے کسی مردہ پر ہماری عورتین ماتم کرین یا ہم گشت وخون سے چیخین اور گھبراوین ۱۲

ایک دفعہ چند قبائل عرب نے بنی عبس پر حملہ کیا اور اُنہیں سے بہتون کو مارا اور اُن کے اونٹ لوٹ لے گئے عبسیون نے اپنے غارتگرون کا تعاقب کیا اور راہ مین اُنہین جا پکڑا عنترہ اور اسکا باپ بھی وہان عبسیون کے ساتھ تھے۔ قتل وقتال کے ہنگامہ مین باپ نے اس سے کہا "اے عنترہ! خوب لڑ" عنترہ نے جواب دیا کہ غلام کو لڑائی بھڑائی سے کیا کام مین تو غلام ہون اور مویشی چرانا اور دودہ دوہنا جانتا ہون۔ باپ نے کہا اب سے تو غلام نہین بلکہ حُرّ یعنے آزاد ہے۔ یہ سُنکر عنترہ نے ایسی شجاعت دکھائی کہ عبسی دنگ اور غارتگر حیران وپریشان ہوگئے۔ جب عبسی اپنا مال دشمنون سے چھینکر واپس لوٹے تو باپ نے اسے اپنے سارے اندوختہ کا وارث بنادیا۔ دلیر وشجاع ہونے کے علاوہ یہ فطین وذکی تھا اسکے اشعار تنافر الفاظ وخشونت معانی سے پاک ہین یہ شخص نہایت خوش اخلاق وبردبار تھا۔ تحمل وراست گفتاری اسکی سرشت مین تھی۔ کسی نے ایک دفعہ اسے کنیزک زادہ اور سیاہ فام کہا۔ اُس نے معقول جواب دیکر اُسے خاموش کردیا۔ عمرو بن معدیکرب عنترہ کے نام سے کانپتا تھا۔ وہ ایک موقع پر اپنی تعریف مین کہتا ہے ؎

اِنَّ لِیْ ہِمَّۃً اَشَدَّ مِنَ الصَّخرِ	وَاَقوٰی مِنْ رَاسِیاتِ الجِبالِ
وَحُسَامًا اِذَا ضَرَبْتُ بِہِ الدَّھرَ	تَخَلَّتْ عَنْہُ القُرُونُ الخَوالِی
وَاِذَا قَامَ سُوْقُ الحَربِ العَوالِی	وَتَلَظّٰی بِالمُرْھِفَاتِ الصِّقالِ
کُنْتُ دَلَّالَھَا وَکَانَ سِنَانِی	تَاجِرًا اِشْتَرِی النُّفُوسَ الغَوالِی
یَا سِبَاعَ الفَلا اِذَا اشْتَعَلَ الحَربُ	اِتبعِینِی مِنَ القِفارِ الخَوالِی
اِتبعِینِی تَرَیٰ دِمَاءَ الاَعادِی	سَائِلاتٍ بَیْنَ الرُّبٰی وَالرِّمَالِ

یہ شخص واقعی بڑا بہادر اور مرد میدان تھا۔ درندون کا مقابلہ اکیلا کرتا تھا۔ اس نے نوّے برس کی عمر مین ۶۱۵ء مین وفات پائی۔ جنگ داحس مین اسنے بڑی شہرت پائی۔ یہ لڑائی بھی حرب البسوس کی طرح چالیس برس تک رہی۔ عبس وذبیان کے قبیلونکو اس سے سخت نقصان پہونچا اور بہتیرے جان سے مارے گئے۔ اصل قصہ یہ ہے کہ قیس بن زہیر کے پاس جو عبسیون کا سردار تھا ایک گھوڑا تھا جو اپنی تیز رفتاری کے

سب سے مشہور تھا۔ اسکا نام داحس تھا۔ اُدھر حذیفہ بن بدر کے پاس جو ذُبیانیون کا سردار تھا ایک گھوڑی تھی جسکا نام غبراء تھا۔ یہ بھی نہایت تیز رو تھی۔ فریقین ان دونون کو گھڑ دوڑ مین لائے۔ اور یہ شرط ٹھیری کہ جو اول آئے اور بازی جیتے اُس کے مالک کو سو شتر دیے جائین چنانچہ دونون دوڑائے گئے۔ جب ذُبیانیون نے دیکھا کہ انکی گھوڑی غبرا پیچھے رہ گئی اور داحس آگے نکل گیا تو چند ذُبیانی جو دوسری طرف ایک جھاڑی کی آڑ مین چھپے تھے نکلے اور داحس کو اصل راہ سے دوسرے رخ کو موڑ دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ غبرا پہلے نشان پر پہونچی۔ قیس بن زہیر کو اس بے ایمانی کی خبر ہو گئی۔ لہذا اس نے بازی جیتنے کا دعوی کیا۔ اور ذُبیانیون سے حسب عہد سو شتر مانگے۔ انہون نے دینے سے انکار کیا۔ اسپر قیس نے حُذیفہ اور اُسکے بھائی حمل کو قتل کر دیا۔ اور دو شعر کہے ؎

شَفَیْتُ النَّفْسَ مِنْ حَمَلِ بْنِ بَدْرٍ	وَسَیْفِی مِنْ حُذَیْفَۃَ قَدْ شَفَانِی

مین نے اپنے جی کو حمل بن بدر کے قتل سے شفا دی۔ اور میری تلوار نے مجھے اُسکے بھائی حذیفہ سے شفا دی یعنے مین نے انہین قتل کر ڈالا ؎

فَاِنْ اَکُ قَدْ بَرَدْتُ بِھِمْ غَلِیْلِی	فَلَمْ اَقْطَعْ بِھِمْ اِلَّا بَنَانِی

سو اگرچہ مین نے انہین مار کر اپنے جوش غضب کو ٹھنڈا کیا۔ تو بھی اُنکے قتل سے سوا اپنی اُنگلیون کے اور کچھ نہ کاٹا۔ کیونکہ یہ رشتہ دار تھے۔ جب حذیفہ کے سوارون کو اس امر کی خبر ملی تو اُنہون نے قیس کے بھائی مالک کو قصاص مین مار ڈالا۔ یون عبس و ذبیان کے درمیان آتش جنگ مشتعل ہوئی اور چالیس برس تک قتل و قتال کا بازار گرم رہا۔ آخر الامر دو ذُبیانی سردارون حارث بن عوف اور ہرم بن سنان نے بڑی کوشش و سعی سے ان دونون قبیلون مین صلح کروائی۔ زُہیر بن ابی سُلمی کا قصیدہ اسی صلح پر مبنی ہے۔ زمانۂ جاہلیت مین یہ گھڑ دوڑ بہت ہی مشہور ہوئی ہے کیونکہ اسکے سبب سے ایک مدت تک خونریزی رہی۔ اسکے متعلق ایک عبسی شاعر شبر بن ابی بن حمام یہ کہتا ہے ؎

اِنَّ الرِّبَاطَ النُّکْدَ مِنْ آلِ دَاحِسٍ	اَبَیْنَ فَمَا یُفْلِحْنَ یَوْمَ رِھَانِ

نسل داحس کے منحوس گھوڑون نے گھڑ دوڑ مین کامیابی سے انکار کیا اور کچھ فائدہ حاصل نہ کیا

جَلَبْنَ بِإِذْنِ اللهِ مَقْتَلَ مَالِكٍ	وَطَرَّحْنَ قَيْسًا مِنْ وَرَاءِ عُمَانِ

حکم خدا سے وہ مالک بن زہیر کے قتل کا سبب ہوئے اور قیس بن زہیر کو شہر عمان سے پرے جلاوطن کرکے پھینکا۔

يُلَطِّمْنَ عَلَى ذَاتِ الْإِصَادِ وَجَمْعُكُمْ	يَرَوْنَ الْأَذَى مِنْ ذِلَّةٍ وَهَوَانِ

اُن گھوڑون کے مُنہ پر بمقام ذات الاصاد جہان گھڑ دوڑ ہوئی کنکر پتھر مارے گئے تاکہ وہ آگے نہ بڑہنے پائین اور تمہاری باعث ذلت وخواری کے ساتھ اپنی اس تکلیف کو دیکھتی رہی شاعر خونریزی وقتال کے سبب جل کر یہ ہجو کہہ رہا ہے۔

سَيُمْنَعُ مِنْكَ السَّبْقُ إِنْ كُنْتَ سَابِقًا	وَتُقْتَلُ إِنْ زَلَّتْ بِكَ الْقَدَمَانِ

اے مخاطب بنی زہیر۔ اگر تو آگے بڑہنے والا بھی ہوگا تو آگے بڑہنا تجھ سے روکا جائے گا اور اگر تو نے کچھ چین چپڑ کی تو جان سے مارا جائیگا۔ داحس کا نام اس گھڑ دوڑ کے بعد نحوست مین ضرب المثل ہوگیا۔ چنانچہ ایک شاعر عبسی بنی کوز کو خطاب کرکے کہتا ہے۔ ہ

وَلَا تَكُونُنْ كَمَنْ أَوْدَى بِدَاحِسٍ لَكُمْ	فِي غَطَفَانَ غَدَاةَ الشِّعْبِ عُرْقُوبُ

تمہارے لیے تمہارے گھوڑے عرقوب کی رفتار ایسی منحوس نہو جیسے داحس کی دوڑ غطفان کے لیے ہوئی جب اُنہون نے شعب مین صبح کی۔ قیس کے بھائی مالک بن زہیر العبسی کے قتل پر ربیع بن زیاد نے ایک بڑا دردناک مرثیہ کہا ہے جسکے پہلے تین شعر یہان نقل کیے جاتے ہین ہ

إِنِّي أَرِقْتُ فَلَمْ أُغَمِّضْ حَارِ	مِنْ سَيِّئِ النَّبَإِ الْجَلِيلِ السَّارِي

اے حارث! مین ساری رات بیدار رہا اور پلک سے پلک نہ ملائی بہ سبب ایک بُری اور عظیم خبر کے جو تمام پھیلنے والی ہے۔

مِنْ مِثْلِهِ تُمْسِي النِّسَاءُ حَوَاسِرًا	وَتَقُومُ مُعْوِلَةً مَعَ الْأَسْحَارِ

ایسی ہی خبر سے عورتین سر درو برہنہ ہوجاتی ہین۔ اور صبح ہوتے ہی ماتم ونوحہ کو کھڑی ہوجاتی ہین

أَفَبَعْدَ مَقْتَلِ مَالِكِ بْنِ زُهَيْرٍ	تَرْجُو النِّسَاءُ عَوَاقِبَ الْأَطْهَارِ

کیا مالک بن زہیر کے قتل کے بعد عورتین ایام طہارت کے بعد مباشرت کی امید رکہتی ہین۔
عنترہ اپنے قصیدہ کو شعراء جاہلیت کے حسب عادت تشبیب سے شروع کرتا ہے عبلہ کے

فراق کا ذکر بڑے سوز کے ساتھ ہوتا ہے۔ ناقہ کی خوش رفتاری کا بیان اور اپنی سخاوت وشجاعت کی تعریف فصیح و بلیغ لفظون مین کرتا ہے۔ بادہ نوشی مین اپنے کو یکتا بتاتا ہی ۵

وَلَقَدْ شَرِبْتُ مِنَ الْمُدَامَةِ بَعْدَمَا | رَكَدَ الْهَوَاجِرُ بِالْمَشُوفِ الْمُعْلَمِ

اور تحقیق مین نے دوپہر کے ڈھلنے کے بعد چمکتی اور مسکوک اشرفی خرچ کرکے شراب پی ہے۔

بِزُجَاجَةٍ صَفْرَاءَ ذَاتِ أَسِرَّةٍ | قُرِنَتْ بِأَزْهَرَ فِي الشِّمَالِ مُفَدَّمِ

مین نے شراب پی شیشۂ سبز رنگ کی دھاری دار پیالی مین جو سفید وصافی دار چھاگل کے نزدیک تھی۔ یعنے جب چاہتا چھاگل سے شراب ڈھال لیتا۔

فَإِذَا شَرِبْتُ فَإِنَّنِي مُسْتَهْلِكٌ | مَالِي وَعِرْضِي وَافِرٌ لَمْ يُكْلَمِ

جب مین بادہ نوشی کرتا ہون اپنے مال کو بالکل لٹا دیتا ہون۔ مگر آبرو میری نے ضرر و زیان بڑھتی ہے۔

وَإِذَا صَحَوْتُ فَمَا أُقَصِّرُ عَنْ نَدًى | وَكَمَا عَلِمْتِ شَمَائِلِي وَتَكَرُّمِي

اور جب ہوش مین آجاتا ہون اس وقت بھی سخاوت مین کمی نہین کرتا اور میرے خصائل اور کرم جیسا تو جانتی ہے برابر یکسان رہتے ہین۔ اپنی دلیری وشجاعت کا بیان مستانہ طور پر نہایت بلاغت کے ساتھ کرتا ہے۔ ۵

وَمُدَجَّجٍ كَرِهَ الْكُمَاةُ نِزَالَهُ | لَا مُمْعِنٍ هَرَبًا وَلَا مُسْتَسْلِمِ

اور بہت سے آدمی ستر بالسلاح جنکی چھیڑ چھاڑ اور لڑائی سے بہادر کنارہ کشی کرتے اور جو نہ بھاگنے والے نہ اپنے سر جھکانے والے تھے۔

جَادَتْ لَهُ كَفِّي بِعَاجِلِ طَعْنَةٍ | بِمُثَقَّفٍ صَدْقِ الْكُعُوبِ مُقَوَّمِ

جنکو میرے ہاتھ نے شتاب کے ساتھ سیدھے اور گٹھیلے پورون کے نیزے سے ایک زخم عطا کیا۔

فَشَكَكْتُ بِالرُّمْحِ الْأَصَمِّ ثِيَابَهُ | لَيْسَ الْكَرِيمُ عَلَى الْقَنَا بِمُحَرَّمِ

سو مینے اُسے معہ ہتھیار مضبوط نیزے سے چھید ڈالا۔ نیزون کے لیے مرد کریم حرام نہین ہے۔

فَتَرَكْتُهُ جَزَرَ السِّبَاعِ يَنُشْنَهُ | يَقْضَمْنَ حُسْنَ بَنَانِهِ وَالْمِعْصَمِ

پھر مین نے اُسے ایسے حال مین چھوڑا کہ وہ درندون کی خوراک تھا جو اُسے جھنجھوڑتے

اور اپنے اگلے دانتون سے اسکی نازک انگلیان اور کلائی کھاتے تھے۔
ایک دفعہ اسکی قوم نے بنی ہجیم پر دھاوا کیا۔ عنترہ نے انکے ایک رئیس کو جو بڑا طاقتور اور شدید البأس تھا ایک تیر مارا۔ مگر یہ پتا نہ لگا کہ وہ مرا بھی یا نہین۔ اس موقعہ پر عنترہ نے یہ شعر کہے ؎

تَرَكْتُ بَنِي الهُجَيْمِ لَهُمْ دُوَارٌ	إِذَا تَمْضِي جَمَاعَتُهُمْ تَعُودُ

مین نے بنی الہجیم کو ایسے حال مین چھوڑا کہ گویا وہ دوار بت کے گرد گھومتے تھے۔ اور انکی جماعت گذرتی اور پھر لوٹ کر آتی تھی۔

تَرَكْتُ جُرَيَّةَ العَمْرِيَّ فِيهِ	شَدِيدُ العَيْرِ مُعْتَدِلٌ سَدِيدُ

اور مین نے عمری جریّہ کو جو انکا رئیس تھا ایسے حال مین چھوڑا کہ اسمین تیر سخت پیکان سیدھا اور مضبوط گڑا ہوا تھا۔

فَإِنْ يَبْرَأْ فَلَمْ أَنْفِثْ عَلَيْهِ	وَإِنْ يُفْقَدْ فَحُقَّ لَهُ الفُقُودُ

پس اگر جریّہ اچھا ہو جائے تو مین نے اپنے تیر پر پھونکا نہ تھا یعنی جادو نہین کیا تھا۔ اور اگر مر گیا تو وہ اسی لایق ہے کہ مرے۔

وَمَا يَدْرِي جُرَيَّةُ أَنَّ نَبْلِي	يَكُونُ جَفِيرُهَا البَطَلُ النَّجِيدُ

اور جریّہ کو یہ خبر ہی نہین کہ میرے تیر کا ترکش بہادر و توانا مرد ہوا کرتا ہے۔
عنترہ کملاے عرب مین سے ہے۔ فتوت و مروّت۔ سخاوت و شجاعت۔ جوانمردی و شہسواری فصاحت و بلاغت ہر ایک مین یگانۂ روزگار تھا۔ خوف و ہراس سے بالکل ناآشنا اور جنگ مین آگے بڑھکر لڑنے والا تھا۔ شدائد و مصائب کے وقت مین اسکی قوم اس سے فریاد رسی کی متوقع ہوتی اور لڑائی بھڑائی مین اسی کا نام ہر ایک کی زبان پر ہوتا تھا۔ جاہلیت کے خیال کے مطابق یہ جامع صفات حمیدہ تھا۔ اسطرح کے آدمی کی وہ دل سے تعظیم کرتے اور اسکی عادات و اخلاق کو نمونہ سمجھتے تھے۔ شنفری۔ اور تأبط شرًّا اور عنترہ ان کی دانست مین ہر طرح سے قابل تعریف ہین۔ درندون کا مقابلہ کرتے وقت بھی وہی بیباکی و شجاعت عنترہ مین دکھائی دیتی ہے جو جنگ

مین آدمیون کا مقابلہ کرتے وقت دکھائی دیتی ہے - ابن اسمعیل یہ قصہ بیان کرتا ہے کہ ایک روز عنترہ اپنے باپ کے مویشی چرانے گیا - جنگل مین سے ایک شیر نے نکلکر مویشیونکو دق کرنا شروع کیا - عنترہ نے جھٹ اپنی تلوار زمین پر پھینک اُس شیر پر حملہ کیا اور اُس سے لپٹ کر اُسے پھاڑ دیا اور یہ شعر پڑہتا رہا - ؎

يَا أَيُّهَا ٱلسَّبُعُ ٱلْهَجُومُ عَلَى ٱلرَّدَى	هَا قَدْ لَقِيتَ مُعَنَّهًا منهوبا
أَتُرِيدُ أَمْوَالِي تَكُونُ مُبَاحَةً	هَا قَدْ تَرَكْتُكَ بِالدِّمَا مخضوبا
شَرَّدْتَ أَغْنَامِي وَلَمْ تَكُ عَالِمًا	إِنِّي هِزَبْرٌ لَا أَزَالُ مَهِيبًا
هٰذِي فِعَالِي فِيكَ يَا كَلْبَ ٱلْفَلَا	هَلَّا شَهِدْتَ مَوَاقِعًا وَحُرُوبَا
لَوْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا ٱلْتَقِي	مِنِّي وَتَضْحَى لِلْحِمَامِ شَرُوبَا
لَمْ تَأْتِ نَحْوِي تَبْتَغِي صَيْدًا فَقَدْ	وَافَاكَ حَتْفُكَ عَاجِلًا مَصْبُوبَا

حارث بن حِلِّزہ یشکری دبکری - اس قصیدہ کا قصہ ابن الکلبی نے یون بیان کیا ہے کہ عمرو بن ہند شاہِ حیرہ نے بنی بکر و بنی تغلب مین صلح کرادی تھی جو ایک عرصہ تک رہی - بعدازان بادشاہ نے ایک قافلہ بنی تغلب کا کوہ طی کیطرف کسی غرض سے روانہ کیا وہ قافلہ ایک مقام مین جو بنی بکر کی حد مین تھا جا اُترا اُنہین وہان پانی کی ایسی تکلیف ہوئی کہ اُن مین سے کئی پیاسے مر گئے - جو باقی بچے اُنہون نے جاکر اپنے قبیلہ والون سے یہ گلہ کیا کہ بنی بکر نے ہمین اپنی حد سے نکال دیا - اس سبب سے ہم مین سے کئی مارے پیاس کے تڑپ تڑپ کر مر گئے - بنی تغلب نے جو کچھ سُنا اُسے رَتّی رَتّی جاکر بادشاہ کو بتایا بادشاہ اس ظلم و عہد شکنی کے ماجرے کو سُنکر متاسف ہوا اور بنی بکر سے بازپرس کی - اُنہون نے کہا کہ یہ جھوٹا اتہام ہے - جو ہمارے سر تھوپا جاتا ہے - کیونکہ ہم نے انہین پانی بھی دیا اور راہ بھی بتائی - غالباً یہ راہ بھول گئے اور اپنی غلطی کے لیے ہمین قصوروار ٹھیراتے ہین - بعدازان حارث نے اپنا قصیدہ بداہتہً پڑھا - قصیدہ پڑھتے وقت کمان پر تکیہ کئے ہوئے تھا - جوشِ غضب مین کچھ خیال نہ رہا - کمان کی نوک اُسکے کفِ دست کو چیر کر وار پار ہو گئی - یہ شاعر کوڑھی تھا - اس لیے بادشاہ نے اپنے سامنے ایک پردہ ڈلوا لیا تھا

لیکن جب اُسنے فے البدیہہ یہ شعر کہنے شروع کیے تو وہ بادشاہ کو اسقدر بھلے معلوم ہوئے
کہ وہ اُسے اپنے قریب بلاتا گیا یہانتک کہ پردہ اُٹھا کر اُسے خاص اپنے تخت پر اپنے ساتھ بٹھا لیا
حارث اپنے قصیدہ کو عرب کے دستور کے موافق تشبیب سے شروع کرتا ہے۔ یہ ڈھنگ عام ہو گیا تھا
اسماء اُسکی محبوبہ کا نام تھا۔ مطلع کے پہلے ہی مصرعہ مین اعلان مفارقت ہے۔ ع آذنتنا ببینها اسماء [51]
اور جو بیقراری اور آہ وزاری عاشق کا حصہ ہے اُس کا بیان اس طرح کرتا ہے ؎

لا اری من عهدت فیها فابکی [52]	الیوم دلها و ما یحیر البکاء

آگے جا کر وہ اُن احسانات کی طرف اشارہ کرتا ہے جو اسکی قوم نے بادشاہ کے ساتھ کیے تھے
اور بنی تغلب اور اُنکے سردار عمرو بن کلثوم پر چوٹین اور تعریضین کی ہین۔ جب حارث اس
قصیدہ کو سُنا چکا تو بادشاہ نے بنی بکر کو سارے الزامات سے بری کر دیا اور بنی تغلب سے اُنکی
جھوٹ و فریب کے سبب سخت متنفر ہوا اور اس بات کے درپے ہوا کہ کسی طرح انہین ذلیل و رُسوا
کرے۔ چنانچہ موقع پا کر عمرو بن کلثوم کی مان سے خادمانہ کام لینا چاہا۔ اس نازیبا حرکت
کا جو انجام ہوا اُسکا ذکر عمرو بن کلثوم کے بیان مین ہو چکا۔ حارث کے اس قصیدہ کی تعریف
جہانتک کرین تھوڑی ہے۔ فے البدیہہ ایسا بلیغ و پُر معنی قصیدہ کہنا نہایت دشوار ہے
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جاہلیت کے شعراء کلام مین کیسی قدرت رکھتے تھے۔ اُنکی فصاحت
کی پھولجھڑی قیامت تک اپنا جلوہ دکھاتی رہے گی ؎

لے گئے الفاظ اپنے سنگ اُستادانِ فن	ڈھونڈھتے ہین پر تخلص بھی نیا ملتا نہین

حارث نے بھی سن رسیدہ ہو کر چھٹی صدی عیسوی کے آخر مین وفات پائی۔
مذکورہ بالا شعراء کے قصائد کے علاوہ ان مین سے اکثر کے دیوان بھی آجتک موجود ہین۔
امرء القیس۔ طرفہ۔ زُہیر۔ اور عنترہ کے دیوان بہت مشہور ہین ان دواوین مین اُنکے سارے
اشعار جو اُنہون نے مختلف مواقع پر کہے جمع کیے گئے ہین۔ عام طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ جو مضامین
قصائد مین ہین وہی ان اشعار مین بھی ہین۔

[51] اسماء نے ہمین اپنی جدائی کی خبر سنائی ۱۲
[52] جس محبوبہ سے مین مقامات مذکورہ مین ملا تھا اُسے وہان نہین دیکھتا۔ اسلیے بجز نالہ دہان روتا ہون مگر نالہ وزاری کسکو لوٹا لا سکی ۱۲

زمانہ جاہلیت مین تین شاعر اور بھی گذرے ہین جو اپنی مخصوص کے سبب سے شہرۂ آفاق ہین اور عرب کے نزدیک امرؤ القیس سے کسیطرح کم نہین

اوّل۔ نابغۂ ذُبیانی۔ زیاد بن معاویہ اسکا نام اور ابو اُمامہ اسکی کنیت تھی۔ ابو عبیدہ اسکے بارہ مین کہتا ہے "هُوَ مِنَ الطَّبَقَةِ الْأُوْلَى الْمُقَدَّمِيْنَ عَلَى سَائِرِ الشُّعَرَاءِ" کثرت شعرگوئی کی وجہ سے اسکا لقب نابغہ پڑگیا۔ شعروسخن مین یہ مانا ہوا اُستاد تھا۔ سوق عکاظ مین اس کے واسطے چمڑے کا خیمہ منصوب کیا جاتا تھا جس مین عرب کے شعراء جمع ہوتے تھے۔ اسکی عمر کا بڑا حصہ شاہون کے درباروں مین بسر ہوا۔ نعمان بن منذر ابوقابوس۔ شاہ حیرہ۔ اسکا مربّی تھا اُسکے درباریون مین یہ سب سے زیادہ معزز و محترم سمجھا جاتا تھا۔ مدت مدید تک وہان بڑے چین و آرام سے رہا۔ ایک دفعہ بادشاہ نے اُسسے اپنی زوجہ ملکہ مُتَجَرّدہ کے حسن کی تعریف مین ایک قصیدہ لکھنے کو کہا۔ اس نے اشعار مین شاہزادی کے خط و خال ایسی خوبصورتی اور صحت سے بیان کیے جس سے بادشاہ کے دل مین آشنائی کا شبہہ پیدا ہوا۔ چغلخورون اور غمّازون نے بادشاہ کا رُخ پلٹا دیکھکر اس موقعہ کو غنیمت جانا اور اُسپر یہ اتہام بھی رکھا کہ اس نے اسکی ہجو بھی کہی ہے۔ بادشاہ یہ سُنکر بہت ناراض ہوا اور نابغہ کو دھمکایا۔ جب اُسنے دیکھا کہ یہان جان کی خیر نہین تو وہان سے بھاگا اور عمرو بن حارث غسّانی کے پاس پناہ لی اور وہان سے ایک قصیدہ لکھکر نعمان کے پاس بھیجا جس مین وہ بڑی بلاغت کے ساتھ اپنے کو بےادبی و گستاخی سے بری ثابت کرتا ہے۔ اور بادشاہ سے انصاف و رحم کا خواہان ہوتا ہے

قصیدہ کا مطلع یہ ہے ؎

یا دارَ مَیَّةَ بِالْعَلْیَاءِ فَالسَّنَدِ	أَقْوَتْ وَطَالَ عَلَيْهَا سَالِفُ الْأَبَدِ

نعمان کی تعریف مین کہتا ہے ؎

فَتِلْكَ تُبْلِغُنِي النُّعْمَانَ إِنَّ لَهُ	فَضْلاً عَلَى النَّاسِ فِي الْأَدْنَى وَفِي الْبُعُدِ
فَلَا أَرَى فَاعِلاً فِي النَّاسِ يُشْبِهُهُ	وَمَا أُحَاشِي مِنَ الْأَقْوَامِ مِنْ أَحَدِ

اور اپنی برّیت مین کہتا ہے۔

مَا إِنْ أَتَيْتُ بِشَيْءٍ أَنْتَ تَكْرَهُهُ	إِذاً فَلَا رَفَعَتْ سَوْطِي إِلَيَّ يَدِي

إِذَا فَعَاقَبَنِي رَبِّي مُعَاقَبَةً	قَرَّتْ بِهَا عَيْنُ مَنْ يَأْتِيكَ بِالْحَسَدِ
هٰذَا لِأَبْرَأَ مِنْ قَوْلٍ قُذِفْتُ بِهِ	طَارَتْ نَوَافِذُهُ حَرًّا عَلَى كَبِدِي

بادشاہ کو اس قصیدہ سے اپنے قدیم غمخوار ندیم پر رحم آیا۔ حسن اتفاق سے بادشاہ کو یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ ملکہ متجردہ کا آشنا نابغہ نہین بلکہ منخل یشکری ہے۔ لہذا اسکے دل کے سارے شکوک رفع ہو گئے۔ اور ان کا خیال جاتا رہا۔ نابغہ یہ سنتے ہی پھر حیرہ کو واپس آیا اور کچھ عرصہ تک نعمان کے ساتھ رہکر اپنے وطن کو چلا گیا اور نہایت مسن ہو کر ۶۰۴ء مین جان بحق ہوا۔ اسی سال اسکا محسن نعمان بن منذر کسری بن ہرمز پرویز کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اور خاندان لخمی حکومت حیرہ سے منقطع ہو گیا۔ عمرو بن الحارث الاصغر غسانی کی تعریف مین بھی اس نے ایک قصیدہ کہا جسکا مطلع یہ ہے ؎

وَثِقْتُ لَهُ بِالنَّصْرِ إِذْ قِيلَ قَدْ غَزَتْ	كَتَائِبُ مِنْ غَسَّانَ غَيْرُ أَشَائِبِ

شاہان غسّان ہی کی تعریف مین اُس نے یہ بے نظیر شعر کہے ہین ؎

وَلَا عَيْبَ فِيهِمْ غَيْرَ أَنَّ سُيُوفَهُمْ	بِهِنَّ فُلُولٌ مِنْ قِرَاعِ الْكَتَائِبِ
بِضَرْبٍ يُزِيلُ الْهَامَ عَنْ سَكَنَاتِهِ	وَطَعْنٍ كَإِيزَاغِ الْمَخَاضِ الضَّوَارِبِ
لَهُمْ شِيمَةٌ لَمْ يُعْطِهَا اللهُ غَيْرَهُمْ	مِنَ الْجُودِ وَالْأَحْلَامُ غَيْرُ عَوَازِبِ
مَحَلَّتُهُمْ ذَاتُ الْإِلٰهِ وَدِينُهُمْ	قَوِيمٌ فَمَا يَرْجُونَ غَيْرَ الْعَوَاقِبِ

بعض روایات کے مطابق نابغہ عیسائی تھا۔ مگر یہ امر مشکوک ہے کہ اسکا اصل دین کیا تھا۔ اسمین کلام نہین کہ حیرہ وغسّان کے مسیحی علماء کا بہت بڑا اثر اس پر ہوا۔ اسکے اشعار نہایت دقیق ہین اور عجیب طرح کی سنجیدگی اُن مین پائی جاتی ہے۔ اخلاق کی اصلاح ودرستی کو یہ لازم جانتا اور خوف خدا مین زندگی تمام کرنے کو افضل سمجھتا تھا۔ یہ بڑا فیاض اور صادق القول تھا۔ اسکے قصائد مدحیہ مین خُبثی وخوش طبعی۔ رنگینی وصداقت بیانی۔ فصاحت وبلاغت بھری ہین۔ اسکے دیوان مین اسکے سارے قصائد جمع کیے گئے ہین۔

دوم۔ اَعشیٰ۔ میمون بن قیس بن جندل اسکا نام اور ابو بصیر اسکی کنیت تھی یہ شاعر یمامہ مین پیدا ہوا تھا۔ اور شعر گوئی مین کامل تھا۔ ابو الفرج اصفہانی کتاب الاغانی

مین کہتا ہے۔ "هُوَ اَحَدُ الْاَعْلَامِ مِنْ شُعَرَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ وَفُحُوْلِهِمْ وَتَقَدَّمَ عَلٰی سَائِرِهِمْ۔ وَكَانَ قَوْمٌ يُقَدِّمُوْنَ الْاَعْشٰی عَلٰی سَائِرِ الشُّعَرَاءِ" مدح و ہجو اور شعر وسخن کے سارے فنون مین کمال تصرف و دسترس رکھتا تھا۔ اس نے شاعری کو معاش پیدا کرنے کا ایک ذریعہ بنالیا تھا۔ اپنے اشعار لیکر دور دور کی سیر کرتا اور دولتمندون اور توانگرون کی مدح کرکے اُن سے بہت انعام حاصل کرتا تھا۔ یہ اپنے اشعار گاکر پڑہتا تھا اسی سبب سے عوام مین صَنَّاجَۃ العرب کے نام سے مشہور تھا۔ عرب کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جہان یہ شاعر نغز گفتار اور مطرب خوشنوا گیا نہو۔ ہجوگوئی مین ایسا ماہر تھا کہ اکثر اسکی ہجو کے خوف سے اغنیاء اسکے محسن و منعم بن جاتے تھے۔ حیرہ اور نجران کے عیسائیون کے ساتھ اسکا دوستانہ ارتباط تھا۔ غالباً اُنہی کی صحبت مین اس نے قیامت اور عقبیٰ کی باتین سیکھین۔ اس نے اپنے اشعار مین ہر طرح کی مے کی تعریف کی ہے۔ یہ اپنی حبشن لونڈی ہُریرہ پر عاشق تھا اور اسکی تعریف مین بہت سے شعر کہے ہین۔ اس لونڈی کی آواز بڑی میٹھی اور سُریلی تھی اور وہ اکثر اپنے آقا کا دل اپنی خوش الحانی سے شاد کرتی تھی جب یہ سُوق عکاظ کو جاتا تو ایک غریب آدمی مُحلّق کے ہان ٹھیرتا۔ اُس کے پاس آٹھ بیٹیان تھین۔ اَعشیٰ نے ہر سال اُسکی مہمان نوازی کی ایسی تعریف اشعار مین کی کہ رفتہ رفتہ ایک ایک کرکے اُسکی آٹھون بیٹیون کی شادی اچھے خوشحال آدمیون کے ساتھ ہوگئی۔ ایک دفعہ اس نے ایک مشہور شخص اسود العنسی کی مدح مین ایک نہایت بلیغ قصیدہ کہا۔ اُس نے خوش ہوکر اِسے بہت کچھ انعام مین دیا۔ لوٹتے وقت اسے بنی عامر کی حد سے گذرنا پڑا۔ اسے یہ خیال ہوا کہ شاید بنی عامر مجھے لوٹ لین۔ لہذا ایک سردار علقمہ بن عُلاثہ سے جاکر پناہ مانگی۔ اس نے کہا کہ مین نے تجھے انس وجن سے پناہ دی۔ اس جواب سے اعشیٰ کی تشفی نہوئی۔ چنانچہ وہ ایک دوسرے سردار عامر بن الطفیل سے پناہ کا خواہان ہوا۔ عامر بن الطفیل نے کہا کہ مین نے تجھے انس وجن اور موت سے پناہ دی۔ اعشیٰ نے پوچھا کہ تو نے مجھے موت سے کیونکر پناہ دی۔ اُسنے جواب دیا کہ اگر میری پناہ مین مرجائے تو مین تیرے قبیلہ کو تیرا خونبہا دے دونگا۔ اسنے ایک قصیدہ

حضرت محمد صلعم کی مدح مین لکھا اور اُسے لیکر حضرت صلعم کی طرف چلا۔ مگر ابوسُفیان نے سو اونٹ دیکر اُسے اُسکے وطن کی طرف اُلٹا لوٹا دیا۔ سنہ ۶۲۹ع مین اسنے وفات پائی۔ اور منفوحہ مین دفن کیا گیا۔ ایک سیاح کا قول ہے کہ مینے میخوارون کو اسکی قبر پر شراب ڈھالتے دیکھا ہے

سوم عَلْقَمَہ بن عَبْدَہ۔ یہ بنی تمیم مین سے تھا اور لوگ اِسے اَلْفَحْل بلاتے تھے۔ اُس نے غَسّان کے شاہزادہ الحارث بن جبلہ کی تعریف مین ایک قصیدہ کہا جس مین اپنی قوم بنی تمیم کے اسیرون کے واسطے یہ عرض بادشاہ کے آگے پیش کی کہ وہ رہا کر دیے جائین

قصیدہ کا مطلع یہ ہے ؎

اِلَی الْحَارِثِ الْوَهَّابِ اَعْمَلْتُ نَاقَتِیْ	لِکَلْکَلِهَا وَالْقُصْرَیَیْنِ وَجِیْبُ

حارث کی مدح مین یہ شعر کہے ہین ؎

وَاَنْتَ الَّذِیْ آثَارُهٗ فِیْ عَدُوِّهٖ	مِنَ الْبُؤْسِ وَالنُّعْمٰی لَهُنَّ نُدُوْبُ
وَفِیْ کُلِّ حَیٍّ قَدْ خَبَطْتَ بِنِعْمَةٍ	فَحَقٌّ لِشَاسٍ مِنْ نَدَاكَ ذَنُوْبُ

شاعر کی منت وسماجت کارگر ہوئی اور قیدی آزاد کر دیے گئے۔ طنز و تملیح اور طعن و تشنیع مین یہ شخص کامل درجہ کا ملکہ رکھتا تھا۔ زنان گلفام و حسینان نازک اندام کی مذمت بڑی تندی و تلخی کے ساتھ کی ہے۔ یہ مرد کی نادانی ہے کہ اُنکے حسن دلفریب کے دام مین پھنسکر انکے ستم کو کرم اور جفا کو وفا سمجھتا ہے۔ قُدرتی تشبیہات اسکی بڑی عجیب ہین۔ اسی نے اپنی ناقہ کو تیز رفتاری مین اُڑتے ہوئے شتر مرغ سے مشابہ کیا ہے۔ اس کے مداح اِسے امرء القیس کا ہم پلّہ سمجھتے ہین۔

زمانہ جاہلیت مین تأبّطَ شرًّا اور شنفریٰ اپنی دلیری و شجاعت۔ تیز رفتاری و رہزنی طاقت جسمانی اور قوتِ شعر گوئی کے سبب سے بڑے مشہور گزرے ہین۔ تأبّطَ شرًّا کا اصلی نام ثابت بن جابر بن سفیان تھا۔ یہ قبیلۂ فہم مین سے تھا۔ غارتگری و لوٹ مار مین مصروف رہتا اور بنی ہُذیل کا جانی دشمن تھا۔ اسکے نام سے اسکے دشمنونکے رونگٹے کھڑے ہوتے تھے یہ رآبیلُ العرب مین شامل ہے۔ اسکا نام تأبّطَ شرًّا یون پڑگیا کہ ایک دفعہ یہ اندھیری رات مین کہین گیا۔ راستہ مین ایک شیر ملا۔

بعض کہتے ہیں کہ ایک غول بیابانی ملا۔ انہنے اُسے جان سے ماردیا اور صبح کے وقت اپنے اصحاب کے آگے اُسے لاکر ڈالدیا۔ وہ اُسے دیکھکر بولے۔ لَقَدْ تَأَبَّطَ شَرًّا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک روز کسی نے آکر اُسے پکارا۔ خیمہ کے اندر سے اسکی ماں بولی "اِنَّهُ قَدْ خَرَجَ وَتَأَبَّطَ شَرًّا"

وہ اپنی ایک نظم میں اپنے بارہ میں کہتا ہے ؎

قَلِيلُ غِرَارِ النَّوْمِ اَكْبَرُ هَمِّهِ	دَمُ الثَّارِ اَوْ يَلْقَى كَمِيًّا مُسَقَّعَا

وہ تھوڑی اور چوکنی نیند والا ہی اور اسکا بڑا قصد انتقام و قصاص ہی اور یہ کہ بہادر جفاکش سے لڑے۔

یہ ہر سال شہد جمع کرنیکے لیے ایک غار میں جو بلاد ہذیل میں واقع تھا جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ جب وہ وہان گیا تو بنی لحیان کو جو ہُذیل کی ایک شاخ تھے اس امر کی خبر ملی۔ انہوں نے آکر غار کے دہانہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور اُسے پکار کر کہا کہ لے نکل۔ اس غار کا دوسرا دہانہ اندر ہی اندر وہان کوہ تک پہنچتا تھا۔ تأبط شرا نے اپنی جان بچانے کی یہ ترکیب کی کہ ایک چٹان پر سارا شہد جو جمع کیا تھا اُنڈیلا اور شہد کا مشکیزہ اپنے سینہ سے باندھ وہان سے رپٹ پڑا۔ اور دوسرے دہانہ کی نرم زمین پر رپٹتا ہوا آگرا۔ بنی لحیان دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے اور یہ صحیح وسالم اپنے گھر لوٹا۔ اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرکے وہ کہتا ہے ؎

فَرَشَتُ لَهَا صَدْرِي فَزَلَّ عَنِ الصَّفَا	بِهِ جُؤْجُؤٌ عَبْلٌ وَمَتْنٌ مُخَصَّرُ

پس مین نے اس دوسرے کام کے لیے اپنا سینہ بچھادیا سو وہ صاف چٹان سے پھسل گیا جبکہ وہ اُبھرا ہوا سینہ اور باریک کمر تھا۔

فَخَالَطَ سَهْلَ الْاَرْضِ لَمْ يَكْدَحِ الصَّفَا	بِهِ كَدْحَةً وَالْمَوْتُ خَزْيَانُ يَنْظُرُ

پس میرا سینہ صاف اور نرم زمین پر پہنچگیا ایسے حال مین کہ پتھر نے بسبب اپنی صفائی کے میرے سینے مین کچھہ خراش نہ کیا تھا۔ اور موت کھسیانی اور ذلیل ہوکر مجھے دیکھتی تھی۔ (کیونکہ مین باوجود اسباب موت کے موجود ہونیکے اچھوتا نکل آیا۔)

فَاُبْتُ اِلَى فَهْمٍ وَلَمْ اَكُ آئِبًا	وَكَمْ مِثْلِهَا فَارَقْتُهَا وَهِيَ تَصْفِرُ

پس مین بنی فہم مین لوٹ آیا حالانکہ لوٹنے کی کوئی اُمید نہ تھی۔ اور بہت دفعہ مین نے موت کو اس طرح چھوڑا کہ وہ غل مچاتی رہ گئی۔

تأبط شرّا بلاد ہذیل مین مارا گیا اور اسکی لاش ایک غار مین جسکا نام رخمان تھا پھینک دی گئی۔ یہ ۵۳۰ء مین مارا گیا۔ اسکی موت پر دو مرثیے کہے گئے ہین۔ ایک مرثیہ اسکے بھانجے کا کہا ہوا اور دوسرا اسکی مان کا ہے۔ اسکے بھانجے نے اپنے مرثیے مین اس طرح اسکا بیان کیا ہے۔ ؎

شَامِسٌ فِی الْقُرِّ حَتّٰی اِذَا مَا ۔۔۔ ذَکَتِ الشِّعْرٰی فَبَرْدٌ وَظِلٌّ

وہ موسم سرما مین آفتاب والا تھا۔ اور جب ستارہ شعری طلوع کرے یعنی سخت گرمی ہو تو آب خنک اور ٹھنڈا سایہ تھا۔

یَابِسُ الْجَنْبَیْنِ مِنْ غَیْرِ بُؤْسٍ ۔۔۔ وَنَدِیُّ الْکَفَّیْنِ شَہْمٌ مُدِلٌّ

اسکی دونون کوکین بے فقر و افلاس پٹچی ہوئی تھین اور وہ سخی اور بیدار مغز اور دشمنون سر کی جانب سے پکڑنے والا تھا۔

غَیْثُ مُزْنٍ غَامِرٌ حَیْثُ یُجْدِیْ ۔۔۔ وَاِذَا یَسْطُوْ فَلَیْثٌ اَبَلُّ

وہ جب بخشش کرتا تھا تو ایسا ابر و مینہ تھا جو زمین کو ڈھانپ لیتا ہے۔ اور حملہ کرتے وقت پکے ارادہ کا شیر تھا۔

وَلَہٗ طَعْمَانِ اَرْیٌ وَشَرْیٌ ۔۔۔ وَکِلَا الطَّعْمَیْنِ قَدْ ذَاقَ کُلٌّ

اور اسکے دو مزے تھے شہد اور ایلوا۔ یعنے شہد اور ایلوے کی طرح شیرین و تلخ تھا۔ اور ہر ایک نے دونون مزے چکھے تھے۔

یَرْکَبُ الْہَوْلَ وَحِیْدًا وَلَا ۔۔۔ یَصْحَبُہٗ اِلَّا الْیَمَانِیُّ الْاَفَلُّ

خوف و ہراس پر تنہا سوار ہوتا اور غالب آتا تھا۔ اور اسکے ساتھ سوائے شمشیر یمانی کے جو بسبب کثرت ضرب کے نہایت دندانہ دار ہوتی اور کوئی نہ ہوتا تھا۔

جو مرثیہ اسکی مان نے کہا ہے وہ نہایت درد خیز و المناک ہے۔ گو اسکی بندش و الفاظ نہایت سادہ ہین ؎

طَافَ یَبْغِیْ نَجْوَۃً ۔۔۔ عَنْ ہَلَاکٍ فَہَلَکْ

وہ اس لیے گیا تھا کہ مال غنیمت حاصل کرکے فقر و افلاس سے نجات پائے۔ مگر خود ہلاک ہوگیا۔

لَیْتَ شِعْرِیْ ضَلَّۃً ۔۔۔ اَیُّ شَیْءٍ قَتَلَکْ

کاش مجکو جو اس معاملہ مین بالکل جاہل دگمراہ ہون یہ خبر ہوجاے کہ کس نے مجکو مار ڈالا ہے۔

امرض لم تعد	ام عدو ختلك

کیا تو بیمار ہے جسکی عیادت نہین کیگئی۔ یا کسی دشمن نے گھات لگاکر فریب سے تجھے قابو مین کرلیا ہے۔

والمنایا رصد	للفتی حیث سلك

اور موتین جوان کے لیے خواہ وہ کہین جاے گھات لگانے والی ہین۔

ای شیء حسن	لفتی لم یك لك

کونسا اچھا وصف کسی جوان مین ایسا تھا جو تجھ مین نہ تھا یعنے تو جامع جمیع صفات حمیدہ تھا۔

ان امرا فادحا	عن جوابی شغلك	ساعزی النفس اذ	لم تجب من سالك

کسی سخت مصیبت نے تجھکو میرے جواب سے روکا ہے۔ اب مین اپنے جی کو صبر پیدا کرونگی کیونکہ تو اپنے سائل کو جواب ہی نہین دیتا۔

لیت قلبی ساعة	صبره عنك ملك	لیت نفسی قدمت	للمنایا بدلك

کاش میرا دل ایک لحظہ بھی تیری طرف سے صبر کرنے پر قادر ہو۔ کاش تیرے بدلے مین موت کے لئے پیش کیجاتی۔

کہتے ہین کہ ایک دفعہ ایک ثقفی جسکا نام ابو وہب تھا تأبط شرا کو راستہ مین ملا۔ یہ ثقفی ایک بڑا خوبصورت جوڑا پہنے تھا اس نے تأبط شرا سے پوچھا کہ تو تو دبلا پتلا آدمی ہے پھر تجھے لوگون پر غلبہ کیونکر حاصل ہوجاتا ہے۔ تأبط شرا نے جواب دیا کہ جب مجھے کوئی ملجاتا ہے مین اُسے اپنا نام بتا دیتا ہون۔ بس میرا نام سنتے ہی وہ کلپنے لگتا ہے اور مین اُسے لوٹ لیتا ہون۔ ثقفی مذکور بھاری بدن کا تھا لیکن بڑا بزدل تھا۔ اُس نے تأبط شرا سے کہا کہ تو اپنا نام مجھے دیدے اور میرا یہ جوڑا تو لے لے۔ تأبط شرا نے یہ منظور کیا اور اپنا نام اُسے دے کر اُسکا جوڑا اُس سے لے لیا۔ بعدمین ذیل کے اشعار پڑھتا ہوا قبیلون کے بیچ مین سے گذرا ؎

الا هل اتی الحسناء ان حلیلها	تأبط شرا واکتنیت اباوهب
فانی له باسمی کبأسی وسواتی	وأین له فی کل فادحة قلبی

شنفری۔ یہ شخص نہایت ہی تیز رفتار تھا۔ جب یہ چھوٹا تھا تو اس کے قبیلۂ بنی ازد کے ساتھ بنی سلامان کی لڑائی ہوئی۔ اتفاق سے یہ سلامان کے ہاتھ آگیا وہ اُسے

اپنے سردار کے پاس لیگئے۔ اُس سردار نے اُسے اپنے گھر مین رکھ لیا۔ ایک روز اُس سردار کی غیر حاضری مین اُسنے اُس کی بیٹی کو بہن کر کے خطاب کیا کیونکہ اُسے یہ خیال تھا کہ مین اس کا بھائی ہون۔ لڑکی نے بہن ہونے سے انکار کیا اور اُسے ایک طمانچہ مارا۔ جب مالکِ خانہ آیا شنفریٰ نے اُس سے اپنا نسب دریافت کیا۔ جب اُسے معلوم ہوا کہ وہ ازدی ہے اور یہ کہ بنی سلامان نے اُسے بچپن مین گرفتار کر لیا تھا تو قسم کھائی کہ مین بنی سلامان کے سو مرد قتل کرونگا۔ ایک دن موقع پاکر چُپکے سے چل دیا اور اُس روز سے برابر بنی سلامان کی گھات مین رہا۔ اور جب اُسے کوئی آدمی اُس قبیلہ کا ملجاتا تو اُسکی آنکھ مین تیر مارتا اور پھر اُسکا سر تلوار سے قلم کر دیتا۔ اس طرح اُسنے اٹھانوے آدمی جان سے مارے۔ آخر اُسید بن جابر جو اُسکی مانند نہایت چست و چالاک تھا اُسکی گھات مین ایک وادی کے پاس بیٹھا تھا جب شنفریٰ پانی پینے کے لیے وہان گیا تو اُسید نے اُسے پکڑ لیا۔ بنی سلامان کے اور بھی آدمی وہان تھے ایک نے تلوار سے اسکا ایک ہاتھ اُڑا دیا۔ اُس نے وہی تلوار اُس آدمی سے چھینکر اُسکے مُنہ پر ماری۔ وہ شخص مرگیا۔ اب اسکے مقتولون کا شمار ننانوے ہوگیا۔ جب دشمنون نے اُسکے ہاتھ اور پاؤن باندھ لیے تو اُس سے دریافت کیا کہ قتل کیے جانے کے بعد کہان دفن ہونا چاہتا ہے۔ اُسنے جواب مین یہ تین شعر کہے ؎

عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ اَبْشِرِىْ اُمَّ عَامِرٍ	لَا تَقْبُرُوْنِىْ اِنَّ قَبْرِىْ مُحَرَّمٌ

تم مجھے دفن نکرنا۔ تحقیق میری تدفین تم پر حرام ہے۔ لیکن تو اے کفتار! خوش ہو (کفتار ایک مردار خوار جانور ہے)

وَغُوْدِرَ عِنْدَ الْمُلْتَقٰى ثَمَّ سَائِرِىْ	اِذَا احتملوا رأسي وفي الرَّاسِ اَكْثَرِىْ

جبکہ وہ لوگ میرے سر کو اُٹھا لیجاوین۔ اور سر ہی مین میرا بڑا حصہ ہے۔ اور باقی بدن کو مقتل مین چھوڑ آوین

سَجِيْسَ اللَّيَالِىْ مُبْسَلًا بِالْجَرَائِرِ	هُنَالِكَ لَا اَرْجُوْ حَيٰوةً تَسُرُّنِىْ

جبکہ مین اپنی خطاؤن مین ماخوذ ہوؤن تو اُسوقت ایسی زندگی کی جو مجھے ہمیشہ خوش کرے ذرا بھی امید مجھے نہین۔

انھون نے اُسکی درخواست کے مطابق اُسے قتل کر کے سر اپنے ساتھ لے لیا

اور لاش میدان پر چھوڑ دی۔ کچھ دنون کے بعد بنی سلامان کا ایک آدمی اُسکے مقتل کی طرف سے گذرا اور شنفری کی کھوپری زمین پر پڑی دیکھکر ایک لات اُسے ماری۔ (یہان روایت مین کچھ غلطی ہے۔ اگر قاتل سر اپنے ساتھ لے گئے تھے تو پھر مقتل مین سر کہان سے آیا۔ غالباً وہ سر بھی لاش ہی کے ساتھ چھوڑ گئے تھے) اتفاق سے کھوپری کی ہڈی کا ایک ٹکڑا ٹوٹکر اُسکے پانون مین گھس گیا۔ زخم اندر ہی اندر بڑہتا اور سڑتا گیا اور کسیطرح اچھا نہوا۔ آخر وہ آدمی مرگیا۔ یون شنفری کی قسم پوری ہوگئی۔ یہ شخص اپنی ایک نظم موسوم بہ لامیۃ العرب کے سبب سے بہت مشہور ہے اس قصیدہ لامیہ کا شروع یہ ہے ع أَقِيمُوا بَنِي أُمِّي صُدُورَ مَطِيِّكُمْ *
اس مین اُس نے نہایت بلیغ لفظون مین مرد جواد و شجاع کی تصویر کھینچی ہے۔ بعض نکتہ چین کے نزدیک اس نظم کا مصنف خلف الاحمر ہے۔ خواہ مصنف کوئی کیون نہو نظم اپنے ڈہنگ مین یگانہ و بے مثل ہے عرب کی طبیعت کے خواص حسن خوبی وصفائی۔ اور فصاحت و بلاغت کے ساتھ اسمین بیان ہوئے ہین ایسے اور کہین بیان نہین ہوئے۔ یہ نظم دراصل انکے خیالات و اخلاق کا آئینہ ہے۔ عرب کے نزدیک جو خصائل حمیدہ و پسندیدہ خیال کیے جاتے ہین انہین شاعر کی زبان آتش بار نے پھولجھڑی کی مانند روشن کر دکھایا ہے۔ شنفری کا نام ضرب المثل ہوگیا ہے چنانچہ کہتے ہین "أَعْدَى مِنَ الشَّنْفَرَى۔ تأبط شرا۔ عمرو بن براق اور شنفری تینون نہایت تیز رفتار تھے اور اکثر مل کر لوٹ مار کرتے تھے۔ شنفری سنہ ۵۱۰ء مین قتل کیا گیا۔

مذکورہ شعراء کے علاوہ اور بھی بہت سے شاعر ہین جنہون نے مختلف مواقع پر طرح طرح کے اشعار کہے ہین۔ مگر اُن سبھون کا ذکر یہان نہین ہوسکتا اسلیے جو بہت مشہور ہین فقط انکا ذکر کیے دیتا ہے۔

ابولیلی احسان بن قیس۔ یہ شاعر زیادہ تر النابغۃ الجعدی کے نام سے مشہور ہے یہ نابغہ ذبیانی کا ہمعصر تھا اور اُس سے زیادہ مسن ہو کر مرا۔ یہ حنیف تھا اور روزے رکھتا اور قیامت کا قائل تھا۔ یہ کچھ اوپر سو برس کا ہو کر اصفہان مین سنہ ۶۸۰ء مین مرا۔ اسکے ذیل کے دو شعر اکثر نقل کیے جاتے ہین۔ ؎

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا شَرِيكَ لَهُ	مَنْ لَمْ يَقُلْهَا فَنَفْسَهُ ظَلَمَا
اَلْحَافِظُ الرَّافِعُ السَّمَاءَ عَلَى	الْأَرْضِ وَلَمْ يَبْنِ تَحْتَهَا دَعَمَا

مُنَخّل بن الحارث الیشکری - یہ شاعر نعمان بن المنذر اللخمی - شاہ حیرہ کی زوجہ ہند پر جو متجرّدہ کے نام سے مشہور تھی عاشق تھا - یہ عورت سراپا حسن و جمال تھی اور بادشاہ اسے بہت چاہتا تھا - ایک دفعہ مُنَخّل نے اُسے قصر خورنق کے پائین باغ مین سہیلیوں کے ساتھ سیر کرتے دیکھا اور اسکی خوبصورتی کو دیکھکر اُسپر فریفتہ ہوگیا - ادھر یہ بھی اُسکی جوانمردی و شرافت خاندان کا حال سُنکر اُس پر شیفتہ ہوگئی - کچھ عرصہ تک بادشاہ کو ان باتونکی مطلق خبر نہوئی - اتفاق سے ایک دن اُن دونون کو اپنی آنکھ سے ایک جگہ بیٹھے دیکھ لیا اور فوراً اُسے قید کرنے کا حکم دیا - یہ شخص پھر قید سے رہا نہ ہوا - آجتک کسی کو علم نہین کہ یہ کس طرح مرا - غالباً بادشاہ کے حکم سے قید خانہ مین قتل کیا گیا - اس نے ایک مشہور نظم لکھی ہے جس مین اپنے عشق کا اظہار کیا ہے اور ہند کو خطاب کرکے کہتا ہے ؎

يَا هِنْدُ لِلْعَانِي الْأَسِيرِ	يَا هِنْدُ مَنْ لِمُتَيَّمٍ

اسی شاہزادی ہند کی مدح نابغہ نے کی تھی جس سے بادشاہ کے دل مین آشنائی کا شبہ ہوا تھا

عبد الشارق بن العزی جُہَنی - یہ شخص نہایت انصاف پسند تھا - ایک دفعہ بنی جُہَینہ اور بنی بہثہ کے درمیان جنگ ہوئی - فریقین نے بڑی شجاعت دکھائی - اور ہزیمت کسیکو بھی نہین ہوئی - شاعر نے منصفانہ طور پر دونون کی بہادری کی داد اپنی نظم مین دی اور یہ مشہور شعر کہا ؎

وَآبُوا بِالسُّيُوفِ قَدِ انْحَنَيْنَا	فَآبُوا بِالرِّمَاحِ مُكَسَّرَاتٍ

عروۃ بن الورد - یہ شخص عبسی تھا - مہمان نواز اور بھوکے پیاسون کا بڑا مددگار تھا - اسی سبب سے اسے عروۃ الصعالیک کہتے تھے - شجاعت و شہسواری مین بھی بڑا مشہور ہوا ہے اس نے ایک لونڈی سے جسکا نام سلمیٰ تھا شادی کی تھی - اسکی وہ پرلطف نظم ہے جسکا مطلع یہ ہے ؎

مُصَافِي الْمُشَاشِ آلِفًا كُلَّ مَجْزَرِ	لَحَا اللهُ صُعْلُوكًا إِذَا جَنَّ لَيْلُهُ

خدا لعنت کرے ایسے فقیر پر جو نرم ہڈی کا دوست اور ہر کمیلے سے مانوس ہے جب رات ہوجائے -

ایک موقعہ پر اپنی زوجہ کو خطاب کرکے کہتا ہے ؎

أُفِيدُ غِنًى فِيهِ لِذِي الْحَقِّ مَحْمَلُ	دَعِينِي أُطَوِّفُ فِي الْبِلَادِ لَعَلَّنِي

تو مجھے چھوڑ دے کہ مین شہرون مین خوب پھرون۔ شاید مین ایسی تونگری حاصل کرون جس سے حقدار کے بوجھ اُٹھانے کا موقع ملے۔

الیس عظیما ان تلم ملمۃ	ولیس علینا فی الحقوق معول

کیا یہ بُری بات نہین کہ لوگون پر مصیبتین آئین اور ادائے حقوق مین ہم پر بسبب افلاس کے اعتماد نہ ہو

فان نحن لم نملک دفاعا بحادث	تلم بہ الایام فالموت اجمل

کیونکہ ہم اگر ان مصائب کو جو زمانہ لوگون پر لائے دفع نکر سکین تو موت ہمارے لیے زندگی سے کہین بہتر ہے

ایک دفعہ اسکی قوم کے چند آدمیون کے شتر دشمن لوٹ کر لے گئے۔ انہون نے عروہ کے آگے سارا حال بیان کیا اور مدد چاہی۔ یہ جھٹ اُنکی مدد کو طیار ہو گیا۔ بیوی کو خوف ہوا کہ کہین لوٹ مار کرتے وقت مارا نہ جائے۔ لہذا اسے اسکے قصد سے باز رکھنا چاہا۔ اس نے اس کی بات نہ مانی اور کہا ؎

اری ام حسان الغداۃ تلومنی	تخوفنی الاعداء والنفس اخوف

مین اپنی ام حسان کو دیکھتا ہون کہ وہ غارت گری کے معاملہ مین مجھکو ملامت کرتی ہے اور دشمنون سے ڈراتی ہے اور نفس تو ڈرپوک ہوتا ہی ہے۔

لعل الذی خوفتنا من امامنا	یصادفہ فی اہلہ المتخلف

شاید جس ہونے کے آگے آنے سے تو ہمین ڈراتی ہے اُس سے غارتگری سے پیچھے رہ جانیوالا اپنے اہل و عیال ہی مین ملے

اسی نظم مین جس مین سے اشعار سابق لیے گئے ہین وہ اپنی غربا پروری و مہمان نوازی کا پورا بیان کرتا ہے۔ عروہ کو ایک آدمی نے جسکا نام طُہیّہ تھا قتل کیا۔ راوی اس کے قتل کی تاریخ ۵۹۶ء بتاتے ہین۔ اسکا ایک دیوان ہے جسمین اسکے سارے اشعار جمع کیے گئے ہین

ربیع بن زیاد العبسی۔ یہ شاعر کملاء عرب مین سے ایک ہے۔ قیس کے بھائی مالک بن زہیر العبسی کے قتل پر بڑے دردناک مرثیے کہے ہین۔ جاہلیت کے خیال کے مطابق ساری باتون مین کمال رکھتا تھا۔ تیر اندازی۔ تیز رفتاری۔ شہسواری کتابت اور شعر گوئی ہر ایک مین کامل مہارت رکھتا تھا۔ کلام اسکا سلیس اور فصیح ہے اور تشبیہات اور استعارات نہایت دلچسپ اور پُر لطف ہین۔

مُہلہِل بن ربیعہ - یہ شخص شعراء متقدمین کا مانا ہوا اُستاد ہے - اِسنے اپنے بھائی کُلیب بن ربیعہ پر جو بنی تغلب کا سردار تھا اور جسے جسّاس نے قتل کر دیا تھا بڑے دردناک و حسرت خیز مرثیئے کہے ہین - جب اسکے بھائی کُلیب کو دفن کرنے لگے تو مہلہل نے قبر پر کھڑے ہوکر فی البدیہہ ایک لمبا مرثیہ کہا جس کے شروع کے چند شعر یہان نقل کرتا ہون ؎

أَهَاجَ قَذَاءَ عَيْنِي الاِذِّكَارُ	هُدُوًّا فَالدُّمُوعُ لَهَا انْحِدَارُ
وَصَارَ اللَّيْلُ مُشْتَمِلاً عَلَيْنَا	كَأَنَّ اللَّيْلَ لَيْسَ لَهُ النَّهَارُ
وَبِتُّ أُرَاقِبُ الْجَوْزَاءَ حَتَّى	تَقَارَبَ مِنْ أَوَائِلِهَا انْحِدَارُ

اشعار فخریہ بھی اسکے بڑے پُرجوش ہین - عربی شعر و سخن کے بحور و اوزان نے اسکی بدولت کامل و مستحسن صورت پائی ہے -

صخر بن عمرو - یہ مشہور شاعرہ الخنساء کا بھائی تھا - یہ بڑا مُنہ زور شاعر تھا اور اپنے بھائی معاویہ پر نہایت دردخیز مرثیے کہے ہین -

عُبید بن الابرص - اس شاعر نے امرؤ القیس کے ساتھ بیت بازی کی تھی - نابغۂ ذُبیانی اسکا دوست اور ہمعصر تھا - کسی نے اُس سے کہا کہ امرؤ القیس تیری موت چاہتا ہے - اس نے فوراً اپنی ایک نظم مین یہ شعر کہا ؎

تَمَنَّى امْرُؤُ الْقَيْسِ مَوْتِي وَإِنْ أَمُتْ	فَتِلْكَ سَبِيلٌ لَسْتُ فِيهَا بِأَوْحَدِ

اسکا کلام پند و نصیحت سے بھرا ہے چنانچہ وہ کہتا ہے ؎

وَلَا تُظْهِرَنْ وُدَّ امْرِئٍ قَبْلَ خُبْرِهِ	وَبَعْدَ بَلَاءِ الْمَرْءِ فَاذْمُمْ أَوِ احْمَدِ
تَزَوَّدْ مِنَ الدُّنْيَا مَتَاعًا فَإِنَّهُ	عَلَى كُلِّ حَالٍ خَيْرُ زَادِ الْمُزَوَّدِ

یہ بڑھاپے مین مُنذر بن ماء السماء شاہ حیرہ کے حکم سے قتل کیا گیا اور اسکا خون بادشاہ کے دو مقتول مصاحبون کی قبرون پر چھڑکا گیا - قصہ یہ ہے کہ شاہ مذکور نے اپنے دو مصاحبون خالد بن المُضلّل اور عمرو بن مسعود کو ایک دن نشہ مین زندہ دفن کروا دیا دوسرے دن جب ہوش مین آیا اور مصاحبون کا حال دریافت کیا تو خدام نے رات کا

سارا ماجرا سنایا۔ بادشاہ کو اپنی اس حرکت پر بڑی حسرت و ندامت ہوئی۔ آخران دونون کی قبرون پر دو ستون گڑوا دیے اور انکا نام الغریان رکھا یعنی خون آلودہ۔ سال مین دو دن یہ اُن ستونون کے پاس بیٹھتا۔ پہلے دن کا نام یوم نعیم رکھا۔ دوسرے کا یوم بُوس جو کوئی اول دن سب سے پہلے اُس سے ملتا سو کالے شتر اُسے انعام دیتا۔ اور جو کوئی دوسرے دن ملتا قتل ہوتا اور اُسکا خون ستونون پر چھڑکا جاتا۔ اتفاق سے ایکدفعہ یوم بُوس پر عبید بن الابرص سب سے پہلے اُس سے ملا۔ اور مارا گیا اس ہی سبب سے منحوس دن کو عربی مین یوم عُبَید کہنے لگے۔ یہ بُرا دستور ایک مدت تک رہا۔ آخر ایک دفعہ طے کے قبیلہ کا ایک آدمی جسکا نام حنظلہ تھا یوم بُوس پر اُس سے ملا۔ بادشاہ نے اُسے ساری کیفیت سنائی اور کہا کہ قتل کے لیے طیار ہو جا۔ حنظلہ نے ایک سال کی مہلت مانگی تاکہ وطن جا کر اپنے اہل و عیال سے ملے اور اُنکے واسطے خاطر خواہ انتظام کرے جب بادشاہ نے ضامن طلب کیا تو اُس نے چارون طرف نگاہ کی اور اُسکے جلساء مین اپنے ایک قدیم رفیق شریک بن عمرو کو دیکھکر اُسے پہچان لیا اور فے البدیہہ چھ شعر پڑھے جن مین سے دو اشعار نقل کرتا ہون۔

یَا شَرِیکُ۔ یَا ابنَ عمرٍو	یَا أَخَا مَنْ لَا أَخَا لَهُ

اے شریک۔ اے عمرو کے بیٹے۔ اے بھائی اس آدمی کے جسکا کوئی بھائی نہیں

یَا أَخَا کُلِّ مُصَابٍ	وَحَیَا مَنْ لَا حَیَا لَهُ

اے ہر مصیبت زدہ کے بھائی۔ اور بارش اُسکی جسکے لیے بارش نہین یعنی تو مصیبت زدونکا مددگار و فریادرس ہے

شریک ان شعرون کو سنتے ہی اُچھل پڑا اور جھٹ حنظلہ کا ضامن ہو گیا۔ حنظلہ اپنے گھر گیا اور وہان جو کچھ اپنے اقارب و متعلقین کے لیے کرنا چاہتا تھا کیا۔ اتنے مین ایک سال پورا ہوا۔ لیکن حنظلہ ابتک واپس نہ آیا۔ بادشاہ نے شریک کے قتل کا حکم دیا جلاد تلوار لے کر طیار ہوا اور ماتم کرنے والیون نے شریک کے لیے نوحہ شروع کیا۔ ادھر ماتم کی آواز بلند ہوئی۔ اُدھر حنظلہ حنوط لگائے اور کفن پہنے گھوڑے پر آموجود ہوا۔ منذر اس کی صداقت و ایفائے عہد سے متحیر ہوا۔ اور پوچھا کہ کس بات نے تجھے اپنی موت پر آمادہ کیا

اور بیوفائی سے روکا۔ حنظلہ نے جواب دیا کہ میرے دین نے۔ کیونکہ مین نصرانی یعنی عیسائی ہون۔ بادشاہ یہ سُنکر عیسائی ہوگیا۔ اور حنظلہ اور شریک دونون کو معاف کردیا۔ اور حکم دیا کہ یہ مذموم رسم اب بالکل بند رہے گی۔

اوس بن حجر۔ یہ تمیمی شاعر بڑا فصیح و بلیغ تھا۔ دجلہ اور فرات کے دوآبون مین جا بجا پھرتا رہتا اور شکار مین اپنا وقت گذارتا تھا۔ اس نے اپنے محسن فضالہ بن کلدہ پر بڑے رقت انگیز مرثیے کہے ہین۔ ایک مرثیہ کا مطلع یہ ہے۔

یَا عَیْنُ لَا بُدَّ مِنْ سَکْبٍ وَتَہْمَالِ	عَلٰی فُضَالَۃَ جَلِّ الرُّزْءِ وَالْعَالِیْ

ایک اور مرثیہ کا مطلع یہ ہے ؎

ایتہا النَّفْسُ اجملی جزعا	اِنَّ الَّذِیْ تکرھین قد وقعا

اس شاعر نے سن رسیدہ ہوکر ظہور اسلام کے قبل وفات پائی۔

اُمیّۃ بن ابی الصلت۔ یہ ثقفی شاعر اہل طائف مین سے تھا۔ بعض راوی اسے عیسائی بتاتے ہین اور بعض حنیف۔ یہود و نصاریٰ کی کتب مقدسہ سے خوب واقف تھا۔ میخواری و بت پرستی سے اسے غایت درجہ کی نفرت تھی۔ اس نے سنہ ۶۲۴ء مین اسلام کے ظہور کے بعد وفات پائی۔ یہ شاعر زاہدانہ زندگی بسر کرتا اور ایک کملی لپیٹے پھرا کرتا تھا۔ قصائد فخریہ کہنے مین یکتا تھا۔ ایک قصیدہ کا مطلع یہ ہے ؎

وَرِثْنَا الْمَجْدَ عَنْ کُبَرَا نِزَارٍ	فَاَوْرَثْنَا مَآثِرَ نَا بَنِیْنَا

اپنے ایک دوست ابن جدعان کی تعریف مین ایک قصیدہ کہا جسکا مطلع یہ ہے ؎

خَلِیْلٌ لَا یُغَیِّرُہٗ صَبَاحٌ	عَنِ الْخُلُقِ الْجَمِیْلِ وَلَا مَسَاءٌ

اُس نے اپنے ناخلف بیٹے پر ایک نظم کہی ہے جسکے چند شعر نقل کرتا ہون ؎

غَذَوْتُکَ مَوْلُوْدًا وَّعُلْتُکَ یَافِعًا	تُعَلُّ بِمَا اُدْنِیْ اِلَیْکَ وَتُنْہَلُ
اِذَا لَیْلَۃٌ نَابَتْکَ بِالشَّکْوِ لَمْ اَبِتْ	لِشَکْوَاکَ اِلَّا سَاھِرًا اَتَمَلْمَلُ
کَاَنِّیْ اَنَا الْمَطْرُوْقُ دُوْنَکَ بِالَّذِیْ	طُرِقْتَ بِہٖ دُوْنِیْ وَعَیْنِیْ تَہْمُلُ
تَخَافُ الرَّدٰی نَفْسِیْ عَلَیْکَ وَاِنَّہَا	لَتَعْلَمُ اَنَّ الْمَوْتَ حَتْمٌ مُّؤَجَّلُ

بستر مرگ پر اس نے یہ شعر کہے ؎

كُلُّ حَيٍّ وَإِنْ تَطَاوَلَ دَهْرًا	حَائِرٌ مَرَّةً إِلَى أَنْ يَزُولَا
لَيْتَنِي كُنْتُ قَبْلَ مَا قَدْ بَدَا لِي	فِي قِلَالِ الْجِبَالِ أَرْعَى الْوُعُولَا
اِجْعَلِ الْمَوْتَ نُصْبَ عَيْنِكَ وَاحْذَرْ	غَوْلَةَ الدَّهْرِ إِنَّ لِلدَّهْرِ غُولَا

اُمَیَّہ بن ابی الصلت کی بہت سی نظمین باری تعالیٰ کی حمد مین ہین - ایک قصیدہ مین وہ خالق سبحانہ کی تعریف اس طرح کرتا ہے - ؎

إِلٰهُ الْعَالَمِينَ وَكُلِّ أَرْضٍ	وَرَبُّ الرَّاسِيَاتِ مِنَ الْجِبَالِ
بَنَاهَا وَابْتَنَى سَبْعًا شِدَادًا	بِلَا عَمَدٍ يُرَيْنَ وَلَا رِجَالِ
وَسَوَّاهَا وَزَيَّنَهَا بِنُورٍ	مِنَ الشَّمْسِ الْمُضِيئَةِ وَالْهِلَالِ
وَمِنْ شُهُبٍ تَلَأْلَأُ فِي دُجَاهَا	مَرَامِيهَا أَشَدُّ مِنَ النِّصَالِ
وَشَقَّ الْأَرْضَ فَانْبَجَسَتْ عُيُونًا	وَأَنْهَارًا مِنَ الْعَذْبِ الزُّلَالِ

کمالات الٰہیہ کے بیان مین اس نے ایک پُرلطف قصیدہ کہا ہے جسکے شروع کے چار اشعار یہان نقل کیے جاتے ہین - ؎

لَكَ الْحَمْدُ وَالنَّعْمَاءُ وَالْمُلْكُ رَبَّنَا	فَلَا شَيْءَ أَعْلَى مِنْكَ مَجْدًا وَأَمْجَدُ
مَلِيكٌ عَلَى عَرْشِ السَّمَاءِ مُهَيْمِنٌ	لِعِزَّتِهِ تَعْنُو الْوُجُوهُ وَتَسْجُدُ
عَلَيْهِ حِجَابُ النُّورِ وَالنُّورُ حَوْلَهُ	وَأَنْهَارُ نُورٍ حَوْلَهُ تَتَوَقَّدُ
فَلَا بَصَرٌ يَسْمُو إِلَيْهِ بِطَرْفِهِ	وَدُونَ حِجَابِ النُّورِ خَلْقٌ مُؤَيَّدُ

اس کا ایک بے نظیر شعر ہے جو اکثر نقل کیا جاتا ہے ؎

فَكُنْ خَائِفًا لِلْمَوْتِ وَالْبَعْثُ بَعْدَهُ	وَلَا تَكُ مِمَّنْ غَرَّهُ الْيَوْمَ أَوْ غَدُ

پس تو موت سے ڈرتا رہ ایسے حال مین کہ قیامت اُسکے بعد ہے - اور ان لوگون مین سے نہو جنہین آج اور کل نے دھوکا دیا ہے -

قیس بن الخطیم یثربی - اس نے جوان ہوکر اپنے باپ اور دادا کے قاتلون سے قصاص لیا - اور یون اوس و خزرج کے درمیان آتش جنگ بھڑکائی جو برسون تک رہی

حسان بن ثابت رضؓ اسکے بڑے مخالف تھے۔ کلام اسکا رنگین اور دلچسپ تشبیہات سے بھرا ہے۔ شعراء جاہلیت کے ساتھ فقط اسی سبب سے اسکا ذکر ہوا کہ اسنے ثار لینے مین ایام جاہلیت کے لوگون کی سی طبیعت کینہ توز دکھائی۔ قیس بن الخطیم کے قصاص لینے کا قصہ یہ ہے کہ ایک شخص نے اسکے باپ خطیم کو اور دوسرے شخص نے اسکے دادا عدی کو جب قیس نابالغ تھا جان سے ماردیا۔ جب قیس سنّ بلوغ کو پہنچا طلب ثار پر آمادہ ہوا اور اپنے باپ کے ایک دوست خداش بن زہیر سے قصاص لینے مین مدد لی۔ اپنے باپ اور دادا کے قاتلون سے انتقام لینے کے بعد اسنے ایک نظم کہی جسکا مطلع یہ ہے ؎

لَهَا نَفَذٌ لَوْلَا الشُّعَاعُ اَضَاءَهَا	طَعَنْتُ ابْنَ عَبْدِ الْقَيْسِ طَعْنَةَ ثَائِرٍ

مینے ابن عبدالقیس کو بدلا لینے والے کیطرح ایسا برچھا مارا کہ وہ پار ہوگیا۔ اگر خون نہ نکلتا ہوتا تو زخم کا سوراخ زخم کو صاف دکھاتا۔ اسی نظم کے مقطع مین وہ کہتا ہے ؎

وِلَايَةَ اَشْيَاخٍ جُعِلْتُ اِزَاءَهَا	ثَأَرْتُ عَدِيًّا وَالْخَطِيمَ فَلَمْ اُضِعْ

مین نے اپنے دادا عدی اور اپنے باپ خطیم کا قصاص لے لیا۔ اور جن بزرگون کا مین قائم مقام ہوا انکی رعایت اور حق کو ضائع نہین کیا۔

عدی بن زید۔ اس عیسائی شاعر کا ذکر آگے ہوگا۔

حاتم طائی۔ یہ شخص گو شاعر بھی اعلےٰ درجہ کا تھا لیکن زیادہ تر اپنی سخاوت کے سبب سے مشہور اور ضرب المثل ہے۔ چنانچہ کہتے ہین "اکرم من حاتم طئ" اسکا نام ضرب المثل ہے۔ غربا و مساکین۔ مسافر و مہمان کی خدمت لازمی سمجھتا تھا۔ کبھی کوئی سائل یا حاجتمند اس کے در سے محروم نہ لوٹا۔ کلام اسکا سلیس و پاکیزہ ہے یہ عیسائی تھا۔ اور ہمیشہ بلند جگہ پر بھٹکے ہوئے مسافر کی ہدایت و مہمان نوازی کے لیے آگ جلواتا تھا۔ سنہ ۶۰۵ء مین اسنے وفات پائی۔ ایک موقعہ پر وہ کہتا ہے ؎

وَلَا مُخْلِدُ النَّفْسِ الشَّحِيحَةِ لُوْمُهَا	اَعَاذِلَ اِنَّ الْجُوْدَ لَيْسَ بِمُهْلِكِي

اے زن ملامتگر بیشک بخشش مجھے ہلاک نہین کریگی۔ اور نہ بخیل کو بخل حیات جاودانی بخشیگا۔

مُغَيَّبَةٌ فِي اللَّحْدِ بَالٍ رَمِيمُهَا	وَتُذْكَرُ اَخْلَاقُ الْفَتَى وَعِظَامُهُ

اور مرد سخی کی عمدہ عادتین ہمیشہ یاد کی جاتی ہین حالانکہ اُسکی ہڈیان قبر مین بوسیدہ اور پُرانی ہڈیان ریزہ ریزہ ہوجاتی ہین - پھر ایک موقعہ پر وہ کہتا ہے ؎

لَقَدْ کُنْتُ اَخْتَارُ الْقِرٰی طَاوِیَ الْحَشَا	مُحَافَظَۃً مِنْ اَنْ یُقَالَ لَئِیْمُ

مین مہمانداری کو باوجود بھوکے ہونیکے اختیار کرتا ہون اس خوف سے کہ بخیل و کنجوس کہلاؤن

وَاِنِّیْ لَاَسْتَحْیِیْ یَمِیْنِیْ وَبَیْنَہَا	وَبَیْنَ فَمِیْ دَاجِی الظَّلَامِ بَہِیْمُ

اور مین بیشک اپنے دہنے ہاتھ سے اس بات کی شرم کرتا ہون کہ وہ کھانے پر پڑے ایسے وقت مین کہ میرے ہاتھ اور مُنہ کے درمیان سخت شب تاریک ہو۔

ابوکبیر الہذلی - اس نے تأبّط شرًا کی مان کے ساتھ شادی کی تھی اور اپنے سوتیلے بیٹے کی تعریف مین ایک نہایت اعلےٰ درجہ کی نظم کہی ہے - وہ کہتا ہے ؎

صَعْبُ الْکَرِیْہَۃِ لَا یُرَامُ جَنَابُہٗ	مَاضِی الْعَزِیْمَۃِ کَالْحُسَامِ الْمِقْصَلِ
یَحْمِی الصِّحَابَ اِذَا تَکُوْنُ عَظِیْمَۃٌ	وَاِذَا ھُمُ نَزَلُوْا فَمَاوَی الْعُیَّلِ

دُرید بن الصمۃ - یہ بڑا بہادر اور شہسوار اور شاعر نغز گفتار تھا - کہتے ہین کہ یہ سَو دفعہ لڑائیون مین گیا اور سو دفعہ ظفرمند ہوا - اس نے زمانۂ اسلام دیکھا پر اسلام نہ لایا - یہ غزوۂ حُنین مین اپنی قوم مشرکین کے ساتھ اسلامیون کے مقابلہ کو نکلا گو اُسوقت یہ بالکل ضعیف اور جنگ کے ناقابل تھا - اور ایک جوان ربیعہ بن رفیع السلمی کے ہاتھ سے قتل ہوا عین موت کے وقت اُسنے فی البدیہہ یہ شعر کہے ؎

وَیْحَ ابنِ اکمۃ ماذا یُرِیْدُہٗ	مِنَ المُرعَشِ الذَّاھِبِ الْاَدْرَدِ
فَاُقْسِمُ لَوْاَنَّ بِیْ قُوَّۃً	لَوَلَّتْ فَرَائِصُہٗ تَرْعَدِ
وَیَالَہْفَ نَفْسِیْ اَنْ لَا تَکُوْنَ	مَعِیْ قُوَّۃُ الشَّامِخِ الْاَمْرَدِ

یہ سنہ ۶۳۰ع مین قتل ہوا۔ کہتے ہین کہ اس نے اپنے قاتل کو اپنی شمشیر بران دی کہ اُس سے اُسے قتل کرے

ہذلول بن کعب العنبری - یہ شاعر جاہلی اس سبب سے مشہور ہے کہ ایک موقعہ پر اسکی بیوی نے اسے مہمان کے واسطے آٹا پیستے دیکھکر اپنی چھاتی پیٹنی شروع کی - اس بات کا ذکر اُس نے اپنی ایک نظم مین کیا ہے جسکا مطلع یہ ہے ؎

تقولُ وصكّت نحرَها بيمينها	أبعلي هذا بالرّحا المتقاعسُ

میری زوجہ دہنے ہاتھ سے اپنی چھاتی پیٹتی اور کہتی ہے کہ ہائے۔ کیا چکی پر جھکا اور اینٹھا ہوا جو ہے وہ میرا شوہر ہے؟
بیوی کو حیرت وتاسف ہوا کہ اسکا خاوند عورتون کا کام کیسے کرنے لگا۔ شوہر نرمی کے ساتھ اسے اپنے بڑے بڑے کارنامے یاد دلاتا اور کہتا ہے ؎

إذا خامَ أقوامٌ تقحّمتُ غمرةً	يهابُ حُميّاها الألدُّ المداعِسُ

جب قومین پیچھے ہٹین تو مین امر شدید مین جسکی تیزی سے جھگڑ نیزہ باز خوف کھاتا ہے گھس جاتا ہون۔
عبداللہ بن عجلان۔ یہ نہدی شاعر عاشق جانباز بھی تھا۔ عشقبازی ومیخواری مین اپنا وقت کاٹتا تھا۔ اپنی ایک نظم مین وہ یہ کہتا ہے ؎

وحُقّةِ مسكٍ من نساءٍ لبستُها	شبابي وكأسٍ باكرتني شمولُها

اور بہت سی عورتین جو مثل مشک کی ڈبیا کی خوشبودار تھین اُن سے مین اپنی جوانی مین منتفع رہا اور شمالی ہوا لگی شراب علی الصباح پی۔

جديدٌ سربالِ الشبابِ كأنّها	سقيّةُ برديٍّ نمتها غيولُها

ایسی عورتین جنکا لباس جوانی نیا تھا اور ایسی نرم ونازک تھین کہ گویا وہ نرسل ہون جنھین نالون کے پانی نے سیراب کیا ہو۔
خزاز بن عمرو بن بنی عبدمناف۔ یہ شاعر جاہلیت کے حسب دستور اپنی مہمان نوازی وسخاوت پر فخر کرتا ہے چنانچہ وہ کہتا ہے ؎

لنا إبلٌ لم تُهِن ربَّها	كرامتُها والفتى ذاهبُ

ہمارے پاس ایسے شتر ہین جنکی عمدگی ان کے مالکون کو بدنام نہین کرتی یعنی باوجود انکی عمدگی کے ہم انھین ذبح کرتے اور سائلون کو دے ڈالتے ہین۔

ونطعنُ عنها نحورَ العدى	ويشربُ منّا بها الشاربُ

ہم ان کی طرف سے دشمنون کی گردنین بذریعہ نیزہ بازی کے پھیر دیتے ہین اور ہم مین کا میخوار اُن کی قیمت سے بادہ نوشی کرتا ہے۔

جُوَیۃ بن النّضر - یہ شاعر بڑا فیاض و سخی تھا - ایکا یہ مشہور شعر ہی جو اکثر نقل کیا جاتا ہے

مَا یَالَفُ الدِّرْھَمُ الصَّیَّاحُ صُرَّتَنَا	لٰکِنْ یَمُرُّ عَلَیْھَا وَھُوَ مُنْطَلِقُ

بڑی جھنکار والے درہم ہماری تھیلی سے الفت نہین رکھتے بلکہ اُس تھیلی پر چلتے ہوئے گذر جاتے ہین
اسی کے ساتھ یہ دو شعر بھی ہین ؎

اِنَّا اِذَا اجْتَمَعَتْ یَوْمًا دَرَاھِمُنَا	ظَلَّتْ اِلٰی طُرُقِ الْمَعْرُوْفِ تَسْتَبِقُ

ہم ایسے ہین کہ جب کسی روز ہمارے درہم فراہم ہو جاتے ہین تو وہ نیکی و احسان کی راہون کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑہتے ہین -

حَتّٰی یَصِیْرَ اِلٰی نَذْلٍ یُخَلِّدُہٗ	یَکَادُ مِنْ صَرِّہٖ اِیَّاہُ یَنْمَزِقُ

یہان تک کہ وہ ایسے بخیل کے پاس پہنچ جاتے ہین جو انہین اپنی تھیلی مین ہمیشہ کیلیئے قید کر دیتا ہی ایسا کہ وہ تھیلی اُن درہمونکے اس مین دیر تک رہنے سے پھٹ جانیکے قریب ہو جاتی ہی
زمانۂ جاہلیت کے اور بھی شعراء ہین جنہون نے زمانہ اسلام بھی آنکھ سے دیکھا اور بعض نے اسلام قبول بھی کر لیا - اُنکے نام یہ ہین - حسّان بن ثابت - کعب بن زُہیر - مُتمّم بن نُویرہ ابو محجن اور الحطیئۃ - یہ سب مُخضرمی شاعر ہین - اِنکا مفصل حال زمانہ اسلام کے باب مین ہوگا
زنان جاہلیت شعر گوئی مین بڑا ملکہ رکھتی تھین - اُنکے اشعار سے دردمندی قدردانی اور عالی حوصلگی ٹپکتی ہے - محبت و عشق کا مضمون ان مین کم پایا جاتا ہے - موت و حسرتِ فراق بیت بیت مین موجود ہے - زیادہ تر مرثیہ خوانی و سینہ کوبی سے انہین مناسبت ہے - اُنکی نظمون مین بیشتر مُردون کا ذکر ہے - گویا وہ گورستانون مین رہتی ہین اور عالم ارواح کے باشندون کی صحبت مین اپنا وقت کاٹتی ہین - زندونکا ساتھ اُنہین اتنا نہین بھاتا جتنا مُردون کا - رونا اور رُلانا انکا حصّہ ہے - ماتم سے فرصت نہین ملتی کہ دُنیا کی خوشی کا بیان کرین - باغ ہستی کے گلہائے شگفتہ انہین کم دکھائی دیتے ہین - سوکھی پتیون اور پژمردہ پھولون پر نظر ہر وقت جمی رہتی ہے - دل غم سے اسقدر داغ داغ ہے کہ سویا نہین جاتا - ہجوم یاس اور بار الم ایسا ہے کہ پھوٹ پھوٹ کے رویا نہین جاتا - انبوہ فکر اور کثرتِ غم سے یہ حال ہے کہ غم دلکو کھا رہی

دل غم کو کھا رہا ہے ۔ اُجڑی بستیان ملک عدم کو یاد دلاتی ہین ۔ اور عزیزون کی جدائی کا زخم چین نہین لینے دیتا ۔ انکا یہی پیٹنا ہے ؎

نیند آتی ہے مجھے اور نہ قضا آتی ہے	رات آتی ہے مری جان پہ بَلا آتی ہے
آن کی آن مین بدلا ہے زمانہ کیسا!	در و دیوار سے حسرت کی صدا آتی ہے

مرثیہ مین شاعرہ پہلے اپنے حزن و اندوہ کا نہایت بے تابانہ طور پر ذکر کرتی ہے ؎

شعلۂ غم سے جگر آہ پھنکا جاتا ہے	خون رُلوانے لگے ہاے جدائی کے دن

اسکے بعد متوفّی کے محاسن خصوصاً اسکی شجاعت و سخاوت کا بیان آتا ہے ۔ پھر شاعرہ روتے روتے سوال کرتی ہے کہ اب کون دشمنون اور بدخواہون سے انتقام لے گا اور محتاج و مساکین کے لیے کون اپنے خوان نعمت کو پھیلائیگا؟ اور اگر متوفّی کو کسی نے قتل کیا ہو تو نہایت سختی و بے دردی کے ساتھ قاتل سے قصاص لینے کی ترغیب و تحریض ہوتی ہے ۔

جو شواعر شعر و سخن مین یگانہ تصور کیگئی ہین اُن مین خنساء کا درجہ سب سے اول ہے اسکا اصلی نام تُماضِر تھا ۔ یہ عمرو بن الشرید کی بیٹی اور اہل نجد کے قبائل سُلیم کے سردارون کے خاندان سے تھی ۔ سارے عُلماء اس بات پر متفق ہین کہ خنساء کے برابر تو زمانہ جاہلیت مین کوئی شاعرہ ہوئی نہ زمانہ اسلام مین ۔ نابغہ ذُبیانی نے جسکے سامنے شعراء سوق عکاظ مین اپنے اشعار پڑہتے تھے اسکے شعرون کی بڑی تعریف کی ۔ اسکے چار بیٹے تھے جو جنگ قادسیہ مین مارے گئے اس نے زمانہ اسلام بھی دیکھا اور نہایت عمر رسیدہ ہوکر سنہ ۶۴۶ع مین وفات پائی ۔ اس نے اپنے بھائیون معاویہ اور صخر پر بے نظیر مرثیے کہے ہین شدت غم و کثرت الم کا اظہار ایسے دلسوز و جان گداز لفظون مین کیا ہے کہ اُنہین پڑہتے پڑہتے آنکھون سے اشک روان ہونے لگتے ہین ۔ زنان عرب کی عادت کے موافق صبح اور شام اپنے مقتول بھائی صخر کو یاد کرتی اور روتی تھی چنانچہ وہ ایک مرثیہ مین کہتی ہے ؎

يُذَكِّرُنِي طُلُوعُ الشَّمْسِ صَخْرًا	وَأَذْكُرُهُ لِكُلِّ غُرُوبِ شَمْسِ
وَلَوْلَا كَثْرَةُ الْبَاكِينَ حَوْلِي	عَلَى إِخْوَانِهِمْ لَقَتَلْتُ نَفْسِي

ایک اور مرثیہ مین وہ کہتی ہے ؎

اَلَا یَا صَخْرُ اِنْ اَبْکَیْتَ عَیْنِیْ	فَقَدْ اَضْحَکْتَنِیْ زَمَنًا طَوِیْلًا
بَکَیْتُکَ فِیْ نِسَاءٍ مُعْوِلَاتٍ	وَکُنْتُ اَحَقَّ مَنْ اَبْدَی الْعَوِیْلَا
دَفَعْتُ بِکَ الْخُطُوْبَ وَاَنْتَ حَیٌّ	فَمَنْ ذَا یَدْفَعُ الْخَطْبَ الْجَلِیْلَا
اِذَا قَبُحَ الْبُکَاءُ عَلٰی قَتِیْلٍ	رَاَیْتُ بُکَاءَكَ الْحَسَنَ الْجَمِیْلَا

حیرت ہوتی ہے کہ کیسے سلیس اور عام فہم لفظون مین یہ مرثیے کہے ہین کہ ترجمہ کی بھی ضرورت نہین کیونکہ ہر عربی خوان انہین بآسانی سمجھ سکتا ہے ۔

عاتکہ بنت عبد المطلب ۔ آپ حضرت محمد صلعم کی پھوپھی تھین ۔ آپکے اشعار اُس جنگ کے متعلق ہین جو اسلام کے قبل قریش وقیس کے درمیان ہوئی ۔

اُم الصریح الکندیہ ۔ یہ شاعرہ مرثیہ خوانی مین مشہور ہے ۔ اسی نے اپنی قوم کے بہادرون کی تعریف مین یہ بیمثل شعر کہا ہے ۔

اَبَوْا اَنْ یَفِرُّوْا وَالْقَنَا فِیْ نُحُوْرِهِمْ	وَاَنْ یَرْتَقُوْا مِنْ خَشْیَةِ الْمَوْتِ سُلَّمًا

انہون نے ایسے حال مین کہ نیزے اُنکے سینون مین تھے بھاگنے سے انکار کیا ۔ اور اس بات سے بھی کہ خوف اجل سے کسی زینہ پر چڑھ جائین ۔

زینب بنت الطثریہ ۔ اس شاعرہ نے اپنے بھائی یزید پر مرثیے کہے ہین ۔ ایک مرثیہ کا مطلع یہ ہے

اَرَی الْاَثْلَ مِنْ بَطْنِ الْعَقِیْقِ مُجَاوِرِیْ	مُقِیْمًا وَقَدْ غَالَتْ یَزِیْدَ غَوَائِلُہٗ

مین وادی عقیق کے جھاؤ کے درخت کو دیکھتی ہون کہ وہ پڑوس مین کھڑا ہے ۔ پر میرے بھائی یزید کو مصائب مہلکہ نے ہلاک کر دیا ۔

عمرۃ الخثعمیہ ۔ اس نے اپنے دو بیٹون کی موت پر بڑے دلسوز مرثیے کہے ہین وہ نہایت مایوسی کے ساتھ روتی روتی کہتی ہے ۔ ؎

شِهَابَانِ مِنَّا اُوْقِدَا ثُمَّ اُخْمِدَا	وَکَانَ سَنًا لِلْمُدْلِجِیْنَ سَنَاهُمَا

وہ دونون ہم مین آگ کے دو شعلے تھے جو روشن کیے گئے پھر بجھائے گئے اور ان کی روشنی اوّل شب کے چلنے والون کے لیے روشنی تھی ۔

ربطہ بنت عاصم ۔ اس شاعرہ نے بھی اپنی قوم کے متوفی لوگون پر بڑے حسرتناک

مرثیے کہے ہین ۔ وہ اپنے ایک مرثیے مین کہتی ہے ۔

وَلَوْ اَنَّ سَلْمٰی نَالَهَا مِثْلُ رُزْئِنَا	لَهُدَّتْ وَلٰكِنْ تَحْمِلُ الرُّزْءَ عَامِرُ

اگر کوہ سلمیٰ کو ایسی مصیبت پہونچتی جیسی ہمین پہونچی ہے تو وہ پارہ پارہ ہو جاتا۔ مگر میری قوم عامر اُس مصیبت کو اُٹھا رہی ہے ۔

كَاَنَّهُمْ تَحْتَ الْخَوَافِقِ اِذْ غَدَوْا	اِلَى الْمَوْتِ اُسْدُ الْغَابَتَيْنِ الْهَوَاصِرُ

گویا وہ لہراتے ہوئے جھنڈونکے نیچے جب بوقت صبح موت کیطرف گئے پھاڑنیوالے شیر تھے جو بن کے دونو نطرف ہون

انکے علاوہ اور بھی صدہا عورتین ملک عرب مین ہوئین جن کے اشعار آجتک موجود ہین۔

یہود اور عیسائی شعرا کے ذکر سے پہلے اُن سلطنتون کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جو زمانہ جاہلیت مین ہوئی ہین ۔ قدیم زمانہ مین عرب کے جنوب کیطرف دو قومین گزری جنہون نے یکے بعد دیگرے بڑے تجمل و احتشام کے ساتھ بحیرہ قلزم سے لیکر خلیج فارس تک فرمانروائی کی ہے ۔ اور اپنے وقت مین بڑی زبردست تھین ۔ ان کے نام اہل سبا اور حمیر ہین ۔ علما بتاتے ہین کہ اہل سبا ستارون اور دیگر اجرام فلکی کی پرستش کرتے اور نہایت ذکی اور تیز فہم تھے ۔ انکے دارالخلافۃ کا نام مارِب تھا ۔ دولت و ثروت کی انکے پاس کچھ کمی نہ تھی ۔ کیونکہ ہند و ایران ۔ عرب و مصر و شام کی تجارت انکے ہاتھ مین تھی۔ مارِب کا بانی عبد شمس تھا ۔ اس نے دو پہاڑون کے پانی کو شہر کے اندر آنے سے روکنے کے لیے ایک سنگین پشتہ بنایا تھا جسے سد مارِب اور عرم کہتے تھے ۔ اس پشتہ سے برسات کا پانی رکا رہتا اور شہر ہلاکت و بربادی کے خوف سے مامون تھا ۔ ایک دفعہ برسات کا پانی حد سے زیادہ جمع ہوگیا ۔ ادھر پشتہ کے اندر جابجا چوہون نے ہزارون بل بنالیے تھے ۔ پانی بڑی تندی و طغیانی کے ساتھ اوپر چڑھتا آیا اور سوراخون مین بھرنے لگا اور آہستہ آہستہ پشتہ کی بلون والی اور خطرناک دیوارین جذب ہوگیا ۔ دیوار کمزور ہوگئی اور پشتہ یک بیک پھٹ گیا ۔ شہر و گرد و نواح مین اسقدر پانی پھیلا کہ ہزارون مکان گر گئے اور بے شمار آدمی اور چوپایے ہلاک ہوئے ۔ اس واقعہ کو عربی مین سیل العرم کہتے ہین یہ مثلین "ذَهَبُوْا اَيْدِيْ سَبَا اور تَفَرَّقُوْا اَيْدِيْ سَبَا" اسی خوفناک حادثہ پر مبنی ہین

جب ہلاکت و بربادی کا کام پورا ہوگیا پانی سوکھ گیا اور زراعت بدستور ہونے لگی۔لیکن مآرب پھر آباد نہ ہوا اور وہان کے جو تھوڑے بہت باشندے بچے وہ اِدھر اُدھر پراگندہ ہوگئے۔ابن خلدون لکھتا ہے کہ عبد الشمس کے جو مآرب کا بانی تھا بہت سے بیٹے تھے جن مین سے حمیر اور عمرو اور کہلان سب سے زیادہ مشہور ہین۔شاہان یمن جو تبع کہلاتے تھے حمیر کی اولاد تھے۔شاہان حیرہ جو اکثر منذر کہلاتے تھے عمرو کے خاندان سے تھے اور شاہان غسان کہلان کی نسل تھے۔

اہل سبأ کے بعد حمیر عرب کے جنوبی حصے پر قابض ہوگئے اور ملک یمن مین اپنا تسلط جمالیا۔انکے دار الخلافہ کا نام ظفار تھا جسے پیچھے صنعأ کہنے لگے۔شاہان حمیر عام طور پر تبع کہلاتے تھے۔یہ بڑی شان و شوکت سے رہتے اور سونے کا تاج پہنتے تھے۔انہون نے اپنے واسطے ایک نہایت محکم و عالیشان محل بنوایا تھا جسکا نام قصر غمدان تھا۔بلقیس بنت شرحبیل سبا کی ملکہ جو سلیمانؑ کی ہمعصر تھی ایک حمیری شاہزادی تھی۔تبابعہ مین سب سے زیادہ مشہور حارث اور شمر ہوئے ہین۔نشوان سعید الحمیری نے اپنے "قصیدہ الحمیریہ" مین انکی عظمت و شکوہ اور جاہ و جلال کا حال بڑی خوبی و فصاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔جب جدیسیون نے طسمیون کو تہ تیغ کیا تو ایک شخص رباح بن مرّہ نے آکر تبع حسان سے مدد مانگی۔زرقاء الیمامہ اسی کی بہن تھی۔کہتے ہین کہ یہ عورت بڑی تیز نظر اور دوربین تھی۔اور تیس میل کے فاصلہ سے اشیاء کو دیکھ سکتی تھی جب تبع حسان نے جدیسیون پر چڑھائی کی تو اُس نے سوارون کو حکم دیا کہ ہری ہری شاخین کاٹکر اپنے ہاتھون مین لے لینا اور انکی آڑ مین اپنے کو چھپائے رکھنا۔زرقاء نے انہین آتے دیکھکر اپنی قوم سے کہا کہ مین درختون کو اس طرف آتے دیکھتی ہون۔وہ یہ سُنکر ہنس پڑے اور کسی کا نے یقین نہ کیا۔دوسرے دن علے الصباح سوار جدیسیون پر ٹوٹ پڑے اور سبھون کو قتل کیا۔زرقاء کا نام ضرب المثل ہوگیا ہے چنانچہ کہتے ہین "ابصر من زرقاء الیمامۃ"۔ ذُو نُواس جو آخری تبع تھا بڑا ظالم اور متعصب تھا یہ شخص یہودی تھا اور عیسائیون کا جانی دشمن تھا۔اسی نے نجران کے عیسائیون پر

حملہ کیا اور بہتوں کو قتل کرکے باقیوں کو ایک خندق مین ڈلوایا اور آگ لگوادی - غالباً یہی عیسائی شہید قرآن شریف مین اور اسلامی مورخون کی کتابون مین "اصحاب الأخدود" کہلاے ہین - جب رومی شہنشاہ کو اس جانکاہ واقعہ کی خبر ہوئی تو اُسنے نجاشی والی حبشہ کو یمن پر حملہ کرنے کا حکم دیا - ستر ہزار عیسائی فوج یمن مین داخل ہوئے - ذونواس گھوڑے پر سوار ہوکر سمندر مین جا کودا اور غرق آب ہوگیا ملک پر نجاشی نے قبضہ کرلیا - تھوڑی مدت کے بعد یمن کو خسروان ایران نے اپنے قلمرو مین ملحق کرلیا - حمیری کتبے جا بجا پاے جاتے ہین اور اسوقت کی کئی نظمین بھی ہین جن سے اُسوقت کا حال بہت معلوم ہوتا ہے

حیرہ اور غسّان کی سلطنتونکا حال

تیسری صدی عیسوی مین عرب کے شمال اور شمال مشرق کیطرف دو زبردست طاقتون کے مقبوضات تھے - ان دونون کے درمیان صحراے شام واقع تھا جہان انکی سرحدین اگر ملتی تھین - ادہر خسروان ایران ادہر قیصران روم دونون ہر وقت اسی کوشش و تدبیر مین رہتے تھے کہ موقعہ پاکر اپنی سرحد کو بڑھالین اور مخالف کو پسپا کرین - ساتھ ہی اسکے یہ فکر بھی دامنگیر رہتا تھا کہ کیونکر وحشی قبائل کی غارتگری اور لوٹ کھسوٹ سے بچین لہذا ان دونون حکمتون کو انجام دینے کے لیے شاہان فارس و روم کو اپنی اپنی سرحد پر مضبوط قلعے تعمیر کرنے پڑے - جب اِس تدبیر سے انکا مطلب بر نہ آیا تو انہون نے ایک عجیب حکمت عملی سے کام لیا - آس پاس کے جو قبیلے سر برآوردہ - زور آور اور تاخت و تاراج کے خوگر تھے اُنھین ان دونون طاقتون نے زر کا لالچ دیا اور اُنکے مردان جنگ پیشہ کو منتخب کرکے فوج مین بھرتی کرلیا - قواعد جنگ اِنھین سکھائے گئے - آلات حرب انکے سپرد ہوئے اور تنخواہین انکی مقرر کی گئین - مشاہرہ اور لوٹ کی طمع سے یہ لوگ بڑی دلیری و شجاعت تہ دلی اور جان نثاری کے ساتھ اپنے اپنے مالک کے جھنڈے تلے لڑتے تھے - ان کی بہادری و وفاداری سے دونون طاقتون کو بڑے بڑے فائدے پہونچے اور اُنکی سرحدین نہ فقط غنیم کے حملون سے بلکہ بدو رہزنون کی ڈکیتی سے بھی مامون ہوگئین - یون

دو عربی سلطنتون کی بنیاد پڑگئی۔ جن قبائل نے خسروان ایران کی ملازمت اختیار کی وہ دریاے فرات کے مغرب کی طرف سارے عراق مین پھیلے ہوئے تھے۔ اور جنھون نے قیصران روم کی خدمت قبول کی وہ ملک شام مین جاگزین تھے۔ عراق کا سب سے زیادہ مشہور بادشاہ جذیمۃ الابرش تھا جسکا پورا ذکر پہلے ہوچکا ہے۔ اسکے قتل کے بعد اسکا بھانجا عمرو بن عدی تخت نشین ہوا۔ اس نے حیرہ کو اپنا دارالحکومت بنایا اور اپنے ماموں کا قصاص ملکہ زبّا سے لیا۔ حیرہ کے باشندے زیادہ تر عیسائی تھے جو عباد کہلاتے تھے۔ انھین عباد اسوجہ سے کہتے تھے کہ یہ بت پرستون کے مقابلہ مین خدا کے ماننے والے تھے۔ اسکی وفات کے بعد اسکا بیٹا امرءالقیس اوّل بادشاہ ہوا جس نے کچھ عرصے کے بعد مسیحی دین اختیار کرلیا۔ شاہان حیرہ لخمی اس سبب سے کہلاتے ہین کہ عمرو بن عدی نصر بن ربیعہ بن لخم کا پوتہ تھا۔ لخمی خاندان کا پانچوان بادشاہ امرءالقیس ثانی تھا جسے اکثر منذر اور محرق کہتے ہین۔ نُعمان الاعور محرّق کا بیٹا تھا۔ باپ کے انتقال کے بعد جب یہ تخت پر بیٹھا تو اس نے ایک نہایت خوبصورت قصر شاہانہ ساسانی بادشاہ یزدجرد کے بیٹے بہرام گور کے لیے بنوایا۔ اس محل کا نام اُس نے خَوَرنَق رکھا اِسی نے ایک لمبی چوڑی نہر بھی کھدوائی جسکا نام سدیر تھا۔ تھوڑے عرصہ تک حکومت کرکے یہ بادشاہ تارک الدنیا ہوگیا۔ طرطوشی اسکے زاہد ہوجانے کا یہ قصہ بیان کرتا ہے کہ ایک روز نعمان الاعور اپنے محل خَوَرنَق مین بیٹھا ہوا تھا اور اسکے گرد اسکے اُمرا اور مصاحب اور ارکین دولت موجود تھے۔ بادشاہ نے اُن سے دریافت کیا کہ کیا میری طرح حشمت وشکوہ اور شان شوکت کسی اور شخص کو بھی عنایت ہوئی ہے ایک مصاحب نے جواب دیا کہ جو کچھ تیرے پاس ہے فانی ہے کیونکہ یہ تیرا نہین۔ تیرے بزرگ اِسے تیرے لیے چھوڑ گئے اور تو اسے اپنے جانشینون کے لیے چھوڑ جاے گا پس ایسی رفتنی وگذشتنی چیز پر پھولنا اور اترانا کیا۔ اگر کسی گوشہ مین بیٹھکر خدا کی عبادت کرے تو تجھے ایسی زندگی ملے گی جس کے لیے موت نہین۔ اور ایسی جوانی عطا ہوگی جسکے بعد بڑھاپا نہین اور ایسا ملک بخشا جائیگا جسکی سلطنت لازوال ہوگی

بادشاہ نے ان باتون کو سُنکر شاہی جامہ اُتارا اور ٹاٹ اوڑھ کر ایک ویرانہ کو نکل گیا۔ یہ مصاحب بھی اُسکے ہمراہ ہولیا اور دونون تادم مرگ خدا کی طاعت و بندگی مین لگے رہے عدی بن زید۔ عیسائی شاعر نے ذیل کے شعرون مین اسی بادشاہ کی طرف اشارہ کیا ہے

وَتَفَكَّرْ رَبَّ الْخَوَرْنَقِ إِذْ أَشْرَفَ يَوْمًا وَلِلْهُدَى تَفْكِيرُ

تو مالک خورنق کے حال پر غور کر۔ کیونکہ جب وہ جھانکا ایک روز اپنے محل پر سے۔ اور غور و فکر ہی سے ہدایت ملتی ہے۔

سَرَّهُ مَالُهُ وَكَثْرَةُ مَا يَمْلِكُ وَالْبَحْرُ مُعْرِضًا وَالسَّدِيرُ

توخوش کیا اُس کے دل کو اُسکے مال نے اور کثرت مقبوضات نے اور اُس دریا نے جو سامنے بہ رہا تھا یعنی فرات نے اور نہر سدیر نے جسے اُسنے کھدوایا تھا۔

فَارْعَوَى قَلْبُهُ وَقَالَ فَمَا غِبْطَةُ حَيٍّ إِلَى الْمَمَاتِ يَصِيرُ

پھر یک بیک سہم گیا اسکا دل اور وہ بولا کہ متنفس کے واسطے اس حیات مین کیا خوشی ہے جب وہ خود موت کی طرف جارہا ہے۔

ثُمَّ بَعْدَ الْفَلَاحِ وَالْمُلْكِ وَالنِّعْمَةِ وَارَتْهُمْ هُنَاكَ الْقُبُورُ

کیونکہ بعد عیش اور حکومت اور حشمت وجاہ کے اُنھین یہان قبرون نے چھپا لیا۔ یعنی وہ مرگئے اور دفن ہوگئے

نعمان الاعور نے تیس برس سلطنت کرنے کے بعد زہد اختیار کیا۔ اسکے بعد اسکا بیٹا مُنذِر اول بادشاہ ہوا۔ یہ بڑا زبردست بادشاہ تھا۔ جب ایرانیون نے بہرام گور کو سلطنت سے معزول کیا اور ایک دوسرے شاہزادہ کو تاج شاہی پہنایا تو اُس نے مُنذِر سے مدد مانگی۔ مُنذِر نے اپنی فوج لے کر ایران پر چڑھائی کی اور مدائن کا محاصرہ کرلیا۔ اور دو تین لڑائیون مین ایرانیون کو شکست دی۔ اور بہرام کو تخت پر بٹھایا۔ اس نے سنہ ۴۱۸ء سے سنہ ۴۶۲ء تک بڑی شان شوکت کے ساتھ سلطنت کی۔ اسکے بعد نعمان ثانی تخت نشین ہوا۔ اور سات برس تک سلطنت کرکے آخر مین عیسائی ہوگیا اور راج پاٹ چھوڑ کر ایک جنگل کو چلا گیا۔ اسکے بعد اسکا بھائی اسود سنہ ۴۶۹ء مین بادشاہ ہوا اور تادم مرگ ملک شام کے قبائل کو لوٹتا کھسوٹتا رہا۔ مُنذِر بن ماءالسماء اس خاندان کا بڑا مشہور بادشاہ ہے۔ اسی بادشاہ کو حارث بن عمرو

والی کندہ نے شکست دے کر عراق سے بھگا دیا۔ پیچھے شاہ ایران نے اسکی مدد کی
اور اسے پھر تخت پر بٹھایا۔ لخمی و کندی بادشاہون کے درمیان عداوت کی بنیاد
اسی وقت سے پڑی۔ مُنذر بن ماءُ السماء، حارث بن جبلہ والی غسّان کا بڑا دشمن تھا
اسکے انتقال کے بعد اسکا بیٹا عمرو بن ہند تخت پر بیٹھا جسے عمرو بن کلثوم تغلبی نے
اپنی والدہ لیلیٰ کی بے عزتی کے سبب سے قتل کیا۔ عمرو بن ہند نے ۵۵۴ء سے ۵۶۹ء
تک سلطنت کی۔ اسی کے حکم سے طَرَفہ مار ڈالا گیا تھا اور حارث بن حِلِّزہ کا قصیدہ بھی اسی کے
روبرو پڑھا گیا تھا۔ یون زمانۂ جاہلیت کے تین مشہور شعرا اسکے ہمعصر تھے۔ اور امرؤ القیس
اس کے باپ مُنذر بن ماء السماء کا ہمعصر تھا۔ نعمان بن ماء السماء ابو قابوس حیرہ کا آخری
بادشاہ تھا۔ اس نے ۵۹۲ء سے ۶۰۲ء تک سلطنت کی۔ نابغۂ ذُبیانی عرب کا مشہور
شاعر اسی کے عہد مین ہوا ہے۔ اس نے اپنی سوتیلی مان مُتجرّدہ کے ساتھ شادی کی
تھی اور اُسے بہت عزیز رکھتا تھا۔ مگر یہ نالائق عورت مُنخّل یشکری سے جسکا ذکر پہلے
ہو چکا ناجائز محبت رکھتی تھی۔ اسی نے اپنے دو مصاحبون کو زندہ دفن کروا کر اُنکی
قبر پر دو ستون گڑوائے تھے اور دو دن یومُ النعیم اور یوم البُوس مقرر کیے تھے۔ اسے
ہُرمُز پرویز شاہِ ایران نے قتل کیا اور لخمی خاندان کی سلطنت کو خاک مین ملا دیا۔

جن قبائل نے قیصران روم کی خدمت قبول کی اُن پر آل جفنہ حُکمران تھے۔ ۵۲۹ء
مین شہنشاہ روم نے حارث بن جَبَلہ کو ملک شام کا حاکم مقرر کیا تاکہ وہ مُنذِر بن ماء السماء
شاہ حیرہ کا مقابلہ کرے۔ اس نے بڑی دلیری و شجاعت سے مُنذر کا سامنا کیا اور اُسے
فریب سے قتل کروا کے اُس کے لشکر کو شکست دی۔ اسکی وفات کے بعد اسکا بیٹا مُنذِر
تخت نشین ہوا جسنے قابوس بن ہند شاہ حیرہ کو ۵۷۰ء مین شکست دی اور غسّانیون کے
زور و اقتدار کو بڑھایا۔ جو عربی قبائل ملک شام مین پھیلے ہوئے تھے اُنکا نام غسّان
اس طرح پڑ گیا کہ وہ شروع مین ایک مشرب پر جسکا نام غسّان تھا مقیم ہوئے۔ شاہِ
غسّان عام طور پر قیل کہلاتا تھا۔ اہل غسّان بھی اہل حیرہ کی طرح عیسائی تھے۔
غسّانی سلطنت کا دار الخلافت جولان دمشق کے جنوب مین واقع تھا۔ بادشاہ

اور اُسکے اہلکار زیادہ تر خیمون مین رہتے تھے اور خانہ بدوشون کی طرح جہان سبزہ اور پانی دیکھا وہان ہی چل دیے۔ زبان تو ان سبھون کی عربی تھی مگر دستور و قاعدے۔ تہذیب وشایستگی یونانی۔ قابوس بن ہند شاہ غسّان پیچھے قیصر روم سے باغی ہو گیا تھا۔ اسی سبب سے قیصر کے حکم سے اُسے اسیر کر کے قسطنطنیہ لے گئے۔ اس کے بعد غسّان مین کچھ بدنظمی رہی جفنی خاندان کا آخری بادشاہ جَبلہ بن الأیہم تھا۔ اس نے زمانہ اسلام بھی دیکھا۔ اور قیصر کی طرف سے عرصہ دراز تک اسلامی فوج سے لڑتا رہا۔ حضرت عمر رضہ کے زمانہ مین اسلام لے آیا تھا۔ مگر بعد مین پھر عیسائی ہو گیا۔ حسّان بن ثابت رضہ شاعر اسلامی نے بادشاہان غسّان کی شوکت وعظمت اور بے انتہا سخاوت کا بیان نہایت فصاحت کے ساتھ کیا ہے۔ اِن کے دربار مین عیش وعشرت اور رقص وسرود کی کچھ کمی نہ تھی۔ یونانی وعربی چھوکریان جو گانے اور بجانے مین مشاق ہوتی تھین شب و روز اُن کے سامنے حاضر رہتی تھین اور اپنی میٹھی سُریلی آواز سے عاشقانہ غزلین گا کر حاضرین کے دل کو خوش کرتی تھین سونے اور چاندی کے برتن مین دسترخوان پہ کھانے چنے جاتے اور قسم قسم کے پھول اور عطر سے ہوا مین بھینی خوشبو ہر وقت رہتی تھی۔ دوستون اور مصاحبون کو خلعت اور صلے روز دیے جاتے۔ اور غربا و مساکین کو طرح طرح کے کھانے کھلائے جاتے تھے۔ جب نعمان بن ماء السماء ابو قابوس نے نابغہ ذُبیانی پر اپنی زوجہ کی طرف سے کچھ شک کیا تو وہ شاعر حیرہ سے بھاگ کر غسّان کو گیا۔ حارث بن جَبلہ نے اُسکی بڑی قدردانی کی۔ اُنکے تلطّف ومہربانی کی تعریف اُس نے اپنے ایک قصیدہ مین کی ہے اسی قصیدہ مین اُس نے عمرو بن حارث شہزادہ غسّان کی مدح مین یہ لاثانی شعر کہا ہے ؎

وَلَا عَیْبَ فِیْہِمْ غَیْرَ اَنَّ سُیُوْفَہُمْ	بِہِنَّ فُلُوْلٌ مِنْ قِرَاعِ الْکَتَائِبِ

اور ان مین کوئی عیب نہین ہے سوا اسکے کہ انکی تلوارون مین لشکرون کے ساتھ شمشیرزنی کرنیکے سبب دندانے ہین۔

حیرہ اور غسّان کی سلطنتون کے ذریعے سے خاص قوم عرب کو دو فائدے پہونچے۔ اوّل اسلام کے لیے راستہ طیار ہو گیا کیونکہ مسیحیونکے وسیلے سے کتب مقدسہ اور رسولون اور پیغمبرون کی بہت سی باتین عوام الناس کو معلوم ہوئین۔ دوم۔ اسلامی سلطنت

کی راہ کھل گئی ۔ کیونکہ حیرہ اور غسّان کے عربی مسیحیون کو قیصر و خسرو دونون کی اصلی قوت سے واقفیت ہوگئی ۔ علاوہ برین بہت سے قبیلون کا رشتہ قبائل حیرہ و غسّان کے ساتھ تھا ۔ لہذا جب حضرت ابوبکر صدیق رضا اور حضرت عمر فاروق رض کے عہد خلافت مین یہی قبائل جو اسلام لے آئے تھے اقلیم ستانی کے لیے ملک عرب سے نکلے تو بآسانی ایران و شام کو فتح کر لیا ۔ جہان جہان حیرہ و غسّان کے قبائل پھیلے تھے وہان انکا تسلط آن کی آن مین ہوگیا ۔ کیونکہ ہر جگہ ان ہی کی ہڈی اور خون کے لوگ تھے خالد بن ولید کے اصل پیش رو ان ہی دو مقامات کے بادشاہ تھے

اشعار جاہلیت کی خصوصیات کا بیان بہت کچھ ہو چکا ۔ سادگی ۔ سلاست ۔ فصاحت شجاعت ۔ سخاوت ۔ طلب ثار ۔ مہمان نوازی ۔ جنگ و جدال ۔ حمایت جار ۔ امداد مظلوم کثرت سفر ۔ تحمّل مصائب ۔ لحاظ حسب و نسب ۔ میخواری ۔ قماربازی ۔ بے اعتدالی کلام قدرتی مناظر ۔ عشق و محبت ۔ حقارت و عداوت ۔ ناعاقبت اندیشی ۔ اور رندیت ان کی خصوصیات ہین ۔

جاہلیت کے یہودی و مسیحی شعراء

حجاز کے شمال کے قصبون اور بستیون مین یہودی بود و باش کرتے تھے ۔ جنہون نے پہلی و دوسری صدی عیسوی مین اپنا وطن رومی بادشاہون کے خوف سے چھوڑا تھا ۔ اور عرب مین بھاگ کر پناہ لی تھی ۔ بت پرست رومی ان کے جانی دشمن تھے ۔ سنہ ۷۰ء مین رومی فوج نے یروشلم پر حملہ کیا اور آس پاس کے دیہات کو جلا کر شہر مقدس کا محاصرہ شروع کیا ۔ پندرہ لاکھ یہودی اسوقت شہر کے اندر جمع تھے ۔ محاصرین نے شہر پر قبضہ کرنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا ۔ آمد و رفت کے سارے راستے بند کر دیے گئے اور کسی طرف سے رسد یا کمک کی امید نہ رہی قحط و مری نے اپنا کام شروع کر دیا ۔ اور لوگ بہ کثرت مرنے لگے ۔ اُدھر باشندون مین نفاق پیدا ہوگیا جس کی وجہ سے سینکڑون مقتول ہونے لگے اور کشت و خون کا

بازار گرم ہو گیا اتنے مین شہر غنیم کے ہاتھ آیا۔ اُنہون نے نہایت بے دردی سے مردون اور عورتون اور بچّون پر ہاتھ صاف کیا۔ لاکھون یہودی تلوار کی دھار سے قتل کیے گئے۔ اور جو باقی بچے وہ غلامی مین بیچے گئے۔ اس سخت مصیبت مین انہین راہ گریز بھی نہ ملی سے مقام امن جو ڈھونڈھا تو راہ بھی نہ ملی ؛ اور قہر تھا کہ خدا کی پناہ بھی نہ ملی + جو تھوڑے سے بہت یہودی اِدہر اُدہر اور مقامات مین تھے وہ اپنی آن وجان۔ دین وایمان لیکر بھاگے اور عرب کی وادیون اور صحراؤن مین پناہ گزین ہوئے۔ یون یہودیون کے قبائل۔ بنی قریظہ۔ بنی ہدل۔ اور بنی نضیر خاص عرب مین زمینگیر ہوئے اور زمانہ اسلام تک رہے۔ وہان جاکر انہون نے اپنے پڑوسیو نکی زبان اختیار کر لی اور خالص اور سلیس عربی بولنے لگے۔ مذہب کے اعتبار سے وہ یہودی تھے۔ اور زبان کے اعتبار سے عربی۔ اُس وقت کے دستور کے مطابق یہ بھی اپنے اور اپنی قوم کے کارنامے اشعار مین بیان کرتے اور عرب جاہلیت کی طرح اپنی شجاعت وسخاوت پر فخر کرتے تھے۔ ان کا سب سے مشہور شاعر سموئل بن عادیا تھا یہ شخص والی تیما تھا۔ اسکے پاس ایک بڑا محکم وسنگین قلعہ تھا۔ جسے اَبلق کہتے تھے۔ اس قلعہ کے اندر ایک گہرا کنوان میٹھے پانی کا بھی تھا۔ سموئل اپنی صداقت ووفاداری کے سبب سے مشہور ہے۔ امرء القیس نے اسکے پاس کچھ ہتھیار اور زرہین امانت رکھی تھین۔ جب وہ قسطنطنیہ کو روانہ ہو گیا تو منذر شاہِ حیرہ نے حارث بن ظالم کو فوج کے ساتھ سموئل کے پاس بھیجا کہ امرء القیس کی امانت اس سے چھین لائے۔ سموئل نے اُس کے دینے سے انکار کیا۔ اتفاق سے سموئل کا بیٹا جو شکار سے واپس آرہا تھا حارث کے ہاتھ مین گرفتار ہو گیا۔ حارث نے سموئل کو وہ لڑکا دکھایا اور کہا کہ اگر تو امرء القیس کی چیزین میرے حوالے نکرے تو مین اس لڑکے کو قتل کر دونگا سموئل نے جواب دیا کہ جو تیرا جی چاہے کر۔ مین عہد شکنی نہین کرسکتا۔ اس جواب کو سُنکر حارث نے اپنی تلوار سے اُس لڑکے کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ اسوقت سے سموئل کا نام ایفاے عہد مین ضرب المثل ہو گیا۔ چنانچہ عرب کے لوگ اب تک یہ مثلین روزمرہ استعمال کرتے ہین "وَفَاءٌ کَوَفَاءِ السَّمَوْءَلِ" اور "اَوْفیٰ مِنَ السَّمَوْءَلِ" سموئل اپنی اسں

امانت داری کا بیان اِس طرح کرتا ہے ۵

وَفَیْتُ بِاَدْرُعِ الْکِنْدِیِّ اِنِّیْ	اِذَا مَا خَانَ اَقْوَامٌ وَفَیْتُ

مین نے کندی امرء القیس کی زرہون کے معاملہ مین ایفاے عہد کیا۔ مین وفا سے پیش آتا ہون جب اور لوگ خیانت کرین۔

بَنٰی لِیْ عَادِیَا حِصْنًا حَصِیْنًا	وَبِئْرًا کُلَّمَا شِئْتُ اسْتَقَیْتُ

عادیا نے میرے لیے ایک مضبوط قلعہ بنا دیا ہی اور ایک ایسا کنوان جس مین سے جب چاہتا ہون پانی پلاتا ہون۔

رَفِیْعًا تَزْلِقُ الْعِقْبَانُ عَنْہُ	اِذَا مَا نَابَنِیْ ضَیْمٌ اَبَیْتُ

وہ ایسا عالیشان قلعہ ہے کہ عقاب اُسپر سے پھسلتے ہین۔ اور جب کوئی ظلم مجھ تک آتا ہے تو مین اُسکے قبول کرنے سے انکار کرتا ہون۔

وَاَوْصٰی عَادِیَا قِدْمًا بِاَنْ لَا	تُہَدِّمْ یَا سَمَوْءَلُ مَا بَنَیْتُ

اور عادیا نے تو شروع ہی سے یہ وصیت کردی ہے کہ اے سموئل۔ جس چیز کو مین نے تعمیر کیا ہے وہ کبھی منہدم نہوگی۔

اسکی ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی نظم ہے جس مین سے چند اشعار بطور نمونہ کے یہان نقل کیے جاتے ہین ۵

وَاِنَّا لَقَوْمٌ مَا نَرَی الْقَتْلَ سُبَّۃً	اِذَا مَا رَاَتْہُ عَامِرٌ وَسَلُوْلُ

ہم ایسی قوم ہین کہ جنگ مین قتل ہونیکو عار و ننگ نہین سمجھتے۔ جبکہ بنی عامر اور بنی سلول اُسکو عار سمجھین

یُقَرِّبُ حُبُّ الْمَوْتِ اٰجَالَنَا لَنَا	وَتَکْرَہُہٗ اٰجَالُہُمْ فَتَطُوْلُ

ہمارا موت کو دوست رکھنا ہمارے آخری وقتون کو ہم سے قریب کردیتا ہے۔ اور اُنکے آخری وقت موت سے گھبراتے ہین سو ان کی عمرین دراز ہوتی ہین۔

وَمَا مَاتَ مِنَّا سَیِّدٌ حَتْفَ اَنْفِہٖ	وَلَا طُلَّ مِنَّا حَیْثُ کَانَ قَتِیْلُ

اور ہمارا کوئی سردار بچھونے پر پڑ کر اپنی موت سے نہین مرتا۔ اور ہمارا کوئی ایسا مقتول نہین جس کا قصاص نہ لیا گیا ہو۔

تَسِیْلُ عَلٰی حَدِّ الظُّبَاتِ نُفُوْسُنَا	وَلَیْسَتْ عَلٰی غَیْرِ الظُّبَاتِ تَسِیْلُ

وَمَا اُخْمِدَتْ نَارٌ لَنَا دُوْنَ طَارِقٍ	وَلَا ذَمَّنَا فِی النَّازِلِیْنَ نَزِیْلُ

ہماری آگ کبھی مسافر شب آیندہ کے ورے بجھائی نہین جاتی۔ اور مہمانوںمین سے کبھی کسی نے ہمین برا نہین کہا
سموئل بن عادیا کی بہت سی نظمین ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بہت بڑا فصیح وقادر الکلام تھا
اعشیٰ نے اسکی مدح مین بہت اشعار کہے ہین۔
الربیع بن ابوالحقیق۔ یہ شاعر اپنے قبیلہ کو لے کر جنگ بُو آث مین بڑی دلیری سے لڑا۔ نابغہ اسکا ہمعصر تھا۔ اسکے بیٹے حضرت محمد صلعم کے جانی دشمن تھے۔
اس زمانہ مین عیسائی بھی ملک عرب مین بکثرت تھے۔ بہت سے قبیلے عیسائی ہو گئے تھے اور شام وحیرہ کے قبائل عموماً نصاریٰ تھے۔ ان کے بیشمار گرجے اِدھر اُدھر بنے تھے۔ ان ہی لوگون نے سب سے پہلے سُریانی زبان کے حروف مین عربی کتابت شروع کی اور اہل عرب کو لکھنا پڑھنا سکھایا۔ عیسائیون مین سب سے پہلا نامی شاعر برّاق بن روحان ہوا ہے۔ یہ شخص تمیمی تھا اور صغر سنّ مین اونٹ چراتا تھا۔ اور اکثر اونٹ کا دودھ لیکر ایک راہب کے پاس جاتا اور اُس سے انجیل کی تعلیم پاتا تھا۔ کچھ عرصے کے بعد یہ مسیحی ہو گیا اور شعر گوئی اور فروسیت کی مشق کرنے لگا۔ اور رفتہ رفتہ ان مین پوری مہارت حاصل کر لی۔ اِسی کے یہ نے نظیر شعر ہین ؎

یَا طَالِبَ الْاَمْرِ لَا یُعْطٰی اَمَانِیْہِ	اِسْتَعْمِلِ الصَّبْرَ فِیْ مَا کُنْتَ تَبْغِیْہِ
وَصَاحِبُ الصِّدْقِ یَجْنِیْ صِدْقَہٗ حَسَنًا	وَصَاحِبُ الشَّرِّ سُوْءَ الشَّرِّ یَجْنِیْہِ

عالم فانی کے رنگ کو دیکھکر اسکا دل دُنیا سے کچھ ایسا نفور ہو گیا تھا کہ سب کچھ چھوڑ کر گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ لیکن جب بنی ربیعہ اور بنی طیؔ کے درمیان جنگ چھڑی تو قوم کے سردار اسکی مدد کو اسکے پاس آئے۔ اُس موقعہ پر وہ ذیل کے اشعار کہکر اُنکے ساتھ ہو لیا ؎

لَعَمْرِیْ لَسْتُ اَتْرُکُ اٰلَ قَوْمِیْ	وَاَرْحَلُ عَنْ فِنَائِیْ اَوْ اَسِیْرًا
اَاَنْزِلُ بَیْنَہُمْ اِنْ کَانَ یُسْرًا	وَاَرْحَلُ اِنْ اَلَمَّ بِہِمْ عَسِیْرًا

اسکی مدد سے اسکی قوم فتحمند ہوئی اور لوگون کی نظر مین اسکی قدر و منزلت بڑھ گئی یہ عمر رسیدہ ہو کر ۵۲۵ء مین جان بحق ہوا۔

امرؤ القیس۔ اُمیہ بن ابی الصَّلت اور حاتم طائی بھی عیسائی شعراء تھے۔ انکا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ عیسائیون مین سب سے نامی شاعر امرؤ القیس کو چھوڑ کر عدی بن زید تھا۔ یہ شخص اولاد نزار مین سے تھا اور اپنے زمانہ مین فاضل اجل اور نہایت مقتدر اور ہر دل عزیز گذرا ہے نعمان بن المنذر اس ہی کی بدولت حیرہ کے تخت پر بیٹھا اور اپنی بیٹی ہند کی شادی اس سے کر دی۔ اسکے دو بھائی اُبی اور عامر تھے۔ پہلے تو نعمان نے اسے سفید و سیاہ کا مالک بنا دیا پھر پیچھے حسد کر کے اُسے قید کر دیا۔ قید خانہ مین اس نے بڑے دردناک شعر کہے ہین جن مین سے چند نمونہ کے طور پر یہان نقل کیے جاتے ہین ؎

اَلَا مَنْ مُبْلِغُ النُّعْمَانَ عَنِّیْ	وَقَدْ تُهْدَی النَّصِیْحَةُ بِالْمَغِیْب
اَحَظِّی کَانَ سِلْسِلَةً وَقَیْدًا	وَغُلًّا وَالْبَیَانُ لَدَی الطَّبِیْب
اَتَاكَ بِاَنَّنِیْ قَدْ طَالَ حَبْسِیْ	وَلَمْ تَسْأَمْ بِمَسْجُوْنٍ حَرِیْب
وَبَیْتِیْ مُقْفِرٌ اِلَّا نِسَاءً	اَرَامِلَ قَدْ هَلَكْنَ مِنَ النَّحِیْب
یُبَادِرْنَ الدُّمُوْعَ عَلٰی عَدِیٍّ	كَشَنٍّ خَانَهُ خَرْزُ الرَّبِیْب
فَهَلْ لَكَ اَنْ تَدَارَكَ مَا لَدَیْنَا	وَلَا تُغْلَبْ عَلَی الرَّاْیِ الْمُصِیْب
فَاِنِّیْ قَدْ وَكَلْتُ الْیَوْمَ اَمْرِیْ	اِلٰی رَبٍّ قَرِیْبٍ مُسْتَجِیْب

جب کسریٰ کو خبر ہوئی کہ عدی قید ہے تو اس نے نعمان کو ایک خط لکھا کہ اُسے آزاد کر دے۔ پر اس خط کے پہونچنے سے پہلے ہی نعمان نے اُسے قتل کروا دیا تھا۔ یہ شاعر ۵۸۰ء مین مارا گیا۔ کلام اسکا فصیح و بلیغ اور اشعار اسکے نہایت پُر اثر اور سنجیدہ ہین۔ خلیفہ ولید ثانی اس کے دیوان کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا اور اس کے رقت انگیز شعرون کو پڑھکر رو دیا کرتا تھا۔ اسکی نظمون مین رندانہ و ناصحانہ کلام آمیختہ ہین۔ کہین تو خالص مئی اور گلعذاران جفا پیشہ کا ذکر ہے اور کہین زوال دُنیا اور ظلمت گور کا۔ کبھی تو مستانہ وار قہقہہ مار کر جام شراب کی تعریف کرتا ہے اور کبھی اشکباری و آہ و زاری کے ساتھ دیوانہ وار موت و ہلاکت کی خبر دیتا ہے۔ اسی کی نصیحت سے نعمان عیسائی ہو گیا تھا اور اسی کے اشعار سنکر نعمان الاکبر پر ہیبت چھائی تھی۔

ابوزبید۔ یہ شخص بنی طی مین سے تھا اور جاہلیت واسلام دونون زمانے دیکھے ہوئے تھا۔ یہ بادشاہون کی زیارت کرتا اور اکثر ان کے دربار مین اپنا وقت کاٹتا تھا۔ حضرت عثمان بن عفانؓ کا بڑا مقرب دوست تھا۔ اور اپنی لاثانی عبارت آرائی سے انکا دل بہلایا کرتا تھا۔ ایک موقعہ پر آپ نے انکے سامنے ایک قصیدہ پڑھا جسمین یہ پر لطف شعر آیا ہے۔

مَنْ مُبْلِغٌ قَوْمَنَا النَّائِينَ إِذْ شَحَطُوا ۔ أَنَّ الْفُؤَادَ إِلَيْهِمْ شَيِّقٌ وَلِعُ

اس شاعر نے ۵۹ہجری مین وفات پائی۔

باب ۵۔ حضرت محمد علیہ السلام اور اسلام

آپ ۵۷۰ء مین پیدا ہوئے۔ ہاشم کے خاندان سے تھے۔ والد کا نام عبداللہ۔ اور والدہ کا آمنہ تھا۔ پیدایش سے کئی مہینے پہلے والد راہی ملک بقا ہو چکے تھے۔ زمانہ طفولیت بنی سعد کے درمیان ایک عورت حلیمہ کے ساتھ گذرا۔ یہ آپ کی دایہ تھی۔ ایک دن صحرا مین اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ یک بیک دو فرشتون نے آکر آپ کو آہستہ سے زمین پر لٹا دیا اور سینہ چاک کرکے سویدا قلب نکال لے گئے اُسوقت آپ پانچ برس کے تھے۔ حلیمہ اس حال کو سنتے ہی آپکو آمنہ کے پاس لائی اور آپ کو ان کے سپرد کیا۔ جب آپ چھ برس کے تھے تو والدہ کے ساتھ مدینے گئے۔ لوٹتے وقت راہ مین والدہ بھی کوچ کر گئین۔ اُم ایمن کے ساتھ مکہ کو واپس آئے۔ وہان آپکے دادا عبدالمطلب بار پرورش کے متحمل ہوئے۔ جب آٹھ سال کے تھے تو دادا نے انتقال کیا تب آپکے چچا ابوطالب نے آپ کی حفاظت و پرداخت کا ذمہ لیا۔ بچپن مین بھیڑ بکریان چراتے تھے۔ حضرت موسیٰ اور حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح گلون کی چوپانی سے امت کی پاسبانی کے لیے مقرر کیے گئے۔ جب آپ بارہ سال کے تھے تو اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ ملک شام کو گئے کہتے ہین کہ وہان ایک راہب سے جسکا نام بحیرا تھا آپ کی ملاقات ہوئی۔ اُس نے آپکے کندھون پر مہر رسالت دیکھی اور آپ کو رسول مان لیا۔ پچیس برس کی عمر مین آپ پھر ملک شام کو گئے۔ خدیجہ نے آپ کو وہان اشیاء تجارت

کی فروخت کے لیے بھیجا تھا - خدا کے فضل سے نفع خوب ہوا - جب واپس آئے تو خدیجہ نے آپ کے ساتھ نکاح کرلیا - اسوقت آپ کی عمر پچیس سال کی تھی اور خدیجہ چالیس برس کی تھین - اس کے بعد پندرہ برس تک آپ نہایت سادگی و پاکیزگی کے ساتھ اپنی نیک و خداپرست زوجہ کے ساتھ رہے - چالیس برس کی عمر مین وحی نازل ہوئی اور اُسوقت سے تادم مرگ حضرت جبرئیل برابر وحی لیکر آپ کے پاس آتے رہے - جماعت مُومنین اور اُمہات المومنین مین حضرت خدیجہ علیہا السلام کا سب سے اول درجہ ہے - کیونکہ سب سے پہلے آپ ہی حضرت مصطفےٰ کی رسالت پر ایمان لائین - اِن کے بعد حضرت علی بن ابی طالبؓ - زید بن حارثہ اور حضرت ابوبکر بن اَبی قُحافہ قریش کے ایک مشہور و متمول تاجر اسلام لائے آغاز رسالت مین کفار قریش فقط تمسخر و استہزا سے کام لیتے رہے - لیکن جب دیکھا کہ آپ خالص توحید کی منادی کرتے ہین اور بُت ہاے کعبہ اور بُت پرستی سے بال بھر بھی سروکار نہین رکھتے تو دانت پیس پیس کر اور قسم کھا کھا کر آپ کی ہلاکت کے درپے ہوئے - غربا اور غلامون مین سے بہتیرے ایمان لا چکے تھے - قریش نے انہین ستانا شروع کیا حتے کہ کئی مرتد ہوگئے - جب حضرتؐ نے دیکھا کہ مُومنین کو کفار کی طرف سے ازحد مصیبت و اذیت پہنچ رہی ہے تو انہین حبشستان کے عیسائی بادشاہ نجاشی کے پاس پناہ لینے کا حکم دیا - قریب سو جانین بھاگ کر وہان گئین - نجاشی بڑی ہمدردی اور مہربانی سے انکے ساتھ پیش آیا - اِدھر سختی و مخالفت کی گھٹا یوماً فیوماً بڑھتی اور زیادہ سیاہ ہوتی گئی - ابولہب اور اُسکے ساتھی بے حرمتی و ایذا دہی مین کوئی کسر نہین رکھتے تھے - جب آپ کھانا پکانے بیٹھتے یا عبادت مین سربسجود ہوتے تو ناپاک و غلیظ اشیاء آپ پر پھینکی جاتی تھین - مگر آپ صبر کے ساتھ ساری تکلیفین جھیلتے گئے اِدھر یہ آفتین برس رہی تھین اُدھر خدا تعالےٰ کے فضل سے دو بڑے معتبر اور نامی اشخاص اسلام لائے - آپ کی رسالت کے چھٹے سال آپ کے چچا حمزہ اور عمر بن الخطاب مومنون کی جماعت مین شامل ہوئے - اُنکے اسلام لاتے ہی تکالیف و مصائب کی تخفیف ہوئی - خداے واحد کی عبادت اب کُھلّم کُھلّا ہونے لگی - اور خوف و ہراس جاتا رہا

مگر گو علانیہ عبادت کرنے کی جرأت انہین ہوگئی تاہم مصیبت وایذا سے اب تک محفوظ
نہین تھے - چار برس اسی حال مین گذرے - اسلام ترقی کرتا گیا - آخر رسالت کے
دسوین سال مین حضرت خدیجہ جان بحق ہوئین اور اُنکے پانچ ہفتہ بعد ابوطالب بھی
رخصت ہوئے - جو صدمہ ان جانکاہ واقعات سے آپ کو پہونچا اسکا بیان ناممکن ہے -
لیکن آپ کو اسلام کا زیادہ خیال تھا - اپنی مصیبت ورنج کو بھول کر آپ طائف کے
بُت پرستون کو دین خدا کی خبر دینے گئے - بعد دس روز کے قیام کے وہان سے لوٹے
عوام نے آپ کی بڑی بے عزتی کی - اور اتنے پتھر پھینکے کہ آپکے دونون پانؤون سے خون
جاری ہوگیا - مکّہ لوٹ کر پھر قریش کو اسلام کیطرف مائل کرنے کی کوشش کی - آخر
مایوس ہوکر ۶۲۲ء مین مدینہ کو ہجرت کی - اسوقت سے نقشہ پلٹ گیا - کامیابی اور فتحمندی
ہر کام مین دکھائی دینے لگی - دین قائم ہوگیا اور مومنین کو امن واقبالمندی نصیب ہوئی
اسوقت سے اسلام کی قوت وعظمت روز بروز بڑھنے لگی اور چارون طرف اسکا نور
چمکنے لگا - رفتہ رفتہ مختلف قبیلے ایمان لائے - اور حضرت کی وفات تک عنقریب
سارے قبائل مسلمان ہوگئے - اسلام اور اُسکے لوگ غالب آئے - بُتون اور بُت پرستونکا
سر نیچا ہوا - اور جس کتاب کو لوگ اساطیر الاولین کہتے تھے وہ کلام اللہ ثابت ہوا -
جس ہمت واستقلال - جس حوصلہ وایمان کے ساتھ حضرت نے اسلام کی اشاعت مین
کوشش کی - اسکی نظیر صفحۂ تاریخ مین کم ملتی ہے - بڑی محنت ومشقت اور جانفشانی
کے بعد خدا اور فرشتون - قیامت وعدالت کی تعلیم نے لوگون کے دلون پر اثر کیا
طرح طرح سے اور کئی کئی دفعہ کفار نے معجزہ طلب کیا - حضرت کا برابر یہی جواب تھا
کہ قرآن سب سے بڑا معجزہ ہے - منافقین ویہود نے کچھ عرصہ تک بہت دق کیا لیکن
آخر کار مغلوب ہوئے - اُنکی مخالفت سے اسلام کو کوئی نقصان نہ پہونچا - زمانہ جاہلیت کا
خاتمہ ہوگیا - اور ایک نئے وروشن زمانہ کا آغاز ہوا جس نے بت پرست عرب کے سارے
بُرے دستورون کو مٹا دیا - خونریزی اور غارتگری کی جگہ صلح واخوت قائم ہوئی -
بے دینی وکفر وبُت پرستی کے بدلے سچے اور واحد خدا کی پرستش شروع ہوگئی " جاء الحق

وَزَهَقَ الْبَاطِلُ - اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا" اور جہان پہلے دغا و ظلم کی گرم بازاری تھی وہان صداقت و انصاف کا پایہ بلند ہوا -

حضرت اپنے ساتھ فقط اسلام ہی نہین لائے تھے بلکہ ایسی خو و خصلت رکھتے تھے جو ساری اسلامی دنیا کے لیے نمونہ بن گئی - تیرہ سو برس سے آپکے جان نثار پیرو اور سچے معتقد یہی کوشش کرتے رہے ہین کہ آپکے نقش قدم پر چلین اور آپ کی سُنت پر پورے دل سے عمل کرین - دینداری کی روح وروان وہ اسی مین سمجھتے ہین کہ کسیطرح آپکی مانند زندگی بسر کرین تاکہ عاقبت بخیر ہو - دُنیا کے ہر گوشہ مین آپکے ہزارون اور لاکھون فدائی ہین جن کو آپ کا نام بھی پیارا ہے - آپنے اپنے پیچھے ایسا مقناطیسی اثر چھوڑا ہے جو ابتک اہل اسلام کو اُسی زور و قوت کے ساتھ اپنی طرف کھینچتا ہے - قبر پاک آپکی مدینہ منورہ مین اور گھر آپ کا ہر مومن کے دل مین ہے - جیتے جی فقط قبائل عرب کے رہبر و ہادی تھے - اب مختلف قومون کے رہنما ہین - جب نعرۂ توحید بلند ہوتا ہے آپ کی رسالت کی شہادت بھی ساتھ دی جاتی ہے - جنھین پہلے کفار ساحر و مجنون جانتے تھے انھین اہل ایمان شفیع المذنبین اور عون الوریٰ مانتے ہین - عجیب اخلاص وحسن عقیدت کے ساتھ آپکے عاشق وشیدا نے اپنی محبت قلبی کا اظہار کیا ہی تکلیف ومصیبت مین - رنج ویاس مین - تندرستی وبیماری مین - زندگی اور موت مین کروڑون کو آپ کی تعلیم و نمونہ سے طاقت وتسکین حاصل ہوئی ہے - جو کچھ آپکے پاس تھا آپنے بے دریغ اورون کو دیدیا - قوم کی اصلاح اور بنی آدم کی ہدایت کے لیے جو کچھ ہو سکا کیا - ایک دن بھی آپ کا راحت وچین کے ساتھ نہ گذرا - شب وروز فکر اغیار کا سامنا رہا - سکھ اور عیش کے واسطے مہلت نہ تھی - تنگی اور افلاس ہر وقت کے مہمان تھے - دوسرون کے غم و فکر مین ہر روز جلے اور دوسرون ہی کے لیے ساری صعوبتین اُٹھائین - اس سے زیادہ فرشتہ بھی نہین کرسکتا تھا - دل وجان بادفدایت ای رسول عربی -

آپکے زمانہ مین علاوہ عیسائیون اور یہودیون کے دو اور مذہبی فرقے عرب مین تھے - ایک فرقۂ حنیف - دوسرا فرقۂ رکوسیہ - حنیف وہ لوگ تھے جو حضرت ابراہیم ع کے

دین پر چلنے کا دعوے کرتے تھے۔ شمار مین یہ بہت ہی تھوڑے تھے لیکن ان کا اثر بہت بڑا اور وسیع تھا۔ ان مین ورقہ بن نوفلؔ قرشی۔ اور زید بن عمرو بن نفیل قرشی اور اُمیّہ بن ابی الصّلت ثقفی معززومشہور ہین۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ورقہ تو عیسائی ہوگیا مگر زید دینِ ابراہیم پر قائم رہا۔ یہ لوگ بت پرستی سے نفرت کرتے تھے یہانتک کہ بتونکی قربانی کو بھی حرام وناپاک سمجھتے تھے۔ دختر کشی اور لوٹ مار کو بھی مکروہ بتاتے تھے۔ کتاب الاغانی سے معلوم ہوتاہے کہ اُمیّہ بن ابی الصّلت صحائف انبیاء سے واقف تھا۔ میخواری کو ناجائز وحرام جانتا تھا۔ زہد وتقوی مین مشہور تھا اور ٹاٹ لپیٹے رہتا تھا۔ اسے اُمید بھی کہ پیغمبر ہو۔ لہذا جب اُسنے سُنا کہ حضرت محمدؐ رسول ہونے کا دعوی کرتے ہین تو آپکا سخت مخالف ہوگیا۔ ابن ہشام کا قول ہے کہ ورقہ حضرت خدیجہؓ کے رشتہ مین تھا۔ اور پیچھے اسلام لے آیا۔ یہ شخص عالم اور پاک نوشتون سے واقف تھا۔

رکوسیہ بدعتی عیسائیونکا ایک فرقہ تھا۔ عقائد کے اعتبار سے یہ نہ یہودی تھے نہ عیسائی وضوء وطہارت کے بڑے پابند تھے۔ ان مین سے بعض مسیح کی موت کے منکر تھے۔ اور یہ کہتے تھے کہ خداوند یسوع مسیح نہین مارا گیا بلکہ کسی اور شخص کی صورت اسکی مانند ہوگئی۔ اس فرقہ کے لوگ ابتک عراق مین موجود ہین۔ مین کوئی مذہبی رسالہ نہین بلکہ علم ادب کی تاریخ لکھ رہا ہون۔ اور چونکہ عربی زبان کا علمِ ادب بہت کچھہ اسلام کے ساتھ وابستہ ہے اس سبب سے اسلام کا اور بانی اسلام کا ذکر کرنا پڑا۔ اس سے کوئی صاحب یہ نتیجہ نہ نکالین کہ مین اپنے عقائد مین اسلامی ہون۔ مین حضرتؐ کی اور اسلام کی تعریف صدق دلی سے کرتا ہون کیونکہ دونون تعریف کے لائق ہین۔ مین جانتا ہون کہ اسلام نے مسیحؑ کی الوہیت اور کفارہ کا صاف وصریح انکار کیا ہے اسکے یہ معنے نہین ہین کہ اس انکار کے سبب سے توہین کے کلمے استعمال کیے جائین۔ اکابر الناس کی تعظیم وتکریم ہر فرد بشر پر واجب ہے۔ جس شخص نے بنی آدم کی بہبود وفلاح کے لیے زندگی بھر کوشش کی اور اپنے اکیلے دم سے عالم کے رنگ کو بدل دیا۔ بُت پرست عرب۔ اور آتش پرست عجم اور وحشی ترک کو موحد۔ خدا پرست اور مہذب بنا دیا۔ علوم وفنون مین زندگی کا دم پھونک دیا۔

عقائد و خیالات مین ویرپا انقلاب پیدا کردیا - وہ ہر طرح سے میری اور ہر منصف وحق پرست
آدمی کی مدح کا سزاوار ہے -

باب ۶ - زمانہ اسلام - اس وقت کے شعرا

ادبیت کے لحاظ سے یہ زمانہ بےمثل ہے - قرآن شریف کے نازل ہونے سے عربی زبان کی قدرو
منزلت بے انتہا بڑھ گئی - اسکی فصاحت و بلاغت کے آگے عرب کی سحر بیانی مات تھی لسان
العرب کے اس دائمی معجزہ کے سامنے اہل سخن کی زبان لال تھی - ارباب فضیلت و اہل کمال
نے مان لیا کہ ایسا کلام انسان ناقص البنیان کی طاقت سے باہر ہے - ایک ایک جملہ اس
کلام ربانی کا اسرار بلاغت کا نمونہ اور معانی و بیان کے اصول کا گنجینہ ہے - اس مین
الہ العالمین جسکی آواز سے زمین و آسمان لرزتے ہین بولتا ہے اور انس وجان و ملائکہ
سر جھکا کر اس کے کلام کو سُنتے ہین - اور کسی کو چون وچرا کی مجال نہین - پیمانۂ فصاحت
ہے تو یہ ہے - معیار بلاغت ہے تو یہ ہے - زبان دانی کی جان و روح یہی ہے کہ قرآن مجید
حفظ ہو اور اس کے لُغات و محاورات اور اسرار معانی و بیان پر عبور ہو - اصل ادیب
وہی ہے جسے دقائق ہائے فرقان حمید معلوم ہین -

ماسوا اس کلام معجز نما کے کلام رسول بھی ادبیت کے اعتبار سے بہت بڑا مرتبہ رکھتا ہے
آپ کی زبان نہایت خالص و فصیح - پاکیزہ و بلیغ ہے - متقدمین و متاخرین دونون کے سر آپ کے
آگے نیچے ہین - آپ کی جو حدیثین جمع کیگئی ہین اُن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بڑے
قادر الکلام تھے - پس جو ادبیت مین کامل ہونا چاہتا ہے وہ حدیثون کو ضرور پڑھے - شاعرون
اور خطیبون کے اعلےٰ سے اعلےٰ جوہر آپ کی بات بات مین دکھائی دیتے ہین - گہرے سے
گہرے مطالب کو آپ آسانی سے شستہ و خوش اسلوب پیرایہ مین ادا کر لیتے تھے اور جوش و
سنجیدگی کے موقعہ پر بلا کی تاثیر اور حلاوت و لطافت آپکی تقریرون مین آموجود ہوتی تھی -
ایسا کہ سامعین پر خواہ مخواہ بوالعجبی و یقین کا عالم چھا جاتا تھا - آپ کے لفظون مین جان و حرکت
تھی جو سُننے والے کے دل پر عجیب اثر کرتی اور اُسے اپنا مُنقاد و مُطیع بنا لیتی تھی -

جس صورت مین قرآن شریف اب ہمارے پاس ہے اسکی مختصر تاریخ یہ ہے حضرتؐ کی وفات کے بعد جو ۳۲ء مین ہوئی اسلامیون کو منافقین وکفار سے دین کی خاطر لڑنا پڑا۔ خلیفہ ابوبکرؓ یون تو بڑے حلیم اور سادہ مزاج تھے مگر دین کے معاملہ مین غایت درجہ کی غیرت وگرمجوشی رکھتے تھے۔ انکے عہد خلافت مین مُسَیلِمۃُ الکَذّاب نے پھر سر اُٹھایا اور اپنے کو نبی برحق بتاکر بُہتون کو گمراہ کیا۔ ہزارون اسکے پیرو ہوگئے۔ اور بنی حنیفہ نے تہ دل سے اسکا ساتھ دیا۔ ایک عورت جسکا نام سَجاحِ تھا اور جس نے مُسَیلمہ کیطرح سے نبوت کا دعوی کیا ایک بڑے گروہ کا سرغنہ بن گئی۔ اور آخر مین مُسَیلمہ کے ساتھ نکاح کرلیا اُدھر ایک اور شخص نے جسکا نام طُلیحہ تھا نبوت کا دعوی کیا۔ خلیفہ نے خالد بن ولید کو فوج لے کر بھیجا کہ انکی سرکوبی کرے۔ بہت سے قبائل عرب بھی برگشتہ ومنحرف ہوگئے تھے۔ اور اسلام معرض خطر مین پڑ گیا تھا۔ خالد نے رفتہ رفتہ سبھون کو زیر کیا اور پھر انہین مطیع بنالیا۔ طُلیحہ پر آسانی سے فتح حاصل ہوئی۔ مسیلمہ سے یمامہ مین ۳۳ء مین جنگ ہوئی۔ جانبین نہایت دلیری کے ساتھ لڑے۔ اور نہایت سخت خونریزی کے بعد بنی حنیفہ کو شکست ہوئی سات سو آدمی اسلامی مقتول ہوئے۔ بہت سے صحابہ نے تاج شہادت حاصل کیا۔ مخالفون مین سے بارہ سو مارے گئے اور خود مُسَیلمہ بھی مقتول ہوا۔ اس خوفناک جنگ مین بہت سے حافظ وقاری بھی شریک ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ کے بھائی زید بھی اسی مین شہید ہوئے صحابہ کی کل تعداد جو اس جنگ مین کام آئے اُنتالیس تھی۔ فتح تو حاصل ہوئی مگر قریب دو ہزار جانین قربان ہوگئین۔ مدینہ مین گھر گھر ماتم کی صدا بلند ہوئی۔ حضرت عمرؓ کو اندیشہ ہوا کہ اگر اس طرح کی جنگ پھر ہوئی اور حافظ وقاری مارے گئے تو قرآن شریف کے عالمون کے نہ ہونے کی وجہ سے اصل متن کا پتا لگانا ناممکن ہوگا۔ انہون نے حضرت ابوبکر سے اپنے اندیشون کا ذکر کیا۔ آخر دونون بزرگون کی صلاح سے قرآن شریف کے جمع کرنے کا کام زید بن ثابت کے جو حضرتؐ کے کاتب تھے سپرد ہوا۔ اُس نے نہایت تحقیق وچھان بین کے ساتھ قرآن شریف کے اجزا کو جمع کیا۔ یہ کام حضرت عمرؓ کے زیر نگرانی ہوا۔ یہ نسخہ بڑی صحت کے ساتھ طیار ہوا کیونکہ ہر آیت کے لیئے

کم سے کم دو گواہوں کی شہادت لی گئی۔ حضرت عمر کی وفات کے بعد یہ نسخہ حضرت حفصہ کے پاس رہا۔ حضرت عثمان رض کے عہد خلافت مین پھر اسکی نظر ثانی کی گئی کیونکہ حذیفہ بن الیمان نے خلیفہ کے آگے یہ شکایت کی کہ ملک شام کے اسلامی سپاہی قرآن شریف کو اور طرح سے پڑھتے ہین۔ آخر سنہ ۲۶ھ مین زید بن ثابت نے خلیفہ کے حکم سے اس نسخہ کی نظر ثانی کی۔ اس مین تین آدمی قریش کے زید کی مدد کو مقرر ہوئے تھے۔ جب یہ دوسرا نسخہ طیار ہو گیا تو پہلے نسخے جمع کئے گئے اور جلا دیے گئے۔ موجودہ قرآن شریف کا متن وہی ہے جو بعد نظر ثانی کے قرار پایا اس متن مین تبدیلی و تحریف کا شبہ بالکل نہین ہو سکتا ہے کیونکہ اصلی متن کے حافظ و قاری اسوقت زندہ تھے جنہون نے اسکی صحت کو بالاتفاق تسلیم کیا۔ حدیثون کے جمع کیے جانے کا بیان آگے آئیگا۔

اس زمانہ کے شعرا مین حضرت لبید رض و حضرت علی رض کو چھوڑ کر حسّان بن ثابت رض کا اول درجہ ہے۔ حضرت لبید رض کا ذکر پہلے ہو چکا اور حضرت علی رض کا ذکر خلفاے راشدین کے باب مین ہو گا۔ حسّان بن ثابت رض مدینہ مین پیدا ہوئے تھے۔ نوجوانی کے عالم مین حیرہ و دمشق کی خوب سیر کی اور عرصۂ دراز تک ان مقامون مین رہے۔ اسلام لانے کے بعد اپنی قوتِ شعرگوئی کو اسلام و اسلامیون کی خدمت مین مبذول کرتے رہے۔ ان کے قصائد مین اکثر حضرت محمد صلعم کی مدح۔ اسلام کی تعریف۔ کفّار کی ہجو اور غزوات نبوی کا بیان ہے۔ کلام انکا سادہ اور ملیح اور بندش سہل و صاف ہے۔ یہ ساٹھ برس کی عمر مین اسلام لائے اور بعد اسلام لانے کے ساٹھ برس اور زندہ رہے۔ اور سنہ ۶۷۵ع مطابق سنہ ۵۴ ہجری مین وفات پائی اور مدینہ مین دفن کیے گئے۔ انکے قصائد فخریہ بہت ہی مشہور ہین۔

کعب بن زہیر قبیلۂ مزینہ مین سے تھا۔ شروع مین نبی صلعم کا بڑا مخالف تھا لیکن جب اسکا قبیلہ اسلام لے آیا اور نبی صلعم نے فتح پائی تو اس نے نبی کی مدح مین ایک بے نظیر قصیدہ پڑھا جسکا مطلع یہ ہے ؎

بَانَتْ سُعَادُ فَقَلْبِي الْيَوْمَ مَتْبُولُ	مُتَيَّمٌ إِثْرَهَا لَمْ يُفْدَ مَكْبُولُ

حضرت علیہ السلام کو یہ قصیدہ بہت پسند آیا۔ جب کعب نے قصیدہ پڑھتے وقت یہ شعر پڑھا ؎

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ يُسْتَضَاءُ بِہٖ	مُهَنَّدٌ مِنْ سُيُوْفِ اللهِ مَسْلُوْلُ

تو حضرت نے اپنا بُردہ اُسے عطا کیا۔ اسی قصیدہ مین کعب نے نہایت خوبی کے ساتھ صحابہ کی شجاعت وجان نثاری کی بھی تعریف کی ہے ؎

شُمُّ الْعَرَانِيْنِ اَبْطَالٌ لَبُوْسُهُمْ	مِنْ نَسْجِ دَاوٗدَ فِي الْهَيْجَا سَرَابِيْلُ
لَا يَقَعُ الطَّعْنُ اِلَّا فِيْ نُحُوْرِهِمْ	وَمَا لَهُمْ عَنْ حِيَاضِ الْمَوْتِ تَهْلِيْلُ

یہ قصیدہ فی الحقیقۃ اعلےٰ درجہ کا ہے اور اسلامی دُنیا مین بڑے شوق وجوش کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔

متمّم بن نُوَیرہ اپنے مرثیون کے سبب سے مشہور ہے۔ اس کا بھائی مالک بنی یربوع کا سردار تھا۔ نبی صلعم کی وفات کے بعد اس قبیلے نے بھی اور باغی قبیلون کی طرح سرکشی اختیار کی۔ خلیفہ ابوبکر رض کی طرف سے خالد بن ولید ان قبائل کی گوشمالی کو فوج لیکر روانہ ہوئے۔ بنی یربوع کو شکست فاش ہوئی اور مالک اسیر ہوا اور بعد مین قتل کیا گیا۔ متمّم نے اپنے بھائی کے خون کا دعوی کیا۔ خلیفہ نے خالد کو بلوایا اور حقیقت حال کو دریافت کیا خالد نے جواب دیا کہ ضرار نے جسکے پاس مالک قید تھا میرے حکم کے سمجھنے مین غلطی کی۔ مالک کی بیوی لیلیٰ بڑی جمیلہ وشکیلہ تھی۔ خالد نے مالک کے قتل کے بعد اُسی دن اُس سے نکاح کر لیا تھا۔ اس لیے حضرت عمر رض کو شک گذرا کہ اس نے دیدۂ و دانستہ مالک کو قتل کرایا تا کہ اُسکی بیوی لیلےٰ سے نکاح کرے۔ لہذا انہون نے خلیفہ کو صلاح دی کہ خالد معزول کیا جاے۔ لیکن خلیفہ کو خالد کا جواب معقول نظر آیا متمّم نے نہایت دردناک طور پر اپنے بھائی پر ماتم کیا ہے۔ لفظ لفظ سے درد والم کا اظہار ہوتا ہے۔ نمونہ کے طور پر ایک چھوٹا سا مرثیہ نقل کرتا ہون ؎

لَقَدْ لَامَنِيْ عِنْدَ الْقُبُوْرِ عَلَى الْبُكَا	رَفِيْقِيْ لِتَذْرَافِ الدُّمُوْعِ السَّوَافِكِ

میرے رفیق نے قبرون کے پاس رونے پر بسبب بہنے اشک ریزان کے مجکو ملامت کی۔

فَقَالَ اَتَبْكِيْ كُلَّ قَبْرٍ رَاَيْتَهٗ	لِقَبْرٍ ثَوٰى بَيْنَ اللِّوٰى فَالدَّكَادِكِ

سو اس نے کہا کہ کیا تو جس قبر کو دیکھے گا روئے گا اس قبر کے خیال سے جو لوی اور دکادک کے درمیان واقع ہے۔

فَقُلْتُ لَهُ اِنَّ الشَّجَا يَبْعَثُ الشَّجَا ۔۔۔ فَدَعْنِي فَهٰذَا كُلُّهُ قَبْرُ مَالِكٍ

تو مین نے اُس سے کہا کہ غم برانگیختہ کرتا ہے غم کو۔ سو تو مجھے چھوڑ دے کیونکہ یہ سب میرے بھائی مالک کی قبر ہین۔

مُتمّم کے مرثیون مین سب سے زیادہ مشہور وہ مرثیہ ہے جسکا یہ مطلع ہے ؎

لَعَمْرِي وَمَا دَهْرِي بِتَأْبِينِ مَالِكٍ ۔۔۔ وَلَا جَزَعٌ مِمَّا اَصَابَ فَاَوْجَعَا

ابو محجن ۔ یہ شاعر بنی ثقیف مین سے تھا۔ شراب کی اسے ایسی لت پڑی ہوئی تھی کہ اسلام لانے کے بعد بھی اکثر مے نوشی کرتا تھا۔ جنگ قادسیہ مین اس نے شجاعت کے بڑے بڑے کرتب دکھائے۔ اس کے اشعار مین رندانہ طور پر شراب کی بڑی تعریف ہے۔ خلیفہ عمرؓ کے عہد مین اپنی اس بُری خو کے سبب سے حبشستان کو جلاوطن کیا گیا اور وہان ہی کچھ عرصے کے بعد انتقال کیا۔ اسکے کلام کا بڑا حصہ نیست و نابود ہوگیا ہے۔ اسکی ایک مشہور چھوٹی سی نظم یہان نقل کرتا ہون ؎

لَقَدْ هَتَفَتْ فِي جُنْحِ لَيْلٍ حَمَامَةٌ ۔۔۔ عَلَى فَنَنٍ وَهْنًا وَاِنِّي لَنَائِمٌ

تحقیق آدھی رات مین یا اُسکے کچھ بعد ایک شاخ پر فاختہ بولی اور مین اُسوقت سو رہا تھا۔

فَقُلْتُ اعْتِذَارًا عِنْدَ ذَاكَ وَاِنَّنِي ۔۔۔ لِنَفْسِي مِمَّا قَدْ رَاَيْتُ لَلَائِمٌ

سو مین نے اُسوقت کہا جبکہ مین عذر بیان کرتا تھا اور اپنے کو اُس معاملہ مین جسے دیکھا ملامت کرنیوالا تھا

أَأَزْعُمُ اِنِّي هَائِمٌ ذُو صَبَابَةٍ ۔۔۔ لِسُعْدَى وَلَا اَبْكِي وَتَبْكِي الْحَمَائِمُ

کہ کیا مین یہ خیال کرتا ہون کہ سُعدی کے عشق مین مین عاشق سرگشتہ ہون۔ اور حال یہ ہے کہ مین تو روتا نہین اور قمریان روتی ہین۔

كَذَبْتُ وَبَيْتِ اللّٰهِ لَوْ كُنْتُ عَاشِقًا ۔۔۔ لَمَا سَبَقَتْنِي بِالْبُكَاءِ الْحَمَائِمُ

قسم کعبہ شریف کی مین جھوٹا ہون۔ اگر مین سچ مچ عاشق ہوتا تو قمریان رونے مین مجھ پر سبقت نہ لے جاتین۔

مُساور بن ہند بن قیس بن زُہیر العبسی - یہ اسلامی شاعر زیادہ تر ابُو الصَّمعاء کے نام سے مشہور ہے - اسکی بہت سی نظمین ہین جن مین عجب لطافت وسادگی بھری ہو اس نے اپنی آنکھ سے خاندان اُمیّہ کے تسلط کا زمانہ بھی دیکھا - اسکی ایک نظم سے چند شعر یہان نقل کرتا ہون ؏

اَوْدٰی الشَّبَابُ فَمَا لَهُ مُتَقَفَّرُ	وَ فَقَدْتُ اَتْرَابِیْ فَاَیْنَ الْمَعْبَرُ

جوانی جاتی رہی - اب اس کی تلاش کی کوئی جگہ نہین ہے - اور مین نے اپنے ہم عمرون کو گم کیا - اب بھلا میرا باقی رہنا کہان -

وَ اَرَی الْغَوَانِیَ بَعْدَمَا اَوْجَهْنَنِیْ	اَعْرَضْنَ ثُمَّتَ قُلْنَ شَیْخٌ اَعْوَرُ

اور مین زنان حسینہ کو دیکھتا ہون کہ مجھے وجیہ وشکیل پانے کے بعد اب اعراض کرتی اور کہتی ہین کہ یہ بڈھا کانا ہے -

وَ رَاَیْنَ رَأْسِیْ صَارَ وَجْهًا کُلَّهُ	اِلَّا قَفَایَ وَلِحْیَتِیْ مَا تُضْفَرُ

اور اُنھون نے میرے سر کو دیکھا کہ بڑھاپے کے سبب مونہ کی طرح صاف اور بے بال ہے سوا میری گُدی اور داڑھی کے جو اب گوندھی نہین جاتی -

عمرو بن معدیکرب الزبیدیؓ - یہ شخص مخضرمی شعرا مین بہت بڑا درجہ رکھتا ہے اور بنی زُبید کا نامی سردار تھا - حضرت محمدؐ کی رسالت پر آپ کے جیتے جی ایمان لایا - مگر آپ کی وفات کے بعد باغیون کے ساتھ ملکر مُرتد ہوگیا - اسلامیون سے شکست کھانیکے بعد اسیر ہوگیا اور خلیفہ ابوبکر کے روبرو حاضر کیا گیا - خلیفہ نے پہلے تو اسے ملامت کی اور بعد مین اسکی حسرت وندامت کو دیکھکر اسے معاف کردیا - اس وقت سے لیکر تادم مرگ نہایت سرگرم مسلم رہا اور معرکہ یرموک اور جنگ قادسیہ مین بڑی دلیری وشجاعت کے ساتھ ایرانیون سے لڑا - شمشیر زنی تیراندازی اور شہسواری مین کامل مہارت رکھتا تھا - اسکی تلوار کا نام صَمصامہ تھا جو اپنے جوہر اور حسن منظر اور تیزی کی وجہ سے ضرب المثل ہوگئی ہے - اس سے وہ وہی کام لیتا تھا جو حضرت علی رض اپنی تلوار ذوالفقار سے لیتے تھے - وہ خود اس تلوار کی تعریف اسطرح کرتا ہے

سِنَانِي أَنْدَقُ لَا عَيْبَ فِيهِ	وَصَمْصَامِي يَعَضُّ فِي الْعِظَامِ

کہتے ہین کہ حضرت عمرؓ نے اسکی تلوار صمصامہ اُس سے مانگی ۔ اُس نے تلوار انہین دے دی ۔ مگر تلوار نے اُنکے ہاتھ سے ٹھیک کاٹ نہ کی ۔ انہون نے ازروے گلہ اس سے کہا کہ یہ وہ تلوار نہین جس سے تو دشمنون پر غالب آتا ہے ۔ اس نے تلوار اُنکے ہاتھ سے لے ایک اونٹ کی گردن پر ماری اور سر تن سے جدا کر دیا ۔ اسکے بعد حضرت عمرؓ سے کہا " اِنَّمَا اَعْطَيْتُكَ السَّيْفَ لَا السَّاعِدَ " یہ ۶۴۳ء عیسوی مین یرموک کی لڑائی مین شہید ہوا ۔

ایک دفعہ بنی جرم نے بنی حارث کے ایک آدمی کو جان سے مار دیا ۔ اور بھاگ کر عمرو بن معدیکرب کے پاس گئے اور اسکی حمایت چاہی ۔ ادہر بنی حارث نے اپنے اعوان و انصار کو لے کر قصاص کے لیے چڑھائی کی ۔ بنی حارث کے مددگارون مین بنی ہند بھی شامل تھے بنی جرم اور بنی ہند آپس مین رشتہ دار تھے ۔ میدان جنگ مین جب بنی جرم نے بنی ہند کو اپنے خلاف دیکھا تو قرابت کا خیال کر کے اُن سے لڑنا نہ چاہا اور بھاگ گئے ۔ اور عمرو کو تنہا چھوڑ گئے ۔ آخر انجام یہ ہوا کہ بنی زبید کو شکست ہوئی ۔ اس موقعہ پر اس نے بہت سے شعر کہے جن مین سے چند نقل کیے جاتے ہین ؎

وَلَمَّا رَأَيْتُ الْخَيْلَ زُوراً كَأَنَّهَا	جَدَاوِلُ زَرْعٍ اُرْسِلَتْ فَاسْبَطَرَّتِ

جب مین نے سوارون کو معرکۂ حرب سے روکش ہوتے دیکھا گویا کہ وہ چھوٹی نہرین ہین جو کھیتون مین چھوڑی گئی اور پھیل گئی ہین ۔

فَجَاشَتْ اِلَيَّ النَّفْسُ اَوَّلَ مَرَّةٍ	فَرُدَّتْ عَلَى مَكْرُوهِهَا فَاسْتَقَرَّتِ

سو میرا جی پہلے تو گھبرایا ۔ لیکن جبکو وہ ناپسند کرتا تھا اسی پر لوٹا یا گیا اور جم گیا ۔ یعنے آخر لڑائی ہی کی ٹھانی ۔ گو ہم تھوڑے سے تھے ۔

عَلَامَ تَقُولُ الرُّمْحُ يُثْقِلُ عَاتِقِي	اِذَا اَنَا لَمْ اَطْعَنْ اِذَا الْخَيْلُ كَرَّتِ

میرا نفس کیونکر اپنے آپ کو نیزہ زن کہہ سکتا ہے اگر مین اُسوقت نیزہ بازی نکرون جب سوار لوٹ لوٹ کر دھاوے کرین ۔

ظَلِلْتُ کَأَنِّیْ لِلرِّمَاحِ دَرِیَّۃٌ ۔۔۔ أُقَاتِلُ عَنْ أَبْنَاءِ جَرْمٍ وَفَرَّتِ

پس مین گویا نیزون کے لیے نشانہ بن گیا جبکہ مین بنی جرم کی طرف سے لڑرہا تھا حالانکہ وہ بھاگ گئے تھے - اسی شاعر کی وہ مشہور نظم ہے جس مین اس نے اپنے اسلحۂ حرب کے بیان کے بعد اپنی محبوبہ کا ذکر کیا ہے ؎

لَمَّا رَأَیْتُ نِسَاءَنَا یَفْحَصْنَ بِالْمَعْزَاءِ شَدَّا ۔۔۔ وَبَدَتْ لَمِیْسُ کَأَنَّہَا بَدْرُ السَّمَاءِ إِذَا تَبَدَّا

جب مین نے اپنی قوم کی عورتونکو سخت زمین پر تیزی سے بھاگتے دیکھا - اور میری محبوبہ لمیس دکھائی دی مثل چاند کے جب وہ آسمان پر خوب درخشان ہو -

وَبَدَتْ مَحَاسِنُہَا الَّتِیْ تُخْفِیْ وَکَانَ الْأَمْرُ جِدَّا ۔۔۔ نَازَلْتُ کَبْشَہُمْ وَلَمْ أَرَ مِنْ نِزَالِ الْکَبْشِ بُدَّا

اور اسکی چھپی خوبیان ظاہر ہوئین اور بات بڑھ گئی تو مین انکے سردار سے لڑا جب مین نے دیکھا کہ اسکی لڑائی سے چارہ و گریز نہین -

عباس بن مرداس السلمی - یہ صحابی رض مخضرمی شعرا مین بڑے منہ زور اور بلیغ گزرے ہین - اپنے بھائی ہریم بن مرداس کے قتل کے بعد نہایت پُرجوش اشعار کہے جن مین بنی عامر کو قصاص لینے کی ترغیب دی - ایک موقعہ پر اپنے قرابتیون کو سخت ملامت کی اور ایک نظم کہی جسکا پہلا شعر یہ ہے ؎

أَتُشْحِذُ أَرْمَاحًا بِأَیْدِیْ عَدُوِّنَا ۔۔۔ وَتَتْرُکُ أَرْمَاحًا بِہِنَّ نُکَایِدُ

کیا تو ان نیزونکو جو ہمارے دشمنونکے ہاتھوںمین ہین تیز کریگا اور ان نیزونکو جنسے ہم لڑتے ہین چھوڑیگا؟ ایک دفعہ انہون نے اپنی قوم کے لوگون اور اپنے مددگارون کو جمع کرکے عمرو بن معدیکرب کی قوم پر حملہ کیا اور بڑے انصاف کے ساتھ انکی شجاعت کی داد دی ہے ؎

فَلَمْ أَرَ مِثْلَ الْحَیِّ حَیًّا مُصَبَّحًا ۔۔۔ وَلَا مِثْلَنَا یَوْمَ الْتَقَیْنَا فَوَارِسَا

مین نے کوئی قوم جس پر صبح کے وقت غارتگری ڈالی گئی ہو مثل اس قوم کے نہین دیکھی اور نہ اپنی طرح شہسوار دیکھے جس روز ہم لڑے -

أَکَرَّ وَأَحْمٰی لِلْحَقِیْقَۃِ مِنْہُمُ ۔۔۔ وَأَضْرَبَ مِنَّا بِالسُّیُوْفِ الْقَوَانِسَا

جو ان سے زیادہ حملہ آور اور عزت و آبرو کی حمایت کرنے والی ہو اور ہم سے زیادہ خود ون

اور گھوڑون کی پیشانیون پر تلوارین مارنے والی ہو

إِذَا مَا شَدَدْنَا شَدَّةً نَصَبُوا لَنَا	صُدُورَ الْمَذَاكِي وَالرِّمَاحَ الْمُدَاعِسَا

جب ہمنے اُن پر سخت حملے کیے اُنہون نے ہمارے سامنے پنج گھوڑون کے سینے اور سیدھے اور سخت نیزے اڑا دیے۔

ان کا کلام سادہ اور سلیس اور سنجا ہے۔کبھی کبھی اُنکی سادگی مین عجیب زینت و تاثیر ہوتی ہے۔چنانچہ بطور نمونہ کے ایک نظم کے چند شعر دیتا ہون۔ ؎

تَرَى الرَّجُلَ النَّحِيفَ فَتَزْدَرِيهِ	وَفِي أَثْوَابِهِ أَسَدٌ مَزِيرُ

تو ایک کمزور و لاغر سے آدمی کو دیکھتا ہے اور اسکو حقیر و کم مقدور سمجھتا ہے۔حالانکہ اُس کے کپڑون مین ایک پکے ارادہ کا شیر ہے۔

وَيُعْجِبُكَ الطَّرِيرُ فَتَبْتَلِيهِ	فَيُخْلِفُ ظَنَّكَ الرَّجُلُ الطَّرِيرُ

اور تجھے موچھون والا جوان اچھا معلوم ہوتا ہے۔لیکن جب تو اُسکا امتحان کرتا ہی تو وہ موچھون والا جوان آدمی تیرے خیال کو جھٹلاتا ہے۔

فَمَا عِظَمُ الرِّجَالِ لَهُمْ بِفَخْرٍ	وَلَكِنْ فَخْرُهُمْ كَرَمٌ وَخِيرُ

مردون کا دراز قد ہونا اُنکے لیے کوئی فخر کی بات نہین ہے۔اگر انکے لیے کچھ فخر ہے تو سخاوت و شرافت مین ہے۔

بُغَاثُ الطَّيْرِ أَكْثَرُهَا فِرَاخًا	وَأُمُّ الصَّقْرِ مِقْلَاتٌ نَزُورُ

غیر شکاری پرندو نکے بچے بکثرت ہوتے ہین۔اور چرغ کی مان بے اولاد یا قلیل الاولاد ہوتی ہے۔

ضِعَافُ الطَّيْرِ أَطْوَلُهَا جُسُومًا	وَلَمْ تَطُلِ الْبُزَاةُ وَلَا الصُّقُورُ

پرندون مین کمزور اور غیر شکاری پرندو نکے جسم لمبے ہوتے ہین۔اور باز اور چرغ طویل الجسم نہین ہوتے

ان کی وفات کے بعد ان کی بڑی بہن عمرہ نے ان پر ایک مرثیہ کہا ہے جسکا ایک شعر یہان نقل کیا جاتا ہے ؎

وَمَا كُنْتُ أَخْشَى أَنْ أَكُونَ كَأَنَّنِي	بَعِيرٌ إِذَا يُنْعَى أَخِي تَحَسَّرَا

اور مجھے یہ خوف نہ تھا کہ جب میرے چھوٹے بھائی کی خبر دی جائیگی تو مین اُس اونٹ

کی مانند ہو جاؤنگی جو تھک کر زمین پر گر پڑے۔

ابو خراش الہذلی - یہ مشہور صحابی رض بھی شعراء مخضرمی مین نامور گزرے ہین۔ ایک دفعہ بنی رزام اور بنی بلال نے ان کے بھائی عروہ اور ان کے بیٹے خراش کو اسیر کرلیا۔ عروہ کو تو انہون نے قتل کر دیا لیکن خراش پر ان مین سے ایک نے اپنی چادر ڈال دی اور یون اسکی جان بچالی۔ انہون نے اپنے بھائی پر ایک مرثیہ کہا جس مین خراش کے بچ جانے کا ذکر اس طرح آیا ہے ؎

وَلَمْ أَدْرِ مَنْ اَلْقیٰ عَلَیْہِ رِدَاءَهُ	عَلیٰ اَنَّہٗ قَدْ سُلَّ عَنْ مَاجِدٍ مَحْضٍ

مین اُس آدمی کو جس نے میرے بیٹے پر اپنی چادر ڈالی اور یون اُسے بچالیا نہین جانتا لیکن بیشک وہ خالص بزرگ کی نسل ہے۔

جرول بن اوس عام طور سے الحطیئہ کے نام سے مشہور ہے کیونکہ یہ نہایت پست قد تھا۔ ہجو کہنے مین اُستاد تھا۔ مرغ بے آشیان کی طرح اسکا کہین کوئی خاص ٹھکانا نہ تھا۔ کبھی کسی قبیلہ مین جا پڑتا کبھی کسی مین۔ دولتمندون اور تو انگرونکی مدح کرکے ان سے بہت کچھ کما لیا کرتا تھا۔ بعض تو محض اسکی ہجو کے خوف سے اُسے انعام و اکرام دیا کرتے تھے۔ اُس نے اپنی ہجو گوئی سے بہتون کو اپنا دشمن بنالیا تھا۔ خلیفہ عمر رض کے حکم سے محبوس ہوا تا کہ اپنی زبان کو لگام دے۔ اور اسکے زہر سے عوام کی طبیعت کو برانگیختہ نکرے اسکا ایک ضخیم دیوان ہے جسے ادیب بڑے شوق سے پڑھتے ہین۔ اس نے عنقریب سو برس کی عمر مین خلیفہ عمر رض کے عہد خلافت مین وفات پائی۔

ابو ذویب - یہ قبیلہ بنی ہذیل مین سے تھا۔ اسلامی فوج کے ساتھ شمالی افریقہ کو چلا گیا۔ بیٹے اسکے ملک مصر مین تھے۔ ایک سال طاعون کا ایسا زور ہوا کہ اسکے پانچون بیٹے قضا کر گئے۔ ان کی موت پر اس نے ایک دلسوز مرثیہ کہا ہے۔

ابو الاسود الدؤلی - یہ شاعر بصرہ کا باشندہ اور حضرت علی کا بڑا جان نثار خادم تھا حرب صفین مین موجود تھا۔ سب سے پہلے اسی شخص نے نحو کا ایک رسالہ تصنیف کیا۔ حضرت علی رض کی تعریف مین نہایت اعلیٰ درجہ کے شعر کہے ہین۔ کلام اس کا

لطیف اور سنجیدہ ہے۔ فوائد علم پر ایک نظم نہایت عمدہ کہی ہے۔ اُس کے چند شعر یہان نقل کرتا ہون ؎

فَاطْلُبْ هُدِيتَ فُنُونَ الْعِلْمِ وَالْأَدَبَا	اَلْعِلْمُ زَيْنٌ وَتَشْرِيفٌ لِصَاحِبِهِ

علم زینت وشرف ہے علم والے کے لیے۔ پس تو طرح طرح کے علم اور ادب کی تلاش کر تجھے ہدایت دی جائے!

كَانُوا الرُّؤُوسَ فَأَمْسَى بَعْدَهُمْ ذَنَبَا	كَمْ سَيِّدٍ بَطَلٍ آبَاؤُهُ نُجُبٌ

بہت سے بہادر سردار ہین جن کے باپ دادا شریف اور لوگون کے سر تھے کہ اُنکے مرے پیچھے یہ قوم یعنے ناقدر ہوگئے بغیر علم کے۔

نَالَ الْمَعَالِيَ بِالْآدَابِ وَالرُّتَبَا	وَمُقْرِفٍ خَامِلِ الْآبَاءِ ذِي أَدَبٍ

اور بہت سے کم نسب (دوغلے) گمنام باپون والے ہین جو ادب والے بھی ہین اور اپنی فضیلت وادب کی وجہ سے بزرگیون اور رتبون کو پہونچ گئے۔

نِعْمَ الْقَرِينُ إِذَا مَا صَاحِبٌ صَحِبَا	اَلْعِلْمُ كَنْزٌ وَذُخْرٌ لَا فَنَاءَ لَهُ

علم ایک خزانہ اور ذخیرہ ہی جسکے واسطے فنا نہین ہے۔ اور رفیقون مین سب سے عمدہ رفیق ہی۔

حریث بن زید الخیل۔ اس نے اوس بن خالد پر جسے حضرت عمر رض کے زمانہ مین ابوسفیان نے کوڑون سے مارتے مارتے جان سے مار دیا تھا ایک نہایت دردانگیز مرثیہ کہا ہے۔ اسی نے مقتول کی مان کی گریہ وزاری سُنکر قاتل سے قصاص لیا اور اُسے قتل کر دیا۔ اسی شاعر کا یہ لاجواب مصرعہ ہے ع تُصِيبُ الْمَنَايَا كُلَّ حَافٍ وَذِي نَعْلِ یعنی موت ہر برہنہ پا اور جوتی پہننے والے کو ستاتی ہی۔ اسکا یہ شعر بھی نہایت مشہور ہی ؎

وَلٰكِنْ إِذَا مَا شِئْتُ جَاوَبَنِي مِثْلِي	وَلَوْلَا الْأَسَى مَا عِشْتُ فِي النَّاسِ سَاعَةً

اگر مین دنیا مین اورون کو بھی غم مین مبتلا نہ دیکھتا تو ایک لحظہ بھی نہ جیتا۔ مگر حال یہ ہے کہ جب چاہون مجھ جیسا غمگین مجھ سے بات چیت کرتا ہے۔

خلف بن خلیفہ مولی قیس بن ثعلبہ۔ یہ شاعر الاقطع کے نام سے مشہور ہے کیونکہ اسکا ایک ہاتھ چوری کے سبب کٹوا دیا گیا تھا۔ اس نے آل شیبان بن ثعلبہ

بن عکایہ کی مدح مین ایک نظم کہی ہے جس کے تین شعر یہان نقل کیے جاتے ہین ؎

أُحِبُّ بَقَاءَ الْقَوْمِ لِلنَّاسِ أَنَّهُمْ	مَتَى يَظْعَنُوا مِنْ مِصْرِهِمْ سَاعَةً يَخْلُو

مین لوگون کے فائدہ کے لیے اس قوم کا بنا رہنا چاہتا ہون کیونکہ جب یہ اپنے دیار سے رحلت کر جائین گے تو وہ دیار اُجاڑ ہی ہوجاے گا۔

عِذَابٌ عَلَى الْأَفْوَاهِ مَا لَمْ يَذُقْهُمُ	عَدُوٌّ وَبِالْأَفْوَاهِ أَسْمَاؤُهُمْ تَحْلُو

وہ دشمنون کو جب تک وہ اُنکا ذائقہ نہ چکھین شیرین معلوم ہوتے ہین۔ اور یون نے ذائقہ چکھے تو سبھون کو اُنکے نام تک میٹھے معلوم ہوتے ہین۔

عَلَيْهِمْ وَقَارُ الْحِلْمِ حَتَّى كَأَنَّمَا	وَلِيدُهُمْ مِنْ أَجْلِ هَيْبَتِهِ كَهْلُ

اُن پر بردباری وانکسار کی ہیبت یہانتک ہے کہ اُنکا چھوٹا بچہ بھی جوان واُدھیر کی مانند رعب داب رکھتا ہے۔

دعبل بن علی الخزاعی۔ اس شخص نے اپنے ایک بھتیجے پر کئی مرثیے کہے ہین۔ ایک مرثیہ مین وہ اپنے بھتیجے کے بارہ مین یہ کہتا ہے ؎

أَضْحَى قِرَى لِلْمَنَايَا رَهْنَ بَلْقَعَةٍ	وَقَدْ يَكُونُ غَدَاةَ الرَّوْعِ يَقْرِيهَا

اب وہ شخص موتون کی خوراک اور خالی میدان کا گرو ہوگیا جو پہلے جنگ کی صبح کو موتون کی ضیافت کرتا تھا۔

باب۔ خلفاء راشدین کا زمانہ۔ اس زمانہ کی تصنیفات کی خصوصیات

سنہ ۱۱ھ ۶۳۲ء مین حضرت محمد صلعم کے انتقال کے بعد حضرت ابوبکر رضہ خلیفہ منتخب ہوئے اور صحابی اور مہاجرین اور انصار نے اِن سے بیعت کی۔ خلیفہ ہوتے ہی اُنہون نے اُسامہ کو جسے نبی صلعم نے اپنی موت سے پہلے فوج کے ساتھ شام کی طرف روانہ کیا تھا قبائل شام کی سرکوبی کے لیے پھر روانہ کیا کیونکہ اُسامہ نبی کی علالت کی خبر پاکر مدینہ کو لوٹ آیا تھا۔ ان کے عہد خلافت کے آغاز مین بغاوت وسرکشی آگ کی مانند قبائل عرب مین پھیل گئی۔ اسلامی حاکم وسپاہ نے ہرطرف سے انحراف وسرکشی کی شکایتین

خلیفہ کے روبرو پیش کین۔ اِدھر تین جھوٹے نبی اُٹھے جنہون نے لوگون کو برگشتہ و گمراہ کیا۔ طلیحہ۔ اسودُ العنسی اور مُسَیلِمۃُ الکذّاب کے ہزارون مقلد ہو گئے۔ طلیحہ اور اسود العنسی پر آسانی سے اسلامیون نے فتح پائی۔ مگر مُسَیلِمۃُ الکذّاب پر نہایت خونریزی کے بعد غلبہ حاصل ہوا۔ ہر جگہ اسلامیون نے بڑے استقلال و استحکام کے ساتھ باغی قبیلون کا مقابلہ کیا اور کشتی اسلام کو گرداب بلا سے نکالا۔ خالد بن ولیدؓ نے جو اسلامی لشکر کے سپہسالار تھے اپنی شجاعت سے فتنہ وفساد کو ملک عرب سے بالکل معدوم کر دیا جب قبائل عرب پھر مطیع ہو گئے تو حضرت ابوبکرؓ نے خالد بن ولید کو عراق کی طرف جانے کا حکم دیا اور ابو عُبیدہ بن الجراح کو ملک شام کیطرف بھیجا۔ خالدؓ نے عراق پہنچتے ہی حیرہ کو سر کر لیا۔ ادھر ہرقل شہنشاہ قسطنطنیہ نے ایک لشکر جرّار ابو عبیدہ کے مقابلہ کو بھیجا تھا۔ خالد خلیفہ کے حکم سے ابو عبیدہ کی مدد کو شام کی طرف گئے اور دونون نے ملکر رومیون کو شکست دی۔ اسکا مفصل حال خلیفہ عمرؓ کے تذکرہ کے ساتھ ہوگا۔ سنہ ۶۳۴ع مین ابوبکرؓ سوا دو برس کی خلافت کے بعد کوئی باسٹھ برس کی عمر مین جان بحق ہوئے۔ اور نبیؐ کے پہلو مین دفن کیے گئے۔ انکی خلافت کا سب سے بڑا کام یہی تھا کہ برگشتہ و منحرف قبیلون کو انہون نے ازسرنو اسلام کا حلقہ بگوش کیا۔ اور قرآن شریف جمع کیا بیرونی فتوحات بھی کچھ شروع ہوئین کہ اتنے مین پیغام اجل آگیا۔ اِنکی سیرت و اخلاق کا ذکر فضول ہے کیونکہ بچہ بچہ جانتا ہے کہ یہ کیسے سچے دیندار۔ حلیم۔ پاکباز رحیم اور منصف تھے مصیبت زدون کی فریاد رسی۔ یتیمون اور بیوون کی امداد اور غربا پروری کو عین فرض سمجھتے تھے۔ تا دم مرگ شرع پر عمل کرتے رہے اور دین کی خاطر اپنے کو بالکل فقیر بنا دیا۔ عدل انکا ایسا تھا کہ اپنے اور بیگانے سب نظر مین برابر تھے۔ جو کچھ کرتے سوچ سمجھکر کرتے اور اپنے ہر فعل مین نبی کی تقلید کرتے تھے۔ اِنکی زندگی نہایت سادہ تھی اور اخوت و مروت کے ساتھ لوگون سے پیش آتے تھے۔ با این ہمہ غایت درجہ کا استقلال مزاج مین رکھتے تھے۔

سنہ ۶۳۴ع مین حضرت ابوبکرؓ کے انتقال کے بعد حضرت عمر بن الخطاب خلیفہ ہوئے

عنفوان شباب مین تند اور گرم مزاج تھے۔ آغاز اسلام مین حضرت محمدؐ کے مخالف تھے۔ ایک روز کسی سے یہ خبر پاکر کہ ان کے بہن اور بہنوئی تسلیم ہین شعلہ بھبوکا ہوگئے اور شمشیر برہنہ ہاتھ مین علم کیے ہوئے بہن کے گھر مین داخل ہوئے۔ وہان قرآن شریف کی تلاوت ہورہی تھی۔ اُن کے قدمون کی آہٹ پاتے ہی قرآن شریف کا ورق تو چھپا دیا گیا اور بہن وبہنوئی نے حال چال پوچھا۔ انہون نے دریافت کیا کہ تم کیا پڑھ رہے تھے۔ جواب ملا کہ کچھ نہین۔ اثنائے گفتگو مین طیش مین آکر بہن کو ایک طمانچہ مارا۔ پیچھے نادم ہوکر پھر نرمی سے سُوال کیا کہ تم کیا پڑھ رہے تھے۔ انہون نے ایک پرچہ اُٹھا کر ان کے ہاتھ مین دیا جس مین کلام مجید کی چند آیتین مکتوب تھین۔ انہون نے وہ آیتین پڑھین اور ایسے متاثر ہوئے کہ جھٹ حضرت کے پاس آکر اپنے ایمان اور اسلام لانے کا اظہار کیا اسوقت سے نبیؐ کی وفات تک یہ برابر آپکے وفادار اور معزز ومددگار رہے۔ نبیؐ کی تعظیم دل وجان سے کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر برابر ان سے صلاح ومشورہ کر کے کام کرتے تھے ان کے عہد خلافت مین فوج مسلمین ہر جگہ ظفرمند ہوئی۔ سب سے پہلے ایرانیون کے ساتھ لڑائی چھڑی۔ اور کچھ عرصہ تک دونون طرف سے جنگ کی گرم بازاری رہی۔ آخر ایرانیون نے ایک لاکھ بیس ہزار سپاہیون کی فوج طیار کی۔ اس لشکر جرار کے مقابلہ مین عربی فوج کے سپاہیون کا شمار بہت تھوڑا تھا۔ اسلامی گنتی مین کوئی چالیس ہزار تھے ایرانی اس لڑائی مین جنگی ہاتھی اپنے ساتھ لائے تھے۔ تین دن تک فریقین دل توڑ کر لڑے۔ چوتھے دن بڑی خونریزی کے بعد ایرانیون کو شکست ہوئی۔ یہ جنگ بمقام قادسیہ ۶۳۵ءمین ہوئی۔ اس جنگ کے خاتمے کے بعد پھر ایرانیون نے سر اُٹھایا۔ خلیفہ عمرؓ کو مجبور ہوکر سارے ایران کو فتح کرنے کا حکم دینا پڑا۔ ۶۳۶ء مین اسلامیون نے مداین کو جو ایران کا دارالخلافہ تھا فتح کرلیا اور سارے ایران مین خلیفہ کا سکہ جاری ہوگیا۔ اُدھر ملک شام مین رومیون کے ساتھ چھیڑ چھاڑ تھی۔ آخر ۶۳۶ء مین دریاے یرموک کے کنارے ایک مقام وقوصہ پر رومی ٹڈی دل لشکر سے مسلمین کا مقابلہ ہوا۔ رومیون کا شمار دولاکھ چالیس ہزار تھا۔ اسلامیون کا فقط چالیس ہزار۔ مگر ان تھوڑے آدمیون کے

دل مین بلا کی گرمجوشی اور ایمان تھا - اُنکا سامنا کرنا گویا موت و قیامت کا سامنا کرنا تھا - بڑی شجاعت و تندی کے ساتھ جنگ شروع ہوئی - اسلامیون کے پرجوش حملون کے آگے انکے قدم نہ جمے - شام ہوتے ہوتے رومیون کو سخت ہزیمت ہوئی میدان جنگ کشتون سے بھر گیا - اور ملک اسلامیون کے ہاتھ آیا - شہنشاہِ قسطنطنیہ نے کئی بار کوشش کی کہ کسیطرح انہین اُس ملک سے نکالے - لیکن ہر دفعہ شکست کھائی رفتہ رفتہ اسلامیون نے دمشق - قیصریہ - حمص - اور شلیم وغیرہ کو بھی فتح کر لیا - ایران اور شام کی فتح کے بعد ان فتحمندون نے مصر کیطرف توجہ کی - یہ ملک رود نیل کی وجہ سے نہایت سیراب و زرخیز ہے - قدیم زمانہ سے یہان کا غلہ اور ممالک کے باشندونکی خوراک رہا ہے - ہر طرح کا اناج اور انواع و اقسام کے میوے یہان بہ افراط پیدا ہوتے ہین سکندریہ کے بندر مین ہزارون کشتیان اور سینکڑون جہاز ہر وقت موجود رہتے ہین جن سے یہان کی پیداوار دوسری جگہون مین پہونچائی جاتی ہے جو حال اسکا اسوقت ہے عنقریب ایسا ہی حال اسکا اُسوقت تھا جب اسلامیون کی توجہ اس عجیب ملک کیطرف ہوئی یہان کے اناج سے قومون کی پرورش ہوتی تھی - یہان کے باشندے قبطی کہلاتے تھے - دین کے لحاظ سے یہ مسیحی تھے - مگر اکثر اپنی آزاد خیالی کے سبب ستائے جاتے تھے متدین عیسائی انہین بدعتی سمجھتے اور انہین ایذا پہنچانا عین ثواب جانتے تھے علاوہ ان تکالیف کے انہین اسقدر خراج دینا پڑتا تھا کہ یہ جینے سے بھی تنگ آگئے تھے - اسی سبب سے آئے دن بغاوتین ہوتی رہتی تھین - لہذا جب سنہ ۶۴۱ء مین اسلامی فوج مصر مین داخل ہوئی تو قبطیون نے کچھ یون ہی نام کو مقابلہ کیا - کہان تو اسلامیون کو یہ خیال تھا کہ بہت خونریزی ہوگی اور کہان آسانی سے ملک اِن کے قبضہ مین آیا - اِدھر اُدھر دو چار مقامات مین جنگ ہوئی اور ہر جگہ اسلامی ظفرمند ہوئے یہ ساری فتوحات حضرت عمر رضہ کے عہد خلافت مین ہوئین - کوفہ اور بصرہ بھی اِن ہی کے زمانہ مین آباد ہوئے - عراق کے فتح ہونے کے بعد سنہ ۶۳۷ء مین ان شہرون کی بنیاد پڑی اور آبادی شروع ہوئی - رفتہ رفتہ یہان کے باشندون کا شمار الگ الگ دو لاکھ کے

قریب ہو گیا۔ ان ہی دو شہرون مین وہ بڑے بڑے نامی صرفی و نحوی پیدا ہوئے ہین
جو آجتک سپہر علم مین آفتاب و ماہتاب کی طرح چمک رہے ہین۔ تمدن و سیاست
پر بھی ان کا بہت بڑا اثر پڑا۔ ۲۱ھ ۶۴۲ء مین ایرانیون نے پھر چھیڑ چھاڑ شروع کی۔ ایران کے
آس پاس کے حصون مین یہ ایرانی جا کر پناہ گزین ہوئے تھے۔ اور وہان آہستہ آہستہ
لڑنے کا سامان جمع کرتے رہے۔ جب سب کچھ طیار ہو گیا تو فیروزان ایک ایرانی
سپہ سالار ڈیڑھ لاکھ فوج لے کر اسلامیون کے مقابلہ کو نکلا اور ہمدان و حلوان
ہوتا ہوا کوفہ کے قریب ایک مقام نہاوند پر جا کر مقیم ہوا۔ خلیفہ نے تیس ہزار مردان جنگ دیدہ
روانہ کیئے۔ کچھ عرصہ تک تو ایرانی انہین دق کرتے رہے۔ آخر ایک روز جمکر لڑائی
ہوئی۔ جانبین نے بڑی شجاعت دکھائی۔ آخر ایرانی پسپا ہوئے۔ تیس ہزار مقتول
میدان جنگ پر چھوڑ کر بھاگے۔ بھاگتے بھاگتے اسی ہزار اور قتل ہو گئے۔ آخر ایران کے
گرد و نواح مین بھی مسلمانون کا تسلط ہو گیا۔

حضرت عمر رض اپنی خلافت کے گیارھوین سال مین ایک ایرانی غلام کے ہاتھ سے مجروح ہو کر
جان بحق ہوئے۔ مغیرہ ایک ایرانی کو جسکا نام فیروز تھا اور جو عام طور پر ابو لؤلؤۃ کے نام سے
مشہور تھا عراق سے اسیر کر کے اپنے ساتھ مدینہ لایا تھا۔ یہ شخص بڑھئی کا کام کرتا تھا۔ یہ
محنت کر کے جو کچھ کماتا اسے مغیرہ لے لیتا اور اُسے فقط دو درہم فی یوم دیتا تھا۔ ایک دن
حضرت عمر بازار مین اسے مل گئے۔ اس نے اُن سے مغیرہ کے ظلم کی فریاد کی۔ انہون نے
اس سے پوچھا کہ تیرا کیا پیشہ ہے۔ اس نے کہا کہ مین بڑھئی اور لوہار کا کام خوب جانتا
ہون۔ خلیفہ نے فرمایا کہ تو میرے لیے ایسی چکّی بنا جو ہوا سے چلے۔ ابو لؤلؤۃ نے جواب دیا
کہ مین آپ کے لیے ایسی چکّی بناؤنگا جس کی شہرت مشرق سے مغرب تک پھیلے گی۔
دوسرے دن جب حضرت صبح کی نماز کے لیے مسجد مین گئے ابو لؤلؤۃ بھی چپکے سے
نمازیون مین جا گھسا اور سب سے پہلی قطار مین کھڑا ہوا۔ حضرت ہی لوگون کے امام
بنکر نماز پڑھاتے تھے۔ جون ہی آپ نے کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہا ابو لؤلؤۃ جھپٹکر ایک
خنجر سے آپکے جسم کو چھ جگہ زخمی کیا بعد مین خنجر لے کر چارون طرف دیوانہ وار بھاگنا

شروع کیا - کئی مقتول ہوئے اور کئی زخمی - آخر اسی خنجر سے خودکشی کرکے واصل جہنم ہوا
حضرت کو لوگ اٹھا کر انکے مکان مین لے گئے جہان کچھ عرصہ کے بعد انہون نے قضائی
یہ جانکاہ حادثہ ۶۴۴ء مطابق ۲۳ھ ہجری مین وقوع مین آیا - حضرت عمر کی وفات پر
دو نہایت ہی جگر سوز مرثیے کہے گئے ہین جنہین یہان درج کرتا ہون - ایک مرثیہ
شماخ کا کہا ہوا ہے

جَزَى اللهُ خَيْرًا مِنْ أَمِيرٍ وَبَارَكَتْ	يَدُ اللهِ فِي ذَاكَ الْأَدِيمِ الْمُمَزَّقِ

امیر المؤمنین کو خدا جزای خیر دے - اور خدا تعالی کا ہاتھ اس پارہ پارہ کی ہوئی جلد کو برکت دے!

فَمَنْ يَسْعَ أَوْ يَرْكَبْ جَنَاحَيْ نَعَامَةٍ	لِيُدْرِكَ مَا قَدَّمْتَ بِالْأَمْسِ يُسْبَقِ

جو شخص شتر مرغ کے ہر دو بازو پر سوار ہوکر یہ چاہے کہ جو کچھ تو نے پہلے کیا وہ بھی کرے
سو پیچھے رہ جائیگا - یعنی ایسے اعمال جو تیرے زمانہ گذشتہ مین ہوچکے اسکے ہرگز نہونگے -

قَضَيْتَ أُمُورًا ثُمَّ غَادَرْتَ بَعْدَهَا	بَوَائِجَ فِي أَكْمَامِهَا لَمْ تُفَتَّقِ

تو نے اپنے زمانہ مین بہت سے بڑے بڑے کام کیے اور بعد مین انکے پردون اور غلافون
مین ایسی آفتین چھوڑین جو اب تک ظاہر نہین ہوئی ہین -

أَبَعْدَ قَتِيلٍ بِالْمَدِينَةِ أَظْلَمَتْ	لَهُ الْأَرْضُ تَهْتَزُّ الْعِضَاهُ بِأَسْوُقِ

کیا بعد اس مقتول کے جو مدینہ مین قتل ہوا اور جس کے لیے زمین اندھیری ہوگئی
بڑے بڑے درخت اپنے تنون پر لہرائین گے -

تَظَلُّ الْحَصَانُ الْبِكْرُ يُلْقِي جَنِينَهَا	نَثَا خَبَرٍ فَوْقَ الْمَطِيِّ مُعَلَّقِ

شوہر والی پاکدامن حاملہ عورتین ایسی ہوگئین کہ انکے حمل کو اس خبر کی وحشت نے
جسکو شتر سوار شہر بہ شہر لیے پھرتے ہین گرا دیا ہے -

وَمَا كُنْتُ أَخْشَى أَنْ تَكُونَ وَفَاتُهُ	بِكَفَّيْ سَبَنْتَى أَزْرَقِ الْعَيْنِ مُطْرِقِ

اور مجھے اس بات کا خوف نہ تھا کہ اسکی موت ایک ایسے آدمی کے دونون ہاتھون سے
ہوگی جو جری گربہ چشم کمینہ وکم قدر ہو -

دوسرا مرثیہ حضرت عمر رض کی زوجہ عاتکہ بنت زید بن عمرو نے کہا ہے - حضرت

عاتکہ پہلے حضرت ابوبکر رض کے بیٹے حضرت عبداللہ کی بیوی تھین ۔ شوہر کے انتقال کے بعد حضرت عمر رض نے ان سے نکاح کرلیا تھا ؎

وَبِعَيْنٍ شَفَّهَا طُولُ السَّهَدْ	مَنْ لِنَفْسٍ عَادَهَا أَحْزَانُهَا

کون اس طبیعت کی غمخواری کرے جس کے غم اُس پر دوبارہ آئے ۔ اور کون اُس آنکھ کا علاج کرے جسے بیماری کی درازی نے تکلیف دی ہے ۔

رَحْمَةُ اللهِ عَلَىٰ ذَاكَ الْجَسَدْ	جَسَدٌ لُفِّفَ فِي أَكْفَانِهِ

وہ ایک جسم ہے جو اپنے کفنون مین لپیٹا گیا ہے ۔ خدا کی رحمت اس جسم پر ۔

لَمْ يَدَعْهُ اللهُ يَمْشِي بِسَبَدْ	فِيهِ تَفْجِيعٌ لِمَوْلًى غَارِمٍ

اُس جسم مین اس برادر عمزاد تاوان زدہ کی ضرر رسانی ہے جسکے پاس خدا نے کچھ نہین چھوڑا

حضرت عمر رض عائشہ رض کے کمرہ مین نبی صلعم اور حضرت ابوبکر کے برابر مین دفن کیے گئے ۔ یہ کیا دفن ہوئے گویا اسلام کے اچھے دن انکے کفن کے ساتھ مدفون ہو گئے ان کی وفات کے بعد خونریزی وقتال ۔ جنگ وجدال کا زمانہ شروع ہوتا ہے ۔ جب تک یہ زندہ رہے عدل وانصاف ۔ دینداری وخداترسی ۔ قوت و استقلال دانش وحکمت ۔ محنت ومشقت ۔ اتفاق واتحاد کے ساتھ رعایا کی بہبود وفلاح کے لیے سلطنت کے امور عظام کو سرانجام دیتے رہے ۔ اور اپنے زبردست ہاتھ سے فتنہ وفساد کو فرو رکھا ۔ انکی آنکھین بند ہوتے ہی اسلام کا آفتاب اقبال گہن مین آگیا ۔

حضرت عمر رض کے انتقال کے بعد حضرت عثمان بن عفان خلیفہ منتخب ہوئے انہون نے بارہ برس تک حکمرانی کی اور ۶۵۶ء مین باغیون کے ہاتھ سے مقتول ہوئے انکے عہد خلافت مین اسلامیون نے شمالی افریقیہ کو فتح کرکے اپنی سلطنت مین ملحق کرلیا ۔ ان ہی کے عہد مین ایک اسلامی بیڑا طیار ہوا جس نے رومیون کے بیڑے کو ۶۵۲ء مین سکندریہ کے قریب شکست فاش دی اور کئی جزائر پر جو شہنشاہ قسطنطنیہ کے باجگزار تھے قبضہ کرلیا ۔ حضرت عثمان رض بیاسٹی برس کی عمر مین مارے گئے ۔ یہ خاندان اُمیہ سے تھے اور معاویہ بن ابی سفیان حاکم شام انکا رشتہ دار تھا ۔ انکے

بعد حضرت علی رضؓ خلیفہ چنے گئے۔ معاویہ نے اطاعت سے انکار کیا اور حضرت عثمان رضؓ کے قاتلون سے قصاص لینے کی قسم کھائی۔ اِدھر حضرت عائشہ رضؓ حضرت عثمان رضؓ کی موت کی خبر سے نہایت متاثر ہوئین اور لوگون کو انتقام پر آمادہ کیا۔ طلحہ اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو پہلے حضرت علی رضؓ سے بیعت کر چکے تھے حضرت عائشہ کے ساتھ مل گئے۔ ان سبھون نے جمعیت کثیر اپنے ہمراہ لے کر بصرہ پر حملہ کیا اور اُس پر قابض ہو گئے۔ حضرت علی رضؓ فوج لیکر نکلے اور بصرہ کے مقابل خیمہ زن ہوئے۔ فریقین مین بڑی سخت لڑائی ہوئی جو جنگِ جمل کے نام سے مشہور ہے کیونکہ حضرت عائشہ ایک شتر پر سوار ہو کر شروع سے آخر تک اس جنگ مین موجود رہین۔ فریقین کے عنقریب دس ہزار مسلمین مارے گئے۔ گو حضرت علی رضؓ اس مین مظفر ہوئے تاہم انتقام لینے والون کا زور نہ ٹوٹا بلکہ یوماً فیوماً بڑھتا گیا۔ وَعْرَج المعنّی کی ایک نظم انہین واقعات پر مبنی ہے۔ ؎

اِنَّا اَبُوْ بَرْزَةَ اِذْ جَدَّ الْوَهَلْ ‖ خُلِقْتُ غَيْرَ زُمَّلٍ وَلَا وُكَلْ

مین صاحب جنگ ہون جب خوف شدید ہو جائے۔ مین بہادر پیدا ہوا ہون اور اپنا کام اپنے آپ کرنیوالا-

ذَا قُوَّةٍ وَذَا شَبَابٍ مُقْتَبَلْ ‖ لَا جَزَعَ الْيَوْمَ عَلٰى قُرْبِ الْاَجَلْ

پیدا ہوا ہون مین زور آور اور چڑھتی جوانی والا۔ کوئی گھبراہٹ نہین ہے آج کے دن موت کے قریب آجانیسے

اَلْمَوْتُ اَحْلٰى عِنْدَنَا مِنَ الْعَسَلْ ‖ نَحْنُ بَنِيْ ضَبَّةَ اَصْحَابُ الْجَمَلْ

موت ہمارے نزدیک شہد سے زیادہ میٹھی ہے۔ ہم بنی ضَبّہ صاحبانِ جنگ جمل ہین۔

نَحْنُ بَنُو الْمَوْتِ اِذَا الْمَوْتُ نَزَلْ ‖ نَنْعَى ابْنَ عَفَّانَ بِاَطْرَافِ الْاَسَلْ

ہم موت کے بیٹے ہین جب موت آئے ہم مرنے سے نہین ڈرتے۔ اور ہم اپنے نیزون کے بھالون سے حضرت عثمان بن عفان رضؓ کی موت کی خبر دیتے ہین۔

رُدُّوْا عَلَيْنَا شَيْخَنَا ثُمَّ بَجَلْ

شاعر حضرت علی رضؓ اور اُنکے ساتھیون کو خطاب کر کے کہتا ہے بس ہمارے شیخ حضرت عثمان کو ہمین لوٹا دو

اس لڑائی کے بعد حضرت علی رضؓ نے ملک شام پر فوج کشی کرنے کا ارادہ کیا۔ اُدھر معاویہ نے بھی مقابلہ کی ٹھانی۔ اب سوال درحقیقت یہ تھا کہ اسلام کی وسیع سلطنت پر حکمران کون ہو۔

خاندان ہاشم یا خاندان اُمیّہ؟ لازم اور واجب تو یہی تھا کہ نبی جس خاندان سے تھے وہی فرمانروائی کرے۔ کیونکہ آپ ہی کی بدولت لوگون کو اسلام کی بیقیاس برکتین ملین اور قوم عرب کو اقبالمندی و فروغ حاصل ہوا۔ آخر صِفّین کے میدان پر دونون لشکر جمع ہوئے اور لڑائی شروع ہوئی۔ جانبین کے محارب بڑی دلیری و شجاعت سے لڑے۔ کئی دن تک نہایت سخت خونریزی کے ساتھ جنگ رہی۔ جب معاویہ نے دیکھا کہ اُسکی فوج کو شکست ہونیوالی ہے تو یہ حیلہ اختیار کیا کہ نیزون کے بھالون پر قرآن شریف کے ورق لگوا دیے اور یہ کہا کہ کلام اللہ ہم دونون مین فیصلہ کرے۔ بڑے جھگڑے اور فساد کے بعد یہ بات قرار پائی کہ طرفین سے دو آدمی فیصلہ کے لیے مقرر ہون اور اُن کے فیصلہ کے مطابق عملدرآمد ہو۔ حضرت علیؓ کی طرف سے ابوموسیٰ اشعری اور معاویہ کیطرف سے عمرو بن العاص مقرر ہوئے عمرو بڑا مُتفنّی اور حیلہ باز تھا۔ ابوموسیٰ کو اُس نے یہ چقمہ دیا کہ حضرت علی رضؓ اور معاویہ دونون خلافت و حکمرانی سے برطرف کیے جائین اور کوئی اور شخص خلیفہ منتخب ہو۔ ابوموسیٰ اس دم مین آ گئے۔ اور کھڑے ہو علانیہ یہ راے دی کہ حضرت علی رضؓ خلافت سے برطرف کیے جائین۔ انہین اُمید تھی کہ عمرو بن العاص معاویہ کو برطرف کریگا۔ مگر اس شخص نے کھڑے ہو کر معاویہ کو خلافت پر مامور کیا۔ یہ سارے واقعات ۶۵۸ء مطابق ۳۸ھ ہجری مین ہوئے۔ معاویہ اپنے لشکر کو لے کر دمشق کو لوٹ گیا۔ اور حضرت علی کوفہ کو۔ ۶۶۱ء مین ساٹھ برس کی عمر مین حضرت علی رضؓ ایک شخص ابن مُلجم کے ہاتھ سے مجروح ہوئے اور چند دنون کے بعد اسی زخم کے اثر سے قضا کی۔ انکے بعد سلطنت و خلافت خاندان اُمیّہ کے ہاتھ آئی۔

حضرت علی رضؓ پر خلفاے راشدین کا زمانہ ختم ہوتا ہے۔ بیان سابق سے ظاہر ہے کہ ان چارون خلفاء کے عہد مین لوگون کی توجہ یا فتوحات و اقلیم ستانی یا خانہ جنگیون کی طرف رہی۔ قوم کو اتنی فرصت نہ تھی کہ علوم و فنون کی طرف متوجہ ہو۔ لہٰذا اس زمانہ مین شعراء و کملاء کم ہوئے مین۔ تو بھی یہ ضرور یاد رکھنا چاہیئے کہ گھٹیا شاعر بہت تھے جنکو اُنکے دو دو چار چار اشعار نے اسلام کے سبب سے بقاے دوام کا تاج پہنا دیا ہے۔

اس زمانہ کے شعراء مین حضرت علی رضؓ کا درجہ بالاتفاق ولاریب اوّل ہے۔ ان کے سارے اشعار جو اُنہون نے وقتاً فوقتاً مختلف موقعون پر کہے ہین ایک دیوان مین جمع کیے گئے ہین۔ انکا کلام نہایت پاکیزہ اور فصاحت وبلاغت سے بھرا ہوا ہے۔ شعر شعر مین طالب خرد ودانش کے لیے ایسی نصیحتین ہین جو دُرِّ یتیم کی مانند یگانہ وبیمثل ہین۔ جو اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ خود اپنی ذات مین رکھتے تھے اُنکا اظہار نہایت لطف کے ساتھ کیا ہے۔ آلام وتکالیف کے وقت امید وایمان۔ صبر وشکیبائی کو ہاتھ سے نہ دیتے تھے۔ غزوات کے متعلق بھی صدہا شعر کہے ہین جن مین اُنکی تلوار آتشبار کی تعریف اور اُنکی دلیری وجسارت کا بیان ہے۔ جن اشعار مین تضرّع ومناجات ہین اُن سے دل عجیب طور پر متأثر ہوتا ہے۔ دنیا کی بے ثباتی کے مضمون کو بڑی سلیس لفظون مین بیان کیا ہے ؎

اِنَّمَا الدُّنْیَا کَظِلٍّ زَائِلٍ	اَوْ کَضَیْفٍ بَاتَ لَیْلاً فَارْتَحَلْ
اَوْ کَحُلْمٍ قَدْ یَرَاہُ نَائِمٌ	اَوْ کَبَرْقٍ لَاحَ فِی اُفُقِ الْاَمَلْ

جز این نیست کہ دُنیا ڈھلنے والے سایہ کی مانند ہے یا اُس مہمان کی مانند ہے جو رات کاٹے اور صبح رخصت ہو جائے۔ یا مثل اُس خواب کے ہے جسے سونے والا دیکھتا ہے یا اُس بجلی کی طرح ہے جو امید کے اُفق پر چمکتی ہے

ہر مضمون پر انہون نے نہایت اعلی درجے کے پُر لطف واثر کن شعر کہے ہین۔ نبی عم کی وفات پر بھی کئی رقت انگیز مرثیے کہے ہین جنہین سے ایک مرثیے کے چند شعر یہان نقل کیے جاتے ہیں۔

اَمِنْ بَعْدِ تَکْفِیْنِ النَّبِیِّ وَدَفْنِہٖ	بِاَثْوَابِہٖ آسیٰ عَلٰی ھَالِکٍ ثَوٰی

کیا بعد نبی عم کے کفنائے جانے اور معہ اپنے کپڑون کے دفن کیے جانے کے مین کسی مردہ پر جو قبر مین مقیم ہو غمگین ہوؤن۔؟

رُزِئْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فِیْنَا فَلَنْ نَرٰی	بِذَاکَ عَدِیْلًا مَا حَیِیْنَا مِنَ الرَّدٰی

ہم اُنکی جو ہم مین خدا کے رسول تھے مصیبت پہنچائے گئے ہین۔ پس جس وقت تک جیتے ہین ہرگز ایسی موت وہلاکت کی نظیر نہین دیکھین گے۔

وَكُنَّا بِهِمْ آهٍ نَرَى النُّورَ وَالْهُدَى	صَبَاحًا مَسَاءً رَاحَ فِينَا أَوِ اغْتَدَى

اور ہم اُنکے دیدار سے صبح وشام جب وہ ہم مین آتے جاتے تھے نور وہدایت پاتے تھے یعنے اُنکا دیدار ہمارے لیے بمنزلۂ نور وہدایت تھا۔

لَقَدْ غَشِيَتْنَا ظُلْمَةٌ بَعْدَ مَوْتِهِ	نَهَارًا فَقَدْ زَادَتْ عَلَى ظُلْمَةِ الدُّجَى

ہمپر تو بیشک اُنکی موت کے بعد دن دہاڑے اندہیرا چھا گیا۔ اور اُس اندہیرے نے تاریکی شب کو بھی مات کیا۔
انکی زوجہ حضرت فاطمہ رض بھی شعرگوئی مین اعلےٰ درجہ کا ملکہ رکہتی تہین۔ انہون نے اپنے پدر بزرگوار نبی ؐ پر کئی دردناک ولسوز مرثیے کہے۔ ایک مرثیے کے چند شعر یہ ہین ؎

اِغْبَرَّ آفَاقُ السَّمَاءِ وَكُوِّرَتْ	شَمْسُ النَّهَارِ وَأَظْلَمَ الْعَصْرَانِ

آسمان کے کنارے غبار آلود ہوگئے۔ اور دن کا آفتاب اندھیرا و گرد آلود ہوگیا اور صبح وشام تاریک ہوگئے

وَالْأَرْضُ مِنْ بَعْدِ النَّبِيِّ كَئِيبَةٌ	أَسَفًا عَلَيْهِ كَثِيرَةُ الْأَحْزَانِ

اور نبی کی وفات کے بعد زمین بھی مارے افسوس کے نالان اور نہایت غمناک ہورہی ہے۔

فَلْيَبْكِهِ شَرْقُ الْبِلَادِ وَغَرْبُهَا	وَلْيَبْكِهِ مُضَرٌ وَكُلُّ يَمَانِي

پس لازم ہے کہ اُن پر ممالک کے مشرق ومغرب روئین۔ اور نسل مُضر اور ہر یمانی ماتم کرے۔
اور ایک اور مرثیے مین آپ فرماتی ہین ؎

فَيَا سَاكِنَ الصَّحْرَاءِ عَلَّمْتَنِي الْبُكَا	وَذِكْرُكَ أَنْسَانِي جَمِيعَ الْمَصَائِبِ

سوائے صحرا کے رہنے والے یعنے اے ساکن قبر جس نے مجھے زاری ونوحہ سکھایا ہے اور حال یہ ہے کہ تیری یاد نے مجھے ساری مصیبتین بھلادین۔

فَإِنْ كُنْتَ عَنِّي فِي التُّرَابِ مُغَيَّبًا	فَمَا كُنْتَ عَنْ قَلْبِي الْحَزِينِ بِغَائِبِ

اگرچہ تو مجھ سے روپوش ہوکر تہ زمین مین جاچھپا ہے۔ تو بھی تو میرے دل غمگین سے ہرگز غائب نہین بلکہ اس مین موجود ہے۔
ان اشعار مین حضرت سیدہ نے رنج والم کی انتہا کو نہایت سادگی وسلاست کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس مضمون پر ان سے بہتر شعر آج تک کسی شاعر نے کسی زبان مین نہین کہے ہین۔ آپ نے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے پہلے سال ۱۱ھ مین وفات پائی۔

اس زمانہ کے اشعار کی خصوصیات بہت کچھ وہی ہین جو زمانۂ جاہلیت کے اشعار کی خصوصیات ہین۔ اصل فرق صرف چند باتون مین دکھائی دیتا ہے۔ جاہلیت کے شعراء منجملہ اور باتون کے میخواری وقمار بازی پر ضرور ہی فخریہ اشعار کہتے ہین۔ اسلامی شعرا علے العموم انکا ذکر بھی نہین کرتے۔ پھر قدیم شعراء کے کلام مین ایام جاہلیت کا ذکر بار بار آتا ہے۔ اسلامی شعراء غزوات اسلامی کا ذکر بڑے فخر کے ساتھ کرتے ہین۔ علاوہ ان فرقون کے ایک خاص فرق اور پایا جاتا ہے۔ جاہلیت کے کلام مین عجیب طرح کی مایوسی کی صدا ہے جو شہوات نفسانیہ اور خواہشات حیوانیہ کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ اُنکی نظر مین آدمی ایک کھلونا ہے جو قضا وقدر کے ہاتھ مین ہے اور زندگی محض ایک تماشا ہے۔ قدم قدم پر اُنہین موت وفنا دکھائی دیتی ہین۔ اسی سبب سے وہ دل کھول کر لہو ولعب۔ رقص وسرود میخواری وعشقبازی۔ کینہ وعداوت۔ مروّت ومحبّت مین مصروف نظر آتے ہین کیونکہ اُنہین اس زندگی کے بعد پھر نہ لوٹ کر آنے کی اور نہ زندہ رہنے کی امید ہے۔ اسلامی شعرا اس کے برعکس نہایت خالص ایمان وامید۔ خوشی وشادمانی سے بھرے ہین کیونکہ وہ جانتے ہین کہ خدا سے قادر۔ رحیم وغفور۔ خالق ومعبود انکا رازق ونگہبان ہے۔ اور اس چند روزہ زندگی کے بعد حیاتِ جاودانی اور راحت سرمدی شروع ہونگی۔ قیامت وعدالت کا خیال انکے دلون مین ایسا راسخ ہوگیا ہے کہ بات بات مین اسکا ذکر کرتے ہین۔ ان خصوصیات کے علاوہ ایک اور خاص وصف ان مین دکھائی دیتا ہے کہ یہ جذبات النسانی کو اپنے تابع رکھکر ہر بات مین خوف خدا دکھاتے ہین بُرائی عداوت ودشمنی پر رحم کا خیال اور معاف کر دینے کی طبیعت غالب آتی ہے گو کبھی کبھی سخت دلی بھی نظر آتی ہے۔ باقی اور باتون مین اسلامی شعراء جاہلیت کے شعراء سے ملتے ہین۔ کلام اِنکا ایسا فصیح وبلیغ نہین جیسا جاہلیت کا ہے مگر حمیت و مروّت۔ سخاوت وشجاعت مین اُن سے رتّی بھر بھی کم نہین چنانچہ ذیل مین ہم معہ نظائر یہ ثابت کرین گے۔

(۱) اسلامی شعراء مثل قدیم شعراء کی کثرتِ جنگ پر فخر کرتے ہین۔ لہذا اسّواء

بن المضرب السعدی کہتا ہے ؎

وَاِنّی لا اَزَالُ اَخَا حُرُوبِ	اِذَا لَمْ اَجْنِ کُنْتُ مِجَنَّ جَانِ

اور مین تو ہمیشہ لڑتا ہی رہتا ہون۔ اگر مین خود کسیکو نہ ستاؤن تو اور لڑائی والونکی سپر اور پشت پناہ رہتا ہون۔

(۲) غیرت و خودداری انمین غایت درجہ کی ہے۔ چنانچہ حریش بن ہلال القریعی کہتا ہے ؎

نُعَرِّضُ لِلسُّیُوفِ اِذَا الْتَقَیْنَا	وُجُوھًا لا تُعَرَّضُ لِلَّطَامِ

جس وقت ہم جنگ مین ہوتے ہین تو تلوارون کے روبرو ایسے مُنہ پیش کرتے ہین جو طمانچون کے لیے پیش نہین کیے جاتے۔

وَلَسْتُ بِخَالِعٍ عَنِّی ثِیَابِی	اِذَا ھَرَّ الْکُمَاۃُ وَلا اُرَامِی

اور جب بہادر لوگ لڑائی سے متنفر ہون تو مین اپنے ہتھیار نہین اُتارتا اور نہ تیر اندازی کرتا ہون۔

وَلٰکِنِّی یَجُوْلُ الْمُھْرُ تَحْتِی	اِلَی الْغَارَاتِ بِالْعَضْبِ الْحُسَامِ

بلکہ میری سواری کا بچھیڑا لوٹ مار کی طرف تیز تلوار کے ساتھ جو میرے پاس ہوتی ہے جولانی کرتا ہے۔

(۳) انتقام لینے مین انکی طبیعت ویسی ہی تھی جیسی زمانۂ جاہلیت کے لوگون کی تھی۔ چنانچہ اشتر النخعی جو حضرت علی رضؓ کے اصحاب مین سے تھا کہتا ہے ؎

بَقَّیْتُ وَفْرِی وَانْحَرَفْتُ عَنِ الْعُلٰی	وَلَقِیْتُ اَضْیَافِی بِوَجْہِ عَبُوْسِ

مین اپنا مال کثیر جمع کرون اور عزت و شرف کی باتون سے روگردان ہوؤن اور مہمانون سے ترشروئی کے ساتھ ملون۔

اِنْ لَمْ اَشُنَّ عَلَی ابْنِ حَرْبٍ غَارَۃً	لَمْ تَخْلُ یَوْمًا مِنْ نِھَابِ نُفُوْسِ

مین اوپر کی معیوب باتون مین مبتلا ہوجاؤن اگر معاویہ بن حرب رض پر ایسی لوٹ کا مینہ نہ برساؤن جو جانون کی لوٹ سے کسی دن خالی نہین۔

خَیْلًا کَاَمْثَالِ السَّعَالِی شُزَّبًا	تَعْدُوْ بِبِیْضٍ فِی الْکَرِیْھَۃِ شُوْسِ

اور وہ لوٹ گھوڑے ہین جو مثل غول بیابانی کے تیز رَو ہین اور پتلی کمر کے ہین اور ایسے مردان کریم کو لے کر دوڑتے ہین جو دشمنون کو بنظر حقارت دیکھتے ہین۔

(۴) مصائب کی برداشت میں وہ قدماء کیطرح بڑی جفاکشی کی روح دکھاتے ہیں چنانچہ احوص بن محمد بن عاصم الانصاری کہتا ہے۔ ؎

مَا تَعْتَرِيْنِيْ مِنْ خُطُوْبٍ مُلِمَّةٍ	إِلَّا تُشَرِّفُنِيْ وَتُعْظِمُ شَانِيْ

آنے والی مصیبتیں میرے اوپر نازل ہو کر فقط میری عزت و شان کو بڑھا دیتی ہیں اور مجھے نقصان نہیں پہنچاتیں۔

إِنِّيْ إِذَا خَفِيَ الرِّجَالُ وَجَدْتَنِيْ	كَالشَّمْسِ لَا تَخْفٰى بِكُلِّ مَكَانِ

جب اور لوگ پوشیدگی اختیار کریں تو ہیں مثل آفتاب کے ہوں جو کسی مکان میں نہیں چھپتا

(۵) اپنے مقتول کے بدلے خون بہا ہیں بلکہ قصاص لینے کو ممدوح جانتے تھے۔ چنانچہ معاویہ بن سفیان کے عہد میں ایک شخص ہدبہ نے ایک آدمی کو جان سے مار دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد قاتل کیطرف سے سعید بن العاصی عامل مدینہ نے سات دیتیں مقتول کے بیٹے مسور کے آگے پیش کیں لیکن اُس نے اُن کے لینے سے انکار کیا۔ آخر حسین بن علی رض۔ عبداللہ بن عمرو۔ عمرو بن عثمان۔ سعید بن العاصی اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے دیت دونی کر دی اور یہ چاہا کہ مسور دیت لے کر قصاص سے باز آئے پر اس نے دیت لینے سے انکار کیا اور کہا۔ ؎

أَبَعْدَ الَّذِيْ بِالنَّعْفِ نَعْفِ كُوَيْكِبٍ	رَهِيْنَةُ رَمْسٍ ذِيْ تُرَابٍ وَجَنْدَلِ

کیا بعد اُس شخص کے جو کوہ کویکب کی ترائی میں مدفون ہے اور جو قبر کا جس پر مٹی اور سخت پتھر پڑے ہیں قیدی ہے۔

أُذَكَّرُ بِالْبُقْيَا عَلٰى مَنْ أَصَابَنِيْ	وَبُقْيَايَ أَنِّيْ جَاهِدٌ غَيْرُ مُؤْتَلِ

کیا میں اُس شخص پر جسنے مجھے ستایا ہے رحم یاد دلایا جاؤں۔ میرا رحم تو یہ ہے کہ میں قصاص لینے میں بغیر کوتاہی کوشش کرنے والا ہوں۔

فَلَا يَدْعُنِيْ قَوْمِيْ لِيَوْمِ كَرِيْهَةٍ	لَئِنْ لَمْ أُعَجِّلْ ضَرْبَةً أَوْ أُعَجَّلِ

بخدا اگر میں قاتل کے جلد ضرب نہ ماروں یا جلد نہ مارا جاؤں تو میری قوم لڑائی کے دن مجھکو نہ بلائیو

أَنَخْتُمْ عَلَيْنَا كَلْكَلَ الْحَرْبِ مَرَّةً	فَنَحْنُ مُنِيْخُوْهَا عَلَيْكُمْ بِكَلْكَلِ

تم نے ہم پر ایک دفعہ لڑائی کے سینہ کو بٹھا دیا - پس ہم بھی اُسکے سینہ کو تم پر بٹھائینگے
اسی طرح کے چند اشعار اور بھی اُس نے کہے اور اپنے والد کے قاتل سے قصاص لیا -
(۶) آلام و شدائد مین صبر کو مستحسن سمجھتے تھے - چنانچہ حریث بن عناب النبہانی اپنی ایک نظم مین کہتا ہے ؎

وَلَيْسَ عَلَى رَيْبِ الزَّمَانِ مُعَوَّلُ	تَعَزَّ فَإِنَّ الصَّبْرَ بِالْحُرِّ أَجْمَلُ

صبر کر کیونکہ بیشک صبر آزاد آدمی کے لیے اچھا ہے اور زمانہ کے انقلاب پر کوئی اعتماد نہین ہے -

لِحَادِثَةٍ أَوْ كَانَ يُغْنِي التَّذَلُّلُ	فَلَوْ كَانَ يُغْنِي أَنْ يُرَى الْمَرْءُ جَازِعًا

کیونکہ اگر کسی حادثہ کے سبب مرد کا مضطر و بیقرار رہنا یا لوگوں کے سامنے ذلیل و خوار ہونا مفید بھی ہو -

وَنَائِبَةٍ بِالْحُرِّ أَوْلَى وَأَجْمَلُ	لَكَانَ التَّعَزِّي عِنْدَ كُلِّ مُصِيبَةٍ

اُس حال مین بھی بیشک ہر مصیبت و حادثہ کے وقت آزاد آدمی کے لیے صبر افضل و زیبا ہے -

وَمَا لِامْرِئٍ عَمَّا قَضَى اللهُ مَزْحَلُ	فَكَيْفَ وَكُلٌّ لَيْسَ يَعْدُو حِمَامَهُ

پس گھبرانا کسلیئے جس حال مین کہ اپنی موت سے کوئی تجاوز نہین کر سکتا اور نہ حکم خدا سے کوئی جای گریز ہے
(۷) فقر و فاقہ مین بھی مالدارون کا سا استغناء دکھاتے ہین - چنانچہ ایک دفعہ بنی مازن کو غارتگرون نے لوٹکر تباہ حال کر دیا - اور اُنکے سارے جانور ہانک لے گئے جزء بن ضرار مازنی شاعر کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے اُسیوقت ایک نظم کہی جس مین سے دو اشعار یہان نقل کرتا ہون - وہ اپنی قوم کی تعریف مین کہتا ہے ؎

لَهُ وَرَقٌ لِلسَّائِلِينَ رَطِيبُ	فَقِيرُهُمُ مُبْدِي الْغِنَى وَغَنِيُّهُمْ

انکا فقیر بھی تونگری ظاہر کرنیوالا ہے - اور ان کا امیر حاجتمندون کے لیے فائدہ بخش ہے

ذَلُولٌ بِحَقِّ الرَّاغِبِينَ رَكُوبُ	ذَلُولُهُمُ صَعْبُ الْقِيَادِ وَصَعْبُهُمْ

ان کا مطیع بھی قابو مین نہین آتا اور نہ ظلم قبول کرتا ہے اور انکا تندخو آدمی سائلون کے لیئے مطیع اور اُن کی سواری ہے -
(۸) جب کینہ و عداوت پر اُترتے تو اپنون کے بھی جانی دشمن ہو جاتے تھے - چنانچہ ارطاۃ بن سُہیّہ ایک مخضرمی شاعر کہتا ہے ؎

وَنَحْنُ بَنُو عَمٍّ عَلَى ذَاتِ بَيْنِنَا | زَرَابِيُّ فِيهَا بِغْضَةٌ وَتَنَافُسُ

ہم ہین تو چچا کے بیٹے لیکن ہم مین دلی عداوت پیدا ہو گئی ہے۔ اور کوئی تو ہم مین سے اُسے ناپسند کرتا ہے اور کوئی پسند۔

وَنَحْنُ كَصَدْعِ الْعُسِّ إِنْ يُعْطَ شَاعِبًا | يَدَعْهُ وَفِيهِ عَيْبُهُ مُتَشَاخِسُ

اور ہم مثل بڑے پیالے کے ہین جس مین شگاف ہو۔ اگر وہ پیالہ جوڑنے والے کو دیا جائے تو وہ اُسے ایسا جوڑے کہ اُسکا عیب ظاہر ہو۔

(۹) یہ بھی اپنی اولاد سے غایت درجہ کی محبت کرتے تھے خواہ وہ لونڈی کے بطن سے کیون نہو۔ چنانچہ عمرو بن شاش ایک مخضرمی شاعر اور صحابی کا ایک بیٹا تھا جسکا نام عرار تھا۔ یہ لڑکا سیاہ فام تھا اور اسکی ماں ایک حبشن لونڈی تھی۔ عمرو بن شاش کی بیوی ہمیشہ اُس لڑکے کو لعن طعن کرتی رہتی اور ستاتی تھی۔ آخر شوہر تنگ آکر اپنی بیوی سے مخاطب ہو کر کہتا ہے

أَرَادَتْ عِرَارًا بِالْهَوَانِ وَمَنْ يُرِدْ | عِرَارًا لَعَمْرِي بِالْهَوَانِ فَقَدْ ظَلَمْ

میری بیوی نے عرار کی ذلت کا ارادہ کیا ہے۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم جس نے عرار کی ذلت کا ارادہ کیا اپنے اوپر ظلم کیا۔

فَإِنْ كُنْتِ مِنِّي أَوْ تُرِيدِينَ صُحْبَتِي | فَكُونِي لَهُ كَالسَّمْنِ رُبَّتْ لَهُ الْأَدَمْ

پس اگر تو میری ہے اور میرے پاس رہنا چاہتی ہے تو عرار کے حق مین ایسی ہو جا جیسے مدبوغ اوجھوڑی جس مین گھی نہین بگڑتا۔

وَإِنْ كُنْتِ تَهْوِينَ الْفِرَاقَ ظَعِينَتِي | فَكُونِي لَهُ كَالذِّئْبِ ضَاعَتْ لَهُ الْغَنَمْ

اور اگر تو مجھ سے جدائی اور طلاق کی خواہان ہے تو اُس کے حق مین مثل اُس بھیڑیے کی ہو جس کے قبضہ سے بھیڑ جاتی رہی ہو۔

اسی نظم مین وہ آگے کہتا ہے کہ عرار اگرچہ سیاہ رنگ ہے والد کی نظر مین نہایت عزیز ہے

(۱۰) قرابت و رشتہ داری کا انہین بڑا خیال تھا۔ وقت پر خویش و اقارب ہی کام آتے تھے۔ چنانچہ قراد بن عباد کہتا ہے۔ ۵

فَآخِ بِحَالِ السِّلْمِ مَنْ شِئْتَ وَاعْلَمَنْ | بِأَنَّ سِوَى مَوْلَاكَ فِي الْحَرْبِ أَجْنَبُ

پس صلح و سلامتی کی حالت مین جس سے چاہے بھائی چارہ کرلے اور جان لے کہ تیرے چچازاد بھائی کے سوا باقی سب

وموالاک الذی ان دعوتہ　　اجابک طوعا والدماء تصبب

اور فی الحقیقت تیرا چچازاد بھائی وہ ہے کہ اگر تو اسکو امداد کے لیے بلائے تو وہ خوشی خوشی تیری مانے ایسے حال میں کہ خون بہائے جارہے ہوں ۔

فلا تخذل المولی وان کان ظالما　　فان بہ تثأی الامور وترأب

پس اپنے چچازاد بھائی کو خواہ وہ ظالم بھی ہو مت چھوڑ۔ کیونکہ اسی کے ذریعے کام بگڑتے اور سدھرتے ہیں۔

(۱۱) حسب ونسب پر انہیں بھی بہت فخر ہے چنانچہ قیس بن عاصم المنقریؓ ایک مشہور صحابی فرماتے ہیں ؎

انی امرؤ لا یعتری خلقی　　دنس یفندہ ولا افن

میں ایسا مرد ہوں کہ کوئی ایسی ناقص وناپاک بات میری عادت کو پیش نہیں آتی جو مجھے بدفہمی کی طرف منسوب کرے اور نہ کم عقلی عارض ہوتی ہے ۔

من منقر فی بیت مکرمۃ　　والغصن ینبت حولہ الغصن

میں بنی منقر سے خانہ شرف وعزت میں ہوں اور شاخ کے ارد گرد اسی قسم کی شاخ پیدا ہوتی ہے۔

خطباء حین یقوم قائلھم　　بیض الوجوہ مصاقع لسن

وہ لوگ بڑے گویا ہیں جبکہ ان میں کا بولنے والا تقریر کو کھڑا ہو۔ اور سفید رنگ اور فصیح وبلیغ زبان آور ہیں۔

(۱۲) جود وسخا کی تعریف بھی اسلامی شعراء نے نہایت بلاغت کے ساتھ کی ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن الزبیر الاسدی عمرو بن عثمان بن عفان رضؓ کی تعریف میں کہتا ہے ؎

ساشکر عمروا ان تراخت منیتی　　ایادی لم تمنن وان ھی جلت

اگر میری موت نے مجھے مہلت دی تو میں عمرو کا ان نعمتوں کے بدلے جو باوجود اپنی کلانی کے منقطع نہیں ہوئیں شکر کروں گا ۔

فتی غیر محجوب الغنی عن صدیقہ　　ولا مظھر الشکوی اذا النعل زلت

وہ ایسا جوان ہے کہ اپنی تونگری کو اپنے دوست سے چھپاتا نہیں اور جب تونگری سے افلاس کی طرف اسکی حالت پلٹے تو وہ شکایت نہیں کرتا

رأی خلتی من حیث یخفی مکانھا　　فکانت قذی عینیہ حتی تجلت

اُس نے میری حاجت اُس جگہ دیکھ لی جہان وہ چھپی تھی سو میری حاجت اُسکی آنکھون کا کنک ہوگئی یہان تک کہ وہ جاتی رہی ۔

اصل قصہ یہ ہے کہ شاعر ایک دن ممدوح سے کھڑا باتین کر رہا تھا ۔ اتفاقاً اُسکے کُرتہ کی آستین پر جو پھٹی ہوئی تھی اور لباس کے نیچے تھی ممدوح کی نظر پڑ گئی گھر پہنچکر ممدوح نے شاعر کے پاس دس ہزار درہم اور سو تھان بھیج دیئے ۔

حسّان بن ثابت رضؓ فرماتے ہین ؎

اَصُونُ عِرْضِی بِمَالِ لَا اُدَنِّسُہٗ	لَا بَارَكَ اللّٰہُ بَعْدَ الْعِرْضِ فِی الْمَالِ

مین اپنی آبرو کو ایسے مال کے ذریعے سے بچاتا ہون جسے نجاستِ بُخل سے ناپاک نہین کرتا آبرو جانے کے بعد خدا مال مین برکت نہ دے ۔

خلف بن خلیفہ قیس بن ثعلبہ کا مولیٰ آل شیبان بن ثعلبہ کی تعریف مین کہتا ہے ؎

هُمُ الْجَبَلُ الْاَعْلٰی اِذَا مَا تَنَاكَرَتْ	مُلُوكُ الرِّجَالِ اَوْ تَخَاطَرَتِ الْبُزْلُ

جب اور سردار شدتِ قحط کے سبب سے انجان ہو جائین یا جب شتران قوی ہیکل بخوف شدائد جنگ بھاگین تو وہ لوگ اور دن کے محافظ ہین

لَنَا فِیْهِمْ حِصْنٌ حَصِیْنٌ وَ مَعْقِلٌ	اِذَا حَرَّكَ النَّاسَ الْمَخَاوِفُ وَالْاَزْلُ

اُن مین ہمارے لیے مضبوط قلعہ و جائے پناہ ہے جبکہ خوف اور مصائب کی سختیان لوگون کو اُن کی جگہہ سے ہلا دین ۔

(۱۳) مرثیہ خوانی مین اسلامی شعرار جاہلیت کے شعرار سے بالکل ملتے ہین ۔ ان کے نوحے بھی نہایت دلدوز و جگر خراش ہین ۔

ایک شاعر مُویلک اپنی زوجہ اُمّ العلاء کے مرثیہ مین اُسے خطاب کرکے کہتا ہی ؎

اَنّٰی حَلَلْتِ وَكُنْتِ جِدَّ فَرُوْقَةٍ	بَلَدًا یَمُرُّ بِهِ الشُّجَاعُ فَیَفْزَعُ

تو بڑی ڈر لوک تھی ۔ تو اب ایسے شہر مین جہان بہادر بھی جاکر ڈر جاتا ہی تو نے کیونکر ڈیرے ڈالدیئے ۔

صَلَّى عَلَیْكِ اللّٰهُ مِنْ مَفْقُوْدَةٍ	اِذْ لَا یُلَائِمُكِ الْمَكَانُ الْبَلْقَعُ

اے گم شدہ ۔ خدا تجھ پر رحم کرے کیونکہ خالی مکان تیرے لیے مناسب نہین ۔ اس لیے

رحمت باری تیرے لیے صادر ہو۔

فَلَقَدْ تَرَكْتَ صَغِيرَةً مَرْحُومَةً	لَمْ تَدْرِ مَا جَزَعٌ عَلَيْكَ فَتَجْزَعُ

تونے تو اپنے پیچھے ایسی قابل رحم چھوٹی لڑکی چھوڑی ہے جو باوجود اپنی بیہوشی اور بیخبری کے پھر بھی تیرے لیے گھبراتی ہے۔

فَقَدَتْ شَمَائِلَ مِنْ لِزَامِكَ حُلْوَةً	فَتَبِيتُ تُسْهِرُ أَهْلَهَا وَتُفْجِعُ

اس چھوٹی لڑکی نے تیری چھاتی سے لگانے کی مزیدار عادت کو گم کیا ہے۔ اس لیئے اب وہ ساری رات گھر والون کو جگاتی اور دردمند کرتی ہے۔

وَإِذَا سَمِعْتُ أَنِينَهَا فِي لَيْلِهَا	طَفِقَتْ عَلَيْكَ شُؤُونُ عَيْنِي تَدْمَعُ

اور جب مین رات کو اُسکے رونے کی آواز سنتا ہون تو میری آنکھ کے آنسو تیرے غم مین بہنے لگتے ہین۔

فاطمہ بنت الاحجم الخزاعیہ رضؓ ایک جلیلہ صحابیہ اپنے بھائی جرّاح کے مرثیہ مین فرماتی ہین ؎

قَدْ كُنْتَ لِي جَبَلاً أَلُوذُ بِظِلِّهِ	فَتَرَكْتَنِي أَضْحَى بِأَجْرَدَ ضَاحِ

تو میرے حق مین بمنزلہ پہاڑ کے تھا جسکے سایہ مین مین پناہ لیے تھی۔ اب تونے مجھے ایسے حال مین چھوڑا کہ مین چٹیل میدان مین بغیر درخت یا سایہ کے دہوپ مین بیٹھی ہون

قَدْ كُنْتُ ذَاتَ حَمِيَّةٍ مَا عِشْتَ لِي	أَمْشِي الْبَرَازَ وَكُنْتَ أَنْتَ جَنَاحِي

جبتک تو جیتا رہا مین غیرت والی تھی کہ بیخوف کھلے میدان مین سیر کرتی تھی اور تو میرا بازو تھا۔

فَالْيَوْمَ أَخْضَعُ لِلذَّلِيلِ وَأَتَّقِي	مِنْهُ وَأَدْفَعُ ظَالِمِي بِالرَّاحِ

پس مین آجکے دن کمینہ سے بھی بعاجزی پیش آتی ہون اور اُس سے ڈرتی ہون اور اپنے ستانے والے کو ہتھیلی سے دور و دفع کرتی ہون۔

وَأَغُضُّ مِنْ بَصَرِي وَأَعْلَمُ أَنَّهُ	قَدْ بَانَ حَدُّ فَوَارِسِي وَرِمَاحِي

اور چشم پوشی کرتی ہون اور جانتی ہون کہ میرے سوارون اور نیزون کی تیزی تیری موت کے سبب جاتی رہی ہے۔

(۱۴) تعشق و محبت زنان حسینہ مین بھی یہ کم نہین۔ چنانچہ ایک شاعر وضاح بن اسمعیل بن عبد کلال کہتا ہے ؎

صَبَا قَلْبِي وَ مَالَ اِلَيْكِ مَيْلًا	وَ اَرَّقَنِي خَيَالُكِ يَا اُثَيْلَا

اے اُثیلہ میرا دل تجھ پر فریفتہ اور بشدت مائل ہے اور تیرے خیال و تصور نے مجھے بیدار رکھا بسبب اضطراب و درد فراق کے۔

يَمَانِيَةٌ تُلِمُّ بِنَا فَتُبْدِي	دَقِيقَ مَحَاسِنٍ وَ تُكِنُّ غَيْلَا

میری محبوبہ یمن کی رہنے والی ہے جب اُسکا خیال ہمارے پاس آتا ہے تو وہ باریک خوبیوں کو ظاہر کرتا اور موٹی خوبیوں کو چھپاتا ہے۔

ذَرِينِي مَا اَمَمْنَ بَنَاتِ نَعْشٍ	مِنَ الطَّيْفِ الَّذِي يَنْتَابُ لَيْلَا

اے اُثیلہ۔ جب تک ہمارے گھوڑے بلاد شام کو جاتے ہین ہمین اپنے خیال سے جو رات کو بار بار ہمارے پاس آتا ہے معاف رکھ۔

وَ لٰكِنْ اِنْ اَرَدْتِ فَهَيِّجِينَا	اِذَا رَمَقَتْ بِاَعْيُنِهَا سُهَيْلَا

لیکن اگر تو چاہے تو اُسوقت مجھے اپنے شوق سے بیقرار کر جب ہمارے گھوڑے اپنی آنکھوں سے سُہیل کو جو یمن مین نمودار ہوتا ہے دیکھین۔

فَاِنَّكِ لَوْ رَاَيْتِ الْخَيْلَ تَعْدُو	عَوَابِسَ يَتَّخِذْنَ النَّقْعَ ذَيْلَا

کیونکہ اگر تو گھوڑونکو دیکھے جو ترش رو ہوکر غبار مین دوڑتے ہین اور اُسیکو اپنا دامن بنالیتے ہین

رَاَيْتِ عَلٰى مُتُونِ الْخَيْلِ جِنًّا	تُفِيدُ مَغَانِمًا وَ تُفِيتُ نَيْلَا

تو تو اُن گھوڑون کی پشت پر ایسے بہادر دیکھے جو مثل جن کی ہین اور جو دوستون کو مالِ غنیمت دیتے اور دشمنون کو عطا سے محروم رکھتے ہین۔

پس نظائر مذکورۂ بالا سے ثابت ہے کہ بہت باتون مین زمانۂ اسلام کی شاعری کی صنفین ایام جاہلیت سے ملتی ہین۔ بیشک اسلام کے آنے سے لغو توہمات و باطل معتقدات کی کی بجائے ہمین خدائے سرمدی و صمد کے اوصاف اور جزا و سزائے عقبےٰ اور ملائکہ اور حیات آیندہ کا ذکر ملتا ہے۔ موت و محاسبۂ قیامت کا خیال بھی اسلامی شعراء کے کلام مین اکثر پایا جاتا ہے۔ پہلے زمانۂ جاہلیت مین تلوار ان کے جھگڑون کا فیصلہ کرتی تھی۔ اب سب کچھ خدا کے ہاتھ مین ہے۔ چنانچہ یہ امر ہمین صفائی سے

حضرت علی رض اور حسّان بن ثابت رض کے کلام مین دکھائی دیتا ہے۔ نظیر کے طور پر مین حضرت علی رض کے اُن ابیات سے جو اُنہون نے معاویہ بن سفیان کے پاس لکھکر بھیجے چند شعر نقل کرتا ہون۔ آپ ان اشعار سے ظاہر ہو جائیگا کہ اسلامیون کا قیامت و عدالت کی نسبت کیسا پختہ عقیدہ ہے۔

اِلَى الدَّيَّانِ يَوْمَ الدِّيْنِ نَمْضِي	وَعِنْدَ اللهِ تَجْتَمِعُ الْخُصُوْمُ

ہم روز حساب کے فیصلہ کرنے والے کے پاس جائین گے اور خدا ہی کے سامنے سارے جھگڑے جمع ہوتے ہین انفصال کے واسطے۔

سَتَعْلَمُ فِي الْحِسَابِ اِذَا الْتَقَيْنَا	غَدًا عِنْدَ الْمَلِيْكِ مَنِ الظَّلُوْمُ

پس جبکہ حساب دینے کے لیے قیامت کے روز مین اور تو خدا کے سامنے اکٹھے ہونگے تو تو جان لیگا کہ مجھ مین اور تجھ مین ظالم کون ہے پھر چند شعر کے بعد وہ فرماتے ہین۔

تَرُوْمُ الْخُلْدَ فِي دَارِ الْمَنَايَا	فَكَمْ قَدْ رَامَ مِثْلُكَ مَا تَرُوْمُ

تو موتون کے گھر مین دوام کا خواہشمند ہے۔ تیرے سوا اور بہتون نے بھی اُسکی خواہش کی جس کی خواہش تو کر رہا ہے۔ پر مراد کو نہ پہونچے۔

تَنَامُ وَلَمْ تَنَمْ عَنْكَ الْمَنَايَا	تَنَبَّهْ لِلْمَنِيَّةِ يَا نَؤُوْمُ

تو تو سو رہا ہے مگر موتین تیری طرف سے غافل ہوکر نہین سو رہی ہین۔ اے بہت سونے والے۔ موت کے واسطے بیدار ہو جا۔

لَهَوْتَ عَنِ الْفَنَاءِ وَاَنْتَ تَفْنَى	فَمَا شَيْءٌ مِنَ الدُّنْيَا يَدُوْمُ

تو فنا کی طرف سے غافل ہو گیا ہے حالانکہ تو خود فنا ہوتا جاتا ہے۔ کیونکہ دُنیا کی کوئی چیز بھی ہمیشہ نہین رہتی

باب ۸ - خلفای خاندان اُمیّہ - ۶۶۲ء سے ۷۴۹ء تک

حضرت علی رضہ کے قتل کے بعد اُن کے اصحاب کوفہ مین جمع ہوئے اور حسنؓ بن علی رضہ کے ساتھ بیعت کی - اُدھر اہل شام نے معاویہ رضہ کے ساتھ بیعت کی نتیجہ یہ ہوا کہ اب اسلامی اقالیم پر دو خلیفہ ہوگئے - حسن رضہ بڑے زیرک اور مآل اندیش تھے - انہون نے دیکھا کہ اس نفاق کا انجام سوائے بدنظمی و خونریزی کے اور کچھ نہین لہذا پانچ ماہ کی خلافت کے بعد ۶۶۲ء مین آپ زمام حکومت معاویہ رضہ کے سپرد کر کے امور دُنیوی سے بالکل کنارہ کش ہوگئے - چھوٹے بھائی حسین رضہ نے ہرچند اصرار بھی کیا کہ اس طرح بار سلطنت سے بری الذمہ ہونا ٹھیک نہین - پر آپ نے یہی جواب دیا " لَا بُدَّ مِنْ ذٰلِكَ - وَقَدِ اخْتَرْتُ الْعَارَ عَلَى النَّارِ " معاویہ کیطرف سے اُن کے گذران کا خاطر خواہ انتظام ہوا اور وہ معہ اہل و عیال مدینہ کو چلے گئے -

اب ساری اسلامی دنیا پر معاویہ رضہ حکمران ہوگئے اور خاندان اُمیّہ کے تسلط کی بنیاد پڑگئی اس زمانہ کے اسلامیون کی نظر مین خلفائے خاندان اُمیّہ غاصب خیال کیے جاتے تھے - عام طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ ان مین سے اکثر کو دین کے اوامر و نواہی کا چندان خیال نہ تھا - دُنیوی اقتدار - شان و شکوہ - اور عیش و عشرت مین زیادہ تر ان کا دل لگتا تھا - چونکہ خلافت پر بزور شمشیر قبضہ ہوا تھا اس لیے ہاتھ برابر قبضۂ شمشیر پر رہا - فرمانروائی و ملک گیری کے ساتھ لہو و لعب کو بھی ضروری جانتے تھے دورِ حکومت و دورِ ساغر دونون کا انہین شوق تھا - مذاق مین یہ بہت کچھ عرب جاہلیت سے ملتے ہین - اسی سبب سے عجمیت کا رنگ ان کے عہد مین دکھائی نہین دیتا - دمشق کے دارالخلافہ ہوجانے سے تمدن و طرزِ معاشرت مین فرق تو ضرور پیدا ہوگیا - مگر عادات و اخلاق مین بہت کم تبدیلی ہوئی - ہم اس خاندان کے خلفاء کا مجمل حال ذیل مین دیتے ہین -

خلافت معاویہ رضہ - فخری لکھتا ہے کہ معاویہ رضہ دیکھنے مین شکیل اور دبدبہ والے تھے - جلالت و دباغت اِن کے چہرہ سے ٹپکتی تھی - یہ بڑے ٹھاٹھ کے ساتھ

رہتے اور لباس فاخرہ پہنتے تھے ۔ جود وسخا اور بذل وعطا مین ضرب المثل تھے۔ اِنکے
حلم کے بہت سے قصے بیان کیے جاتے ہین ۔ خاندانِ علی رض کی تعظیم بہت کرتے اور اکثر
انعام واکرام دیتے رہتے تھے۔ ان ہی نے خلفاء مین سب سے پہلے ڈاک کا سلسلہ جاری
کیا اور انصاف کے لیے عدالت گاہین اور دیوان مقرر کیے ۔ ان ہی کے زمانہ مین کئی
محل بھی تعمیر ہوئے جن مین خلفائے خاندان اُمیہ بڑی حشمت وشکوہ کے ساتھ رہتے
تھے ۔ اپنی مملکت کے انتظام اور رعایا کی بہبود وفلاح مین نہایت مستعد تھے۔ کتب
بینی کا بھی اِنہین بڑا شوق تھا ۔ چنانچہ ہر روز رات کو تین چار گھنٹے اقوام مختلفہ کی
تاریخ کا مطالعہ کرتے ۔ باانیہمہ یہ ضرور ماننا پڑیگا کہ جو برتاؤ اِن کا حضرت علی رض کے
ساتھ تھا وہ درست نہ تھا ۔ انھون نے اپنے اقتدار کے بڑہانے اور حضرت علی رض کی
حق تلفی کرنے مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا ۔ ان کا دانت خلافت پر لگا تھا ۔ کیونکہ حضرت
محمد صلعم نے ان سے فرمایا تھا " یامعاویۃُ ۔ اذا ملکتَ فَاَحْسِنْ " حسن اتفاق سے
حضرت عثمان رض کے قاتلون سے انتقام کا بہانہ مل گیا لہذا حصول مطلب کے لیے بڑے
استقلال سے کام لیا ۔ اگر یہ حضرت علی رض کے خلاف نہوتے تو نہ خارجی پیدا ہوتے ۔ نہ شیعہ ۔
انھون نے اپنی ناعاقبت اندیشی سے ایک ایسی آگ بھڑکائی جس نے نہ فقط اسلام کو سخت
نقصان پہونچایا بلکہ انجام کار ان کے خاندان کو بھی بھسم کردیا ۔ تاہم اس مین شک نہین
کہ انھون نے اپنے عدل وانصاف تدبیر ومصلحت ۔ دلیری وشجاعت سے اسلامی سلطنت
کو بڑی شوکت بخشی ۔ ان کی عملداری مین عموماً امن رہا اور صنعت وتجارت کو ترقی ہوئی
۶۸۰ء مین اَسّی برس کے ہوکر رحلت کی ۔ فخری کا بیان ہے کہ مرنے سے پہلے
یہ بہت روئے یہان تک کہ اپنے متعلقین کو بھی رُلایا ۔ اور یہ کہا " فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ
الدُّنْیَا بَعْدِیْ " ۔

یزید بن معاویہ ۔ ۶۸۰ء سے ۶۸۳ء تک ۔ معاویہ رض کے انتقال کے بعد
اُنکا بیٹا یزید خلیفہ ہوا ۔ اسکی مان مَیسُون ایک بدوی عورت تھی ۔ اُسے دمشق کے
قصر شاہانہ اور باغون سے نفرت تھی ۔ اکثر اپنے وطن کے وادیون اور ٹیلون کو

دلسوز اشعار پڑھ پڑھ کر یاد کرتی اور روتی تھی۔ معاویہ نے اسکا یہ حال دیکھکر اُسے اُسکے قبیلہ والونکے پاس بھیجدیا۔ مَیسُون اپنے ساتھ یزید کو بھی لیگئی چنانچہ اس نے وہان بدّون کے درمیان پرورش و تربیت پائی اور اُن ہی کے آداب و اخلاق سیکھے اور تادم مرگ رندانہ زندگی بسر کی۔ یہ شخص مے خوشناب کے نشے مین مخمور رہتا تھا اور سلطنت کے امور عظیمہ کیطرف سے غافل تھا۔ شکار کا بھی اُسے بہت شوق تھا اور اکثر اپنے مصاحبون کو لے کر جنگلون اور بیابانون مین نکل جاتا اور شکار کھیلتا تھا۔ اسی کے عہد مین وہ پُرالم واقعہ وقوع مین آیا جسکے حال کو سُنکر ایک عالم متاسف اور متاثر ہوتا ہے۔ معاویہ رض کے انتقال کے بعد اہل کوفہ نے حسین رض کو خبر بھیجی کہ اگر آپ خلیفہ ہونا منظور کرین تو ہم آپ سے بیعت کر لینگے حسین اس پیغام کو پاکر معہٗ اپنے اصحاب اور اہل و عیال کے مکہ شریف سے کوفہ کو روانہ ہوئے۔ اُدھر یزید کی طرف سے عُبَیدُاللہ بن زیاد اِنکے مقابلہ کو کوفہ مین آیا۔ حسین رض کے ساتھ عورتین اور بچے ملاکر کل دو سَو جانین تھین۔ مردون کے شمار مین اختلاف ہے۔ ایک روایت کے موافق تیس سوار اور چالیس پیادے اُنکے ہمراہ تھے۔ دوسری روایت کے مطابق چالیس سوار اور سو پیادے تھے۔ ان مین سے کئی حَسَن رض کے بیٹے تھے۔ عُبیداللہ نے عمرو بن سعد کو چار ہزار سوار دنکے ساتھ روانہ کیا۔ اُنہون نے آکر حسین رض کو گھیر لیا۔ مصالحہ کی جو شرطین یہ ٹھیراتے تھے اُنہین عبیداللہ منظور نہ کرتا تھا۔ اور شمر بن ذی الجوشن کی تحریک سے مصالحہ بلاشرط پر زور دیتا تھا۔ آخر فریقین کی لڑائی ٹھن گئی۔ حسین رض میدانِ کربلا مین اپنے ساتھیون کو لے کر صف آرا ہوئے۔ پیاس کے مارے ان کا اور انکے ساتھیون کا بُرا حال تھا کیونکہ دشمنون نے اس طرح گھیر لیا تھا کہ نہر فرات سے پانی لینا بالکل ناممکن تھا آخر اسی تشنگی کی حالت مین سواران کوفہ نے اُن پر تیر برسانے شروع کردیے۔ یکے بعد دیگرے سب کے سب مارے گئے۔ فقط حسین رض تنہا رہ گئے۔ پانی پینے کو فرات کی طرف بڑھے کہ اتنے مین ایک تیر نے انہین بھی زمین پر مُردہ ڈال دیا۔

اس جنگ کے بعد شترسر معہ حسین رضہ کے سر کے عبید اللہ کے پاس کوفہ پہونچائے گئے اُس نے اُنہین یزید کے پاس بھجوا دیا۔ رسول ؐ کے نواسے کے سر کو دیکھکر کوفہ اور دمشق مین کہرام مچ گیا۔ اور ساری اسلامی دُنیا مین صدائے ماتم بلند ہوئی۔ قاتلون پر لعنتین برسنے لگین جنکا تار آج تک نہین ٹوٹا ہے۔ ماتم کدہ کربلا نے مسلمین کے گھرون کو بیت الحزن بنا دیا ہے۔ قیامت تک اس عالم آشوب واقعہ پر نوحہ وزاری ہوتی رہیگی اور یزید و عبید اللہ۔ سواران کوفہ اور شمر بن ذی الجوشن کے نام پر خدا کی پھٹکار اور آدمی کی دھتکار رہے گی۔

حسین رضہ کی جانکاہ موت کا قصہ ابھی لوگون کے دلون مین تازہ ہی تھا کہ یزید نے ایک اور ستم ڈھایا۔ عبد اللہ بن زُبیر نے ۶۸۲ء مین دعویٰ کیا کہ خلافت میرا حق ہے اور مکہ شریف مین خلیفہ بن بیٹھا۔ یزید نے حصین بن نمیر کو فوج کے ساتھ روانہ کیا کہ عبد اللہ بن زُبیر اور اُسکے پیرودن کی سرکوبی کرے۔ بدقسمتی سے اسی موقع پر اہل مدینہ نے اُموی حاکم کو شہر سے نکال دیا۔ حصین بن نمیر نے مدینہ پر حملہ کیا اور اُسے سر کر کے فوج شامی کو لوٹنے کا حکم دیدیا۔ بعد اسکے وہ مکہ شریف کو روانہ ہوا۔ عبد اللہ بن زُبیر نے مسجد الحرام مین پناہ لی تھی۔ شامی فوج نے منجنیق منصوب کر کے کعبہ شریف پر آگ کے انگارے اور ڈھیلے برسائے۔ اس سے سخت نقصان پہنچا اور کعبہ شریف کے سارے پردے جل گئے۔ مسلمین حرمین شریفین کی بے حرمتی و بربادی کی وحشت انگیز خبرون کو سن کر نہایت رنجیدہ و بیتاب ہوتے تھے۔ کوئی ایک برس تک حصین بن نمیر اپنی شامی فوج کو لے کر غارت گری اور لوٹ مار مین لگا رہا کہ اتنے مین ۶۸۳ء مین یزید کے انتقال کی خبر پہونچی۔ یزید کا مرنا تھا کہ خلافت مین تزلزل پیدا ہو گیا اور اندیشہ تھا کہ کہین سلطنت اسلام پارہ پارہ نہو جائے۔ اِنہی ایام کی طرف اشارہ کر کے مُساور بن ہند بن زُہیر کہتا ہے ؎

لَمَّا رَأَيْتُ النَّاسَ هُرُّوا فِتْنَةً	عَمْيَاءَ تُوْقَدُ نَارُهَا وَتُسَعَّرُ	

جب مین نے لوگون کو دیکھا کہ وہ ابن زبیر کے اندھا دھند فتنہ سے جسکی آگ

بھڑکائی جارہی ہے گھبرا گئے ہیں۔

فیہا امیر المومنین ومنبر	وتشعّبوا شعبا فکل جزیرۃ

اور الگ الگ جماعتوں میں ہو گئے ہیں۔ پس ہر جزیرہ میں ایک امیر المومنین اور ایک منبر ہے۔ اب تو عبداللہ بن زبیر کی چڑھ تھی۔ اسی سال معاویہ ثانی یزید کا بیٹا تخت نشین ہوا اور تین ماہ کی خلافت کے بعد ۶۸۳ء میں طاعون سے مرگیا۔ اس کے بعد مروان بن الحکم خلیفہ ہوا۔ اس کے عہد میں عبداللہ بن زبیر حجاز۔ یمن۔ مصر اور خراسان پر قابض ہو گیا ان دنوں شامی عرب کے درمیان پھر وہی جھگڑے اور عداوتیں شروع ہو گئیں جو پہلے ان میں رہتی تھیں۔ چنانچہ مرج راہط کے معرکہ میں بنی کلب مروان بن الحکم کی طرف اور بنی قیس عبداللہ بن زبیر کی طرف ہو کر لڑے۔ چنانچہ عمرو بن مخلاۃ الکلبی کہتا ہے۔

فضاق علیہ المرج والمرج واسع	وقد شہد الصفین عمرو بن محرز

عبداللہ بن زبیر اور مروان کے لشکروں کی دونوں صف میں عمرو بن محرز بیشک حاضر ہوا تو مقام مرج راہط باوجود وسیع ہونے کے اس پر تنگ ہو گیا۔

وکان لقیس فیہ خاص وجادع	فمن یک قد لاقی من المرج غبطۃ

پس اگر کوئی مرج راہط کے سبب سے ہم پر رشک کرے تو بجا ہے کیونکہ ہمارے ہی لوگ وہاں بنی قیس کو خصی کرنے والے اور انکے ناک کاٹنے والے تھے۔

اس جنگ میں بنی کلب کے فتحمند ہونے سے مروان بن الحکم کو یہ فائدہ پہونچا کہ وہ سارے ملک شام پر متسلّط ہو گیا۔ اور ابن زبیر کا سامنا کرنے کے لائق ہو گیا۔ کیونکہ اس سے پہلے شام کے بہت سے مقامات پر بھی ابن زبیر کا قبضہ ہو چکا تھا۔ اس کے تسلّط سے خاندان اُمیّہ کو یہ فائدہ ہوا کہ اُس نے اُموی خلیفہ کے دشمنوں کا مقابلہ کیا اور انہیں بالکل پامال کر دیا۔ اسکا مجمل حال عبدالملک کے بیان میں دیا جاتا ہے۔

عبدالملک بن مروان۔ ۶۸۵ء سے ۷۰۵ء تک۔ مروان نو ماہ کی خلافت کے بعد جاں بحق ہوا۔ اور عبدالملک اُسکی جگہ خلیفہ ہوا۔ اسے سات برس تک اپنے

دشمنون سے تخت وتاج کے لیے لڑنا پڑا۔ ۶۸۵ء سے ۶۸۶ء تک مختار کی بغاوت کے سبب سے ملک کی حالت نہایت درہم برہم رہی۔ اس شخص نے خاندان علیؑ کے مقتولون کے انتقام کا بیڑا اُٹھایا۔ کوفہ پر حملہ کرکے اُسے سر کرلیا اور میدان کربلا کے خونیون کو تہِ تیغ کیا۔ شمر اور عمر وبھی مارے گئے اور اُنکے سر مدینہ کو بھیجدیے گئے۔ عبید اللہ کو بھی معرکۂ زاب مین شکست دیکر اُسکا سر اُتار لیا اور کوفہ مین لاکر اُسے اُسی جگہ ٹپکا جہان چھ برس پہلے حسین رض کا سر ڈالا گیا تھا۔ مگر یہ بھی سلامت نہ بچا۔ کچھ عرصہ کے بعد ابن زُبیر نے اپنے بھائی مُصعَب کو فوج کے ساتھ روانہ کیا کہ مختار کا مقابلہ کرے۔ جنگ نہایت سخت ہوئی اور مختار نے شکست کھائی اور وہ اور اسکی فوج مین سے سات ہزار آدمی مقتول ہوئے۔ خارجی اُموی خُلفاء کے حق مین اپنی بغل کا کانٹا تھے۔ گو اُنھون نے جب سر اُٹھایا انہین برابر ہزیمت ہی ہوئی۔ تاہم جہان ذرا زور پکڑا جھٹ لڑنے مرنے کو طیار ہو گئے۔ یہ لوگ خاندان اُمیہّ کے جانی دشمن تھے اور ان کی آئے دن کی بغاوتون اور خونریزیون سے سلطنت کو سخت جُنبش ہوئی۔ اگر ایسے نازک وقت مین ابن زبیر اُن سے مِل جاتا تو پھر اُموی خلافت کے لیے بچنے کی کوئی صورت باقی نہ رہتی۔ کیونکہ اُدھر مختار کی بغاوت اور خارجیون کے پے درپے حملون سے اُن کی جان پر آبنی تھی۔ پر ابن زبیر نے بڑی ناعاقبت اندیشی کی کہ اپنے اصل دشمن خاندان اُمیہّ کو نظر انداز کرکے اپنی قوت باغیون کو نیست ونابود کرنے مین صرف کی۔ اس احمقانہ فعل سے عبد الملک کو اسکے استیصال کا موقع مل گیا۔ سلطنت کے دشمنون کو مارا اس نے۔ اور پھل عبد الملک کے ہاتھ لگا۔ ۶۹۱ء مین عبد الملک نے عراقین پر لشکر کشی کی اور مُصعب برادر ابن زُبیر کو شکست فاش دی۔ اور اُسے قتل کرڈالا بعد اس کے حجّاج بن یوسف کو ایک لشکر جرّار کے ساتھ ابن زُبیر کے مقابلہ کو روانہ کیا۔ حجّاج نہایت جری اور بیباک سپاہ سالار تھا۔ اوائل عمر مین بچون کو پڑھاتا تھا۔ طراری ولسانی مین بھی یدبیضا رکھتا تھا۔ اِسی نے سب سے پہلے عربی الفاظ پر اعراب لگائے اور اُنکے تلفظ کی صحت کا انصرام کیا۔ خاندان اُمیہّ کا یہ دست راست تھا

اور اسی کی بدولت اس خاندان کو استحکام و فروغ حاصل ہوا - جب اس نے ۷۲ھ میں مکہ شریف کا محاصرہ کیا اور ابن زبیر کو شکست دے کر اسکا سر دمشق کو روانہ کیا تو خلیفہ عبدالملک نے اُسے والی عراق بنادیا۔ اُس وقت اُس صوبہ کی حالت نہایت ابتر تھی باغیوں کی سازشوں اور متواتر حملوں کے سبب سے بدنظمی کا یہ عالم تھا کہ کسی کی جان و مال کی خبر نہ تھی۔ یہ حجاج ہی کا دم تھا کہ اس نے باغیوں کے جتھوں کو نیست و نابود کر کے اپنے استقلال و حسن تدبیر سے ملک کا یہ نقشہ کر دیا کہ اُسکے طول و عرض میں رعایا کو برسوں کی خونریزی و فساد کے بعد امن و امان کے دن نصیب ہوئے - اور علوم و فنون اور صنعت و حرفت کو بڑی ترقی ہوئی ۔ اسکے زیر حمایت لوگوں کو قرآن و احادیث کے مطالعہ کا موقعہ ملا اور کوفہ اور بصرہ میں چار سو علم کی روشنی چمکنے لگی - اس کے مخالفوں کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ بڑا ظالم اور جبار تھا اور اسکی تلوار بے گناہوں کے خون میں ڈوبی رہتی تھی - راویوں نے اسکے جور و تعدی کے قصوں سے اس زمانہ کی تاریخ کے صفحے کے صفحے رنگین کر دیئے ہیں - پر حق تو یہ ہے کہ ان میں سے اکثر مبالغہ سازوں کے افسانے ہیں - اس میں شک نہیں کہ بغاوت کے فرو کرنے میں اس نے بڑی سختی اختیار کی - پر ساتھ ہی اس کے یہ بھی تسلیم کرنا پڑیگا کہ بغیر اس سختی کے ملک میں امن قائم کرنے کی اور کوئی صورت نہ تھی - ایسی کٹھن گھڑی میں نرم دلی اور نازک مزاجی سے معاملہ اور بگڑ جاتا اور سرکشوں کے گروہ عراق کو اُجاڑ کر ویران بنا دیتے - اس کے والی ہونے سے پہلے فتنہ و فساد کے سبب سے ملک میں قیامت بپا تھی - اور عافیت کا کہیں نام بھی نہ تھا - اسکے آتے ہی نقشہ پلٹ گیا - اس نے تلوار کے زور سے باغیوں اور سرکشوں کو نیچا کیا اور خلق خدا کو سلامتی اور عافیت بخشی - اپنی تن پروری اور شکم پری کے لیئے کبھی کسی کا بال بھر بھی نقصان نہ کیا - چنانچہ جب ۹۵ھ میں جان بحق ہوا تو اس کے گھر میں قرآن کی ایک جلد - چند آلات جنگ اور دو تین سو درہموں کے سوا اور کچھ نہ تھا - فرزدق نے اس کی ہجو میں سیکڑوں اشعار کہے ہیں - ایک قصیدہ میں کہتا ہے

و ماذا عسیَ الحجّاجُ یَبلُغُ جُهدَهُ	اِذا نحنُ خَلَّفنا حَفیرَ زِیَادِ

کیا ہو سکتا ہو کہ حجاج بن یوسف ہمیں گرفتار کرنے میں اپنی کوشش کو پہونچ جائے
جب ہم زیاد بن ابی سفیان کی نہر کو پیچھے چھوڑ جائیں ۔

فبا ست ابی الحجاج واستِ عجوزہٖ	عُتَيِّدَ بُهْمٍ ترتعی بِوَهادِ

(یہ الفاظ ایسے بیہودہ اور فحش ہیں کہ انکا ترجمہ نہیں دیسکتا)

فلولا بنو مروان کان ابن یوسفٍ	کما کان عبداً من عبیدِ ایادِ

اگر بنی مروان یعنے خلفاے اُموی نہ ہوتے تو حجاج خوار و ذلیل ہوتا جیسا پہلے ایاد
کے غلاموں میں سے ایک غلام تھا ۔

زمان ھو العبدُ المقرُّ بذلّۃٍ	یُراوِحُ صِبیانَ القُریٰ ویُغادی

وہ غلام تھا اُس زمانہ میں کہ وہ اپنی ذلت کا اقرار کرتا اور صبح وشام دیہات کے بچوں کو پڑھاتا تھا ۔
ابن قتیبہ کتاب المعارف میں کہتا ہے کہ عرب کی گردنکش قوم کو قابو میں رکھنا
اسیکا کام تھا ۔ اگر یہ نہوتا تو باغی جتھے خلافت کا نام و نشان مٹا دیتے ۔ اسکی محنتوں کا
ثمرہ اس بات میں دکھائی دیتا ہے کہ اسکے عہد میں خلیفہ عبد الملک اور ولید کو دشمنوں کا
خطرہ نہ رہا اور سارے اسلامی مقبوضات میں حسن انتظام اور امن رہا ۔ عبد الملک نے
بہت اصلاحیں کیں اور رعایا کی بہبود و فلاح کے کاموں میں ہمہ تن مصروف رہا ۔ ابتک
اسلامی ممالک میں رومی و ایرانی سکوں کا رواج تھا ۔ عبد الملک کے حکم سے اسلامی
ٹکسالیں کھلیں اور ایسے سکے مسکوک ہوئے جن پر آیات قرآن کندہ تھیں ۔ اسی کے حکم
سے عربی درباری زبان ہوئی ۔ اب تک سلطنت کے سارے اُمور اور عدالت کی ساری
کارروائیاں یونانی یا فارسی زبان میں ہوتی تھیں ۔ مگر اب عربی نے ان کی جگہ لی ۔
اس سے فائدہ یہ ہوا کہ عربی جو اب تک فقط دینی و ملکی زبان تھی درباری اور علمی زبان
ہوگئی ۔ عبد الملک ہی کی تحریک سے حجاج نے عربی الفاظ پر اعراب لگانے کا سلسلہ جاری
کیا جس سے عربی زبان کا مطالعہ غیر ممالک کے باشندوں کے لیے آسان ہوگیا ۔
اسی کی حکومت میں موسےٰ نے سارے شمالی افریقہ کو فتح کیا اور خلیفہ کے نام کا
سکہ بحرِ اوقیانوس تک رائج کیا ۔ ابو الفرج لکھتا ہے کہ یہ بڑا محتاط اور حازم ۔ عاقل

اور دانشمند تھا۔ علوم کا اول درجہ کا شائق تھا اور علماؤ فضلاء کی کمال تعظیم کرتا تھا
اسکی وفات کے بعد اس کے چار بیٹے یکے بعد دیگرے خلیفہ ہوئے۔

ولید بن عبد الملک۔ بعض مورخین کے خیال مین یہ اموی خلفا مین سب سے زیادہ مشہور و معروف ہے۔ اس نے ۸۶ھ سے ۹۶ھ تک حکمرانی کی۔ دمیری کے قول کے مطابق عربی زبان ولید کے عہد مین درباری زبان ہوئی یہ ضرور یاد رکھنا چاہیئے کہ جو جاہ و جلال۔ شان و شوکت اور عظمت و حشمت ہم اسکے ایام مین دیکھتے ہین انکا بیج اسکے والد عبد الملک نے بویا تھا۔ اور جو کچھ زور و استحکام سلطنت مین تھا وہ بھی باپ کی فتحیابیونکی بدولت تھا۔ اسے عمارتون کا بڑا شوق تھا۔ چنانچہ لاکھون روپیہ کی لاگت سے مسجد اقصےٰ اور جامع مسجد دمشق کو طیار کروایا جو آجتک موجود ہین۔ اُمرا اور ارکین دولت کو بھی اسکی دیکھا دیکھی بڑے بڑے عالیشان محلون کے بنوانے کا شوق ہوا اور تھوڑے ہی عرصہ مین سارا شہر رفیع الشان قصرون اور حویلیون سے بھر گیا۔ مسعودی اپنی کتاب مُروج الذہب مین لکھتا ہے کہ یہ صحت کے ساتھ عربی نہین بول سکتا تھا۔ چونکہ اسکے عہد مین اسلامی اقالیم مین چارون طرف امن تھا۔ لہذا اِسے آس پاس کے ممالک کو فتح کرنے کا موقع ملا۔ اسکی فتوحات کثیرہ کے سبب سے اسلامیون کی سلطنت نہایت وسیع ہوگئی۔ مشرق مین خلیفہ کی فوجون نے ماوراء النہر پر چڑھائی کی اور سمرقند و بخارا کو سر کرکے چین کی دیوار تک جا پہونچین۔ ادہر مسلمة بن عبد الملک نے بلادِ روم مین بڑی بڑی معرکہ آرائیان کین اور دار الخلافة کو مال غنیمت سے پُر کر دیا۔ اسی مسلمہ کی مدح مین کُمَیت نے ذیل کے اشعار کہے ہین۔ ؎

فَمَا غَابَ عَنْ حِلْمٍ وَ لَا شَهِدَ الخَنَا	وَ لَا اسْتَعْذَبَ العَوْرَاءَ يَوْمًا فَقَالَهَا

وہ شخص حلم سے کبھی الگ نہین ہوا اور نہ کبھی کسی فحش کام کو کیا۔ اور نہ بڑی بات کو اچھا سمجھ کر زبان پر لایا۔

يَذُودُ عَلَى خَيْرِ الخَلَائِلِ وَ يَتَّقِي	تَصَرُّمَهَا مِنْ شِيمَةٍ وَ انْتِقَالَهَا

وہ ہمیشہ اچھی خصلتون پر قائم رہتا ہے اور اُس عمدہ عادت کے جاتے رہنے

اور اسکے منتقل ہونے سے ڈرتا ہے۔

وَتفضُلُ ایمانَ الرجالِ شِمالُهُ	کَمَا فضلَت یُمنیٰ یدیهِ شِمالها

اسکا بایان ہاتھ لوگون کے دہنے ہاتھون پر فضیلت رکھتا ہے جس طرح اسکا دہنا ہاتھ اسکے بائین ہاتھ پر فضیلت رکھتا ہے۔ اس قصیدہ کا مطلع یہ ہے ؎

فَانتَ النَّدیٰ فِیمَا ینُوبُكَ والسَّدیٰ	اذا الخَودُ عدّت عُقبَةَ القِدرِ مالها

جب جوان نازک اندام عورت ہنڈیا کی کھرچن کو بیش قیمت سمجھے یعنے قحط ہو تو اُن سختیون مین جو تجھ پر نازل ہون عین سخاوت و احسان ہے۔

ولید ہی کے عہد مین محمد بن القاسم الثقفی نے عربی فوج کو لے کر سندھ مین قدم رکھا اور اسلامیون کو فتح سندھ کا راستہ دکھایا۔ اسکے عہد کا سب سے مشہور واقعہ فتح اندلس ہے۔ ۹۰ھ مین موسیٰ بن نصیر نے افریقیہ کے شمال مین قوم بربر کو پورے طور پر حلقہ بگوش کرلیا۔ اسکے دو برس بعد ۹۲ھ مین موسیٰ کے آزاد کردہ غلام طارق نے آبنائے جبل طارق کو عبور کرکے اندلس مین قدم رکھا اور لذریق ملک قوط کو شکست دیکر ایسی زبردست سلطنت کی بنیاد رکھی جو قریب سات سو برس تک قائم رہی۔ سمندر پار ہونے کے بعد طارق نے کوہ کلپی پر قبضہ کرلیا۔ اسیوقت سے اس پہاڑ کا نام بدل گیا اور آج تک جبل طارق کے نام سے مشہور ہے۔ جب موسیٰ بن نصیر کو طارق کی فتوحات کی خبر ملی تو وہ اور فوج کو لے کر اندلس مین داخل ہوا اور سارے ملک پر رفتہ رفتہ متسلط ہوگیا۔ خاندان امیہ کے استیصال کے بعد اسی ملک مین اس خاندان کے باقیماندہ اشخاص کو پناہ ملی اور عبدالرحمن اموی کو اندلس مین اموی خلافت کو قائم کرنے کا موقعہ ملا۔ اس زمانہ کے علوم و فنون مین بھی بڑی ترقی دکھائی دیتی ہے۔ مدرسے اس کثرت سے تھے کہ عوام آسانی سے اپنے بچون کو تعلیم دلوا سکتے تھے۔ شعراء کی تو ہر طرح سے چاندی تھی۔ امن و امان کے قائم ہونے سے دولت و ثروت کی کچھ انتہا نہ رہی۔ حاکم مقتدر اور دانشمند تھے اور رعایا خوشحال اور اقبالمند۔ ضعفاء اور مساکین کے واسطے بھی خاطرخواہ انتظام تھا

اور بیمارون کے لیے شفاخانے تعمیر کروائے گئے تھے۔ ولید کو شعر و سخن کا بڑا شوق تھا مگر عربی پر عبور نہونے کے سبب سے مجبور تھا۔ تاہم علماء اور شعراء کی بڑی قدر کرتا اور انہین اپنی عطا و بخشش سے خوش رکھتا تھا۔ یہ ۹۶ھ مین جان بحق ہوا۔ اس کی وفات پر اُس وقت کے شعراء نے کئی مرثیے کہے ہین ذیل مین جریر کا مرثیہ نقل کیا جاتا ہی ؎

يَا عَيْنُ جُودِي بِدَمْعٍ هَاجَهُ الذِّكَرُ	فَمَا لِدَمْعِكِ بَعْدَ الْيَوْمِ مُدَّخَرُ
اِنَّ الْخَلِيفَةَ قَدْ وَارَى شَمَائِلَهُ	غَبْرَاءُ مَلْحُودَةٌ فِي جُولِهَا زَوَرُ
اَمْسَى بَنُوهُ وَقَدْ جَلَّتْ مُصِيبَتُهُ	مِثْلَ النُّجُومِ هَوَى مِنْ بَيْنِهَا الْقَمَرُ
كَانُوا شُهُودًا فَلَمْ يَدْفَعْ مَنِيَّتَهُ	عَبْدُ الْعَزِيزِ وَلَا رَوْحٌ وَلَا عُمَرُ
وَخَالِدٌ لَوْ اَرَادَ الدَّهْرُ فِدْيَتَهُ	اَغْلَوْا مُخَاطَرَةً لَوْ يَنْفَعُ الْخَطَرُ
قَدْ شَفَّنِي رَوْعَةُ الْعَبَّاسِ مِنْ فَزَعٍ	لَمَّا اَتَاهُ بِدَيْرِ الْقَسْطَلِ الْخَبَرُ

ولید کے انتقال کے بعد گو خاندانِ اُمیّہ ۳۶ برس تک اور حکمران رہا۔ تاہم اسمین شک نہین کہ اہل تشیعہ۔ خارجیون اور عباسیون کی سازشون اور بغاوتون کے سبب یوماً فیوماً ان کا زور گھٹتا گیا اور انجام کار سلطنت انکے ہاتھ سے جاتی رہی۔

ولید کے بعد اسکا بھائی سلیمان خلیفہ ہوا۔ اسکے اخلاق و خصائل نہایت پسندیدہ تھے۔ مظلومون کی دادرسی اور غرباؤ مساکین کی امداد مین بہت وقت صرف کرتا تھا۔ خودداری اور غیرتمندی مین بھی گوے سبقت لے گیا تھا۔ اسے اپنے خویش و اقارب سے بڑی محبت تھی۔ اس نے ۹۶ھ سے ۹۹ھ تک حکمرانی کی۔ اسکے عہد مین امن رہا عیش و عشرت اور راحت و آسایش کا یہ حال تھا کہ لوگون کی زبان پر سوا زنان نازک اندام اور نغمہا ے گوناگون کے اور کسی بات کا چرچا نہ تھا۔ اس نے اپنے چچازاد بھائی عمر بن عبدالعزیز کو وزارت کے عہدہ پر مامور کیا اور اپنے بھائی مسلمہ کو فوج لے کر قسطنطنیہ روانہ کیا تاکہ اُسپر حملہ کر کے اُسے فتح کرے۔ مسلمہ نے قسطنطنیہ کے اردگرد مقامون کو فتح کر کے شہر کا محاصرہ شروع کر دیا کہ اتنے مین اوسے سلیمان کی وفات کی خبر ملی اور مجبور ہو کر دمشق کو لوٹنا پڑا۔ سلیمان کے بعد عمر بن عبدالعزیز

تخت پر بیٹھا اور ۷۱۸ء سے ۷۲۰ء تک حکمرانی کی - یہ شخص بڑا متقی اور عفیف ، زاہد و ناسک تھا - الفخری لکھتا ہے کہ یہ شب و روز تلاوت قرآن اور عبادت الٰہی مین مشغول رہتا تھا - اس کے دربار مین شعراء اور بلغاء کے بدلے دین کے علماء کا جمگھٹا رہتا اور قرآن و احادیث کا ذکر ہوتا تھا - اس نے خلیفہ ہوتے ہی حکام کے لیے یہ حکم نافذ کیا کہ اگر وہ رعایا کے ساتھ عدل و انصاف سے پیش نہ آئینگے تو معزول کر دیے جائینگے - اس نے حضرت علی رض کے نام پر لعنت بھیجنے کے مکروہ دستور کو بالکل بند کر دیا کیونکہ معاویہ کے وقت سے یہ دستور چلا آتا تھا کہ جمعہ کے روز خطبہ پڑھتے وقت حضرت علی رض اور اُنکی اولاد کے نام پر لعنت بھیجتے تھے - استمالت و دلجوئی کی یہ تدبیر اگر پہلے سے کام مین لائی جاتی تو شاید عباسیون کو اولاد علیؓ کے ساتھ ملکر سلطنت کے خلاف سازش کرنے کا موقع نہ ملتا - اس خلیفہ کی اس مرہم ہی کا اتنا اثر تو ضرور ہوا کہ جب خاندان اُمیّہ کے زوال کے بعد اموی خلفاء کی قبر دان اور لاشون کی بے حرمتی کی گئی اُس وقت عمر بن عبد العزیز کی قبر کو کسی نے ہاتھ تک نہین لگایا بلکہ تعظیماً اُسپر پھول وغیرہ برسائے - مسعودی کہتا ہے کہ اُس کے زمانہ مین عمر کی قبر کی زیارت ہوتی تھی عُمر نے محصول و خراج مین بھی تخفیف کی اور رفاہ عام کے لیے اور بہت سے کام کیے یہ نہایت سادگی کے ساتھ زندگی بسر کرتا - اور اپنے روزمرّہ کے خرچ کے لیے دو درہم سے زیادہ نہین لیتا تھا - عباسیون نے اسے دین مین منہمک اور دُنیا سے غافل پاکر اپنی خفیہ کارروائیان شروع کین اور اپنی مطلب براری کے لیے خارجیون اور شیعون کو اپنے ساتھ گانٹھا - اس مین شک نہین کہ اسکی ریاضت و عبادت سلطنت کے لیے مضر ہوئی - رعایا کی حمایت - ملک کی حفاظت اور سلطنت کا انتظام بادشاہ اور اُسکے مشیرون کے ذمہ ہے اگر وہ ان کامون کو انجام نہین دے سکتے تو تاج و تخت کو اپنے قبضہ مین رکھنے کا انھین کوئی استحقاق نہین - تخت کو مصلّے اور دربار کو گوشۂ مسجد بنالینا عقلمندی نہین - عبادت کرنی تو بادشاہ اور اُسکے امراء کو بھی واجب ہے لیکن اتنا یاد رکھنا ضروری ہے کہ خدا نے خلق کی حفاظت و حمایت

ان کے سپرد کی ہے۔ اور اس فرض کو نظر انداز کرنا گناہ ہے۔ عمر بن عبد العزیز کی یہی غلطی تھی۔ یہ اس بات کو بھول گیا کہ فتنہ و فساد کو فرو کرنا اور خلق اللہ کو خونریزی سے بچانا میرا کام ہے۔ نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ باغیون کے جتھے زور پکڑنے اور رعایا پر ظلم و ستم کرنے لگے۔ کہتے ہین کہ جب اسکے رشتہ دارون نے اسکی طرف سے یہ ڈھیل ڈھال دیکھی تو اسے زہر دے کر مار دیا۔ کیونکہ انھین یہ اندیشہ ہوا کہ کہین اسکی عبادت و دینداری کا یہ انجام نہو کہ خلافت ہمارے خاندان سے جاتی رہے اسکے زہد و تقوی کا کچھ اندازہ اسکے ان تین شعرون سے ہوسکتا ہے۔

نَهَارُكَ يَامَغْرُورُ سَهْوٌ وَغَفْلَةٌ	وَلَيْلُكَ نَوْمٌ وَالرَّدَى لَكَ لَازِمٌ
يَغُرُّكَ مَا يَفْنَى وَتَفْرَحُ بِالْمُنَى	كَمَا غُرَّ بِاللَّذَّاتِ فِي النَّوْمِ حَالِمٌ
وَتُشْغِلُكَ فِيمَا سَوْفَ تَكْرَهُ غَبَّهُ	كَذَلِكَ فِي الدُّنْيَا تَعِيشُ الْبَهَائِمُ

عمر بن عبد العزیز کی وفات کے بعد یزید بن عبد الملک جو یزید ثانی کہلاتا ہے خلیفہ ہوا اس نے ۷۲۰ء سے ۷۲۴ء تک حکمرانی کی۔ یہ شخص دیکھنے مین بڑا خوبصورت تھا۔ اسی کے ایام مین یزید بن مہلب نے بغاوت کی اور کشور اسلامی مین تہلکہ مچا دیا مگر آخر مین یزید کے بھائی مسلمہ نے اُسے شکست دی اور اُسکے ساتھیون کو پراگندہ کیا جب یزید چار برس کی خلافت کے بعد انتقال کر گیا تو اسکا بھائی ہشام اُسکی جگہ خلیفہ منتخب ہوا۔ یہ بڑا بیدار مغز۔ روشن ضمیر۔ ذکی اور مدبر تھا۔ سیاست مُدن مین غایت درجہ کی دوربینی اور عاقبت اندیشی سے کام لیتا تھا۔ معاویہ اور عبد الملک کیطرح تدبیر و حسن انتظام مین یدطولی رکھتا تھا۔ یہ بلا ریب دنیا کے سب سے بڑے مدبرون کا ہم پلہ ہے۔ اسی کے عہد مین اسلامی فوج ترکستان مین داخل ہوئی اور وہان ترکون کے بادشاہ ابن خاقان کو ایک معرکہ مین شکست دیکر سارے ملک پر قبضہ کر لیا اور بے انتہا مال غنیمت لیکر دمشق کو روانہ کیا۔ اس وقت سے ترکستان خلیفہ کی عملداری مین شامل کیا گیا۔ اسی کے زمانہ مین زید بن زین العابدین نے سر اُٹھایا اور بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ ہر طرف شیعہ اسکی مدد کو کھڑے ہوگئے۔ اور سارے ملک مین کھلبلی ڈال دی۔

یوسف بن عمر الثقفی نے شاہی فوج لے کر اُس پر حملہ کیا۔ جانبین کے لوگ دل توڑ توڑ کر لڑے اور بڑی سخت خونریزی ہوئی۔ آخر زید کی پیشانی پر ایک تیر ایسا لگا کہ وہ چکر کھا کر نیچے گرا۔ اُسکے پیرو جھٹ اُسے اُٹھا کر میدانِ جنگ سے باہر لے گئے۔ وہان جاکر وہ مرگیا اور اُسی جگہ دفن کیا گیا۔ دوسرے دن جب شیعہ بھاگ گئے تو یوسف نے زید کی لاش قبر مین سے نکلوائی اور اُس کو سولی پر لٹکا دیا۔ ایسے ایسے ہنگامون اور شورشون سے خلافت دن بدن کمزور ہوتی گئی اور مخالفون کا حوصلہ بڑھتا گیا۔ ہشام نے ۱۰۵ھ سے ۱۲۵ھ تک ملک اپنی تدبیر و اقتدار سے دشمنون کے پنجہ سے بچایا۔ اُسکی آنکھ کا بند ہونا تھا کہ زوال و ہلاکت نے اپنا کام شروع کردیا اور سات برس کے اندر ہی اندر عباسیون نے عنانِ حکومت خاندانِ اُمیّہ سے چھین لی۔ ہشام نیک اور حلیم تھا۔ یہ اکثر اپنے جانی دشمنون کو بھی معاف کر دیتا تھا۔ کہتے ہین کہ یہ بخیل بھی اول درجہ کا تھا۔ پر اگر غور کیا جائے تو فی الحقیقت یہ بخیل نہین تھا۔ احتیاط اس مین اس قدر تھی کہ فضول خرچی سے گریز کرتا اور سوچ سمجھکر زر خرچ کرتا تھا۔ چونکہ بے فائدہ شعرا وغیرہ کو انعام و اکرام نہین دیتا تھا اور وہ فضول کی بخشش و عطا سے محروم رہتے تھے اس سبب سے اسکو بخیل کے نام سے مشہور کردیا۔

ہشام کی رحلت کے بعد ولید ثانی تختِ خلافت پر بیٹھا اور ۱۲۵ھ سے ۱۲۶ھ تک فرمانروائی کی۔ یہ شخص بنی اُمیّہ مین ادب و فصاحت۔ زباندانی و بلاغت بازی و ظرافت کے اعتبار سے کامل تھا۔ اور عربی زبان کے دقائق و پیچیدگیون سے خوب واقف تھا۔ سخی و فضول خرچ ایسا تھا کہ اپنی ایک سال کی خلافت مین شاہی خزانہ کی ساری دولت کو خاک کی مانند ہیچ سمجھکر اُڑا دیا۔ عیش و عشرت کا ایسا دھنی تھا کہ اپنے ندیمونکے ساتھ شب و روز میخواری مین دیوانہ رہتا اور پرستارانِ حوروش کے ساتھ لہو و لعب کے مزے اُڑاتا تھا۔ محل و دربار کی یہ کیفیت تھی کہ اُنہین دن رات شاعر اور مطرب اپنی غزلون اور خوش الحانیون سے درباریونکو لٹا لٹا

دیتے تھے۔ خلیفہ اور اُس کے امراء و جلساء ایسی بیحیائی کے ساتھ ناچنے اور گانے والیون کے ساتھ ہنسی ٹھٹول اور مباشرت کرتے تھے جس سے اہل دین کی آنکھین نیچی ہوتی تھین۔ آخر رعایا اسکی اوباشیون سے دق آکر اس کے خلاف سازش کرنے لگی۔ انجام یہ ہوا کہ ولید ثانی قتل کیا گیا اور اسکا سر اُسی کے محل پر سولی پر لٹکا دیا گیا۔ اس کے قتل کے بعد ملک مین بڑی بدنظمی پھیلی اور بنی اُمیّہ کے اعداء کی چڑھ بنی۔ ہرطرف باغیون نے سر اُٹھایا اور شاہی فوج کا ناک مین دم کر دیا۔ لوگون نے ولید کے بیٹے یزید ثالث کو خلیفہ بنایا۔ یہ شخص بڑا محمود سیرت۔ عابد و پرہیزگار تھا۔ اگر یہ زندہ رہتا تو شاید اپنی پاکبازی سے رعایا کو خوش کرتا اور ولید کی ساری بداعمالیون کو لوگون کے دل سے بُھلا دیتا اور اہل سُنت کو خاندان اُمیّہ کا حامی بنا لیتا۔ مگر اجل ناگہانی نے سارا کھیل خراب کر دیا۔ یزید ثالث چند ماہ کی خلافت کے بعد ۷۴۴ء مین قضا کر گیا اور اُسکی جگہ اسکا بھائی ابراہیم بن ولید خلیفہ ہوا یہ ۷۴۵ء مین تخت پر بیٹھا۔ اس نے کوئی ڈھائی مہینے چین سے سلطنت کی کہ اتنے مین مروان بن محمد نے جمعیت کثیر لے کر اس پر حملہ کیا۔ شاہی سپاہ نے عین وقت پر بیوفائی کی اور دشمن سے جا ملی۔ آخر مروان غالب آیا اور ابراہیم کو تاج و تخت سے ہاتھ دھونا پڑا۔ فوج نے مروان کو خلیفہ بنایا اور کچھ دنون تک اس کا ساتھ دیا۔ اتنے مین ابوالعباس جو عبدالمطلب کے تیسرے بیٹے عباس کی اولاد مین سے تھا باغیون کا سرغنہ بنا اور خراسان مین خلافت کا دعوے کیا۔ اس نے فریب سے اپنے ساتھ شیعہ اور خارجیون کو گانٹھا اور شیعہ کو یہ چقمہ دیا کہ مین دراصل اولادِ علی رضؓ کے حق کے واسطے لڑ رہا ہون۔ خراسان مین دو لاکھ آدمی تلوار لے کر اس کے پیچھے ہو لیے۔ ابوالعباس نے ابومُسلم کو اپنا سپاہ سالار بنایا۔ یہ بڑا جری اور بہادر تھا۔ اس نے خراسان مین اُموی فوج کو شکست دی اور مَرو پر قبضہ کر لیا وہان سے عباسیون کے سیاہ عَلَم کو لیے ہوئے دمشق کیطرف روانہ ہوا۔ ادھر مروان نے بھی جنگ کے واسطے ایک لشکر جرّار طیار کیا اور اس کے مقابلے کو نکلا

موصل کے قریب دریائے زاب کے کنارے ۱۳۲ھ کے ماہ جنوری مین دونوان فوجون
کی مٹھ بھیڑ ہوئی۔ بنی اُمیّہ کو اکٹھے چار دشمنون سے لڑنا تھا۔ شیعہ۔ خارجی۔ موالی اور
اہلِ سنت سب کے سب ان کے مخالف تھے اس پر غضب یہ ہوگیا کہ میدان کارزار مین
عین معرکہ کے وقت فوج کا ایک بڑا حصّہ غنیم سے جاملا۔ اُموی سپاہ ٹوٹ ٹوٹ کر غنیم
پر پڑی لیکن انکی ساری شجاعت بے سود ٹھیری۔ مروان کی فوج کو سخت ہزیمت ہوئی اور
خلافت بنی اُمیّہ کے ہاتھ سے نکل گئی۔ ابومسلم ظفر مند ہوا اور دمشق کی فصیل پر عباسیون کا
سیاہ علم لہرانے لگا۔ تخت پر قبضہ کرتے ہی ابو العباس اپنے اصلی رنگ مین ظاہر ہوا۔
شیعہ کو یہ گمان تھا کہ اولادِ علی رضؓ مین سے کوئی خلیفہ منتخب ہوگا۔ پر جب ابو العباس نے
بنی اُمیّہ۔ اولادِ علی رضؓ۔ شیعہ اور خارجیون سبھون پر یکسان طور پر ہاتھ صاف کرنا شروع
کیا تو آخر الامر معلوم ہوا کہ پہلے سارے وعدے سلطنت حاصل کرنے کے ڈھکوسلے تھے۔
ابو العباس نے بڑی بے رحمی سے بنی اُمیّہ اور اپنے پہلے مددگارون کو چُن چُن کر قتل کیا
ابومسلم کو بھی قتل کا صلہ ملا۔ ابو العباس اپنی بے انتہا خونریزی کے سبب سے السَّفَّاح
یعنے خونریز کہلاتا ہے۔ اس وقت سے خاندان عباسیہ کی خلافت شروع ہوئی۔ اور قریب
پانچ سو برسون تک قائم رہی۔ مورخ لکھتے ہین کہ ابو العباس ایسا بے درد اور سنگدل تھا
کہ جب جلاد اُسکے دشمنون کا سر لاکر اُسے دیتے تو وہ اُنھین اپنے دستر خوان کے نیچے برابر
قطار سے رکھواتا اور اُسی دستر خوان پر بیٹھکر کھانا کھاتا تھا۔ ایک دفعہ اُسکے دستر خوان
کے نیچے ستّر آدمیون کے سر تھے۔ بنی اُمیّہ پر کئی مرثیے کہے گئے ہین۔ اُنمین سے دو
یہان نقل کیے جاتے ہین۔ ایک شاعر ابوسعید نے ذیل کے اشعار اُن پر کہے ہین۔

بَكَيْتُ وَمَا ذَا يَرُدُّ الْبُكَا	وَقَلَّ الْبُكَاءُ لِقَتْلَى كُدَا
أُصِيبُوا مَعًا فَتَوَلَّوْا مَعًا	كَذَلِكَ كَانُوا مَعًا فِي رَخَا
بَكَتْ لَهُمُ الْأَرْضُ مِنْ بَعْدِهِمْ	وَنَاحَتْ عَلَيْهِمْ نُجُومُ السَّمَا
وَكَانُوا ضِيَائِي فَلَمَّا انْقَضَى	زَمَانِي بِقَوْمِي تَوَلَّى الضِّيَا

ایک اور شاعر لعتبلیؔ نے اس طرح اُن پر ماتم و نوحہ کیا ہے۔

أَفَاضَ الْمَدَامِعَ قَتْلَى كُدًا	وَقَتْلَى بِكُثْوَةَ لَمْ تُرْمَسِ
وَقَتْلَى بِوَجٍّ وَبِاللَّابَتَيْنِ	بِيَثْرِبَ هُمْ خَيْرُ مَا أَنْفُسِ
وَبِالزَّابِيَيْنِ نُفُوسٌ ثَوَتْ	وَأُخْرَى بِنَهْرِ أَبِي فُطْرُسِ
أُولَئِكَ قَوْمٌ أَنَاخَتْ بِهِمْ	نَوَائِبُ مِنْ زَمَنٍ مُتْعِسِ
إِذَا رَكِبُوا زَيَّنُوا الرَّاكِبِينَ	وَإِنْ جَلَسُوا زِينَةُ الْمَجْلِسِ
هُمُ أَضْرَعُونِي لِرَيْبِ الزَّمَانِ	وَهُمْ أَلْصَقُوا الرَّغْمَ بِالْمَعْطِسِ
فَمَا أَنْسَ لَا أَنْسَ قَتْلَاهُمُ	وَلَا عَاشَ بَعْدَهُمُ مَنْ نَسِي

بنی اُمیہ کے ایک آدمی کا بڑا جانکاہ قصہ حماسہ مین ہے۔ اس آدمی کو گرفتار کرکے سفاح کے سامنے لائے۔ سفاح نے اسکے قتل کا حکم دیا۔ اُسکی بیوی بھی وہان اُس کے بچے کو لیے موجود تھی۔ آدمی بڑا مالدار تھا۔ اُس نے اپنے قتل کا فتوے سُنتے ہی اپنا مال اپنے دوستون اور حاضرین کو تقسیم کرنا شروع کیا۔ بیوی یہ دیکھ کر چلّانے لگی۔ تیرا بیٹا تیرا بیٹا۔ یہ سب مال اُسے کیون نہین دیتا؟ وہ شخص اپنے لختِ جگر کیطرف دیکھکر آنسو بھر لایا اور آہ سرد کھینچکر نہایت حسرتناک آواز سے ذیل کے شعر پڑھنے لگا۔ ؎

بَاتَتْ تَلُومُ وَتَلْحَانِي عَلَى خُلُقٍ	عُوِّدْتُهُ عَادَةً وَالْجُودُ تَعْوِيدُ

میری بیوی نے رات گذاری ایسے حال مین کہ وہ مجھے میری نیک عادت پر جسکا مین خوگر تھا ملامت کرتی تھی۔ اور بخشش ایک عادت ہے۔

قَالَتْ أَرَاكَ بِمَا أَنْفَقْتَ ذَا سَرَفٍ	فِيمَا فَعَلْتَ فَهَلَّا فِيكَ تَصْرِيدُ

وہ بولی کہ مین تجھے خرچ کرنے مین مُسرف دیکھتی ہون۔ سو تجھ مین کم خرچ کرنے کی عادت کیون نہ ہوئی۔

قُلْتُ اتْرُكِينِي أَبِعْ مَالِي بِمَكْرُمَةٍ	يَبْقَى ثَنَائِي بِهَا مَا أَوْرَقَ الْعُودُ

مین نے اُس سے کہا کہ تو مجھے چھوڑ دے کہ مین اپنا مال ایسے عمدہ کام کی عوض بیچون جسکی تعریف جب تک شاخ پر پتے لگین ہوتی رہے یعنے ہمیشہ۔

قالت لنا انفس حربیة عودوا	انا اذا ما آتینا امر مکرمة

جب ہم کوئی عمدہ کام کرتے ہین تو ہم سے ہماری طبیعتین جو حرب بن امیة کیطرف منسوب ہین اور اسکی مانند سخی ہین یہ کہتی ہین کہ ایسا عمدہ کام بار بار کرو۔ یعنے جود وسخا ہماری سرشت مین ہے۔

باب ۹ - اُموی شعرا

اس زمانہ کے اشعار کی خصوصیات

اسلامی فتوحات کا پہلا نتیجہ تو یہ ہوا کہ دارالخلافة خلفاے راشدین کے زمانہ کے بعد مدینہ نہین بلکہ دمشق قرار پایا یہ عجیب شہر دُنیا کے قدیم شہرون مین سے ایک ہے اسلام سے پہلے یونانیون اور رومیون کے عہد مین اسے بڑی رونق و فروغ حاصل تھا اس کے گردونواح کی زمین چشمون اور ندیون سے سیراب اور نہرون اور گولون سے شاداب تھی۔ وہان کی چراگاہون اور مرغزارون مین ہروقت سبزہ لہکتا اور پھولون کے درختون پر گلہاے رنگارنگ لہلہاتے تھے۔ انواع واقسام کے میوے یہان بکثرت پیدا ہوتے اور دور دور ملکون کو روانہ کیے جاتے تھے۔ باشندے یہان کے صبیح ووجیہہ - مہذب وشایستہ تھے۔ عورتین یہان کی حورالعین - دراز قامت خوش گلو۔ اور نازک اندام تھین۔ تموّل وتوانگری نے عیش وعشرت کے سارے سامان ان کے واسطے مہیا کردیے تھے۔ یہ نازنینان مہپارہ جنہین دیکھکر عاشقو نکے کلیجے پارہ پارہ ہوجاتے تھے گویا دولت کی گود مین پلی تھین اور صغر سن مین راحت وآسایش کا دودہ پیا تھا۔ اِنکا بناؤسنگار ایسے غضب کا تھا کہ قلم دریدہ زبان اُسکے پورے بیان سے عاجز ہے۔ ان کی پوشاک عطرہاے گوناگون مین بسی رہتی اور اُنکے جعدِ گیسو سے مشک وعنبر کی خوشبو آتی تھی۔ جب اسلامیون نے ملک شام کو فتح کیا تو ان پریرویان غزال چشم کو بمنزلۂ حوران بہشتی سمجھکر ان کے جادوے نگاہ اور حسنِ دلفریب کے اسیر ہوگئے۔ اِن عورتون مین ایک وصف یہ بھی تھا کہ اُنمین سے

اکثر فن موسیقی مین ماہر تھین - لہذا انہین اپنے فاتحون کی محفلون مین مردون کے سامنے گانا بجانا پڑتا تھا - انکی دیکھا دیکھی اسلامیون کو بھی موسیقی کا شوق ہوا - چنانچہ انکی فتوحات کا دوسرا نتیجہ یہ ہوا کہ گو موسیقی شرعاً ممنوع ہے - تاہم اسلامیون مین اس کے بڑے بڑے استاد پیدا ہو گئے - اسلامی عورتون کو بھی اس کے شوق نے گدگدایا اور اُن مین ایک ایسی جماعت کھڑی ہوگئی جنہون نے نغمہ سرائی و نواسنجی کو اپنا خاص پیشہ بنالیا - یہ طرح طرح کی غزلین گا کر بہت کچھ کما لیتی اور اپنے ناز و انداز اور غنج و دلال سے لوگون کے دل لبھاتی تھین - اُستاد بھی اس زمانہ مین ایسے نامی ہوئے جن کی نظیر ملنی مشکل ہے - چنانچہ معبد اور غریض - ابن سریج اور طویس اور ابن عائشہ کے نامون سے کون واقف نہین ؟ اس کی صدہا غزلین کتاب الاغانی مین پائی جاتی ہین - اسلامی فتوحات کا تیسرا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلامیون کے ہاتھ بے قیاس دولت آئی - اور کثرت زر نے انہین عیاش اور عشرت پسند بنادیا - اور عشرت پسندی نے لوگون کے اخلاق بگاڑ دیئے شعراء کے ذکر سے پہلے اس دور کے ادب کی خصوصیات کا بیان کرنا مناسب سمجھتا ہون -

اوّل - قصیدہ کی صورت مین کوئی خاص تبدیلی نہین ہوئی - اُموی شعراء نے اس باب مین متقدمین کی پوری تقلید کی - اور مضمون و اداے مطالب اور طرز کلام مین بھی انہین کی نقل کی - ان کے کلام مین فتوحات اسلامی اور مبازران اسلام کے کارنمایان کی تعریف کم آتی ہے - برعکس اسکے قصیدہ تشبیب سے شروع ہوتا ہے اور دیار یار کے باقیماندہ آثار پر شاعر کھڑا ہو کر صباح عشرت و شام وصال کو یاد کر کے روتا ہے اور برابر اُس کے اسکی ناقۂ لاغر و کاہیدہ ہے جسکی خوبیون کا شاعر نہایت بلاغت کے ساتھ بیان کرتا ہے - کبھی کبھی قصیدہ مین ایسا رنگ بھی بھرتے تھے جس سے اس زمانہ کے واقعات کا کچھ پتا لگتا تھا -

دوم - اس دور کی نظمون مین اسلام و جاہلیت کی ملی جلی تصویر ہمین دکھائی دیتی ہے - اور زیادہ تر تو اُن باتون کا ذکر ملتا ہے جو شرعاً حرام ہین - یہی ایک بڑی

وجہ یہ تھی جس سے مُتَدَیِّن اسلامی بنی اُمیّہ کو ہمیشہ بُرا کہتے تھے ۔

سوم ۔ زمانہ جاہلیت مین اکثر کسی فرضی معشوقہ کا ذکر ہوتا تھا ۔ شاعر نے خواہ تعشق کے مزے چکھے ہون یا نہین ۔ دردِ ہجر کا بیان اور وصال کی نا امیدی بڑے پر درد لفظون مین بیان کرتا تھا ۔ برعکس اس کے اس دور مین شعرا اپنی حقیقی محبوبہ کی مدح کرتا اور اپنے جوشِ عشق صاف اور سلیس لفظون مین ظاہر کرتا ہے ۔ حق تو یہ ہے کہ کثرتِ زر نے انہین بھی عشق کے سارے رموز سکھا دیئے ۔

چہارم ۔ یہ سُنکر تعجب ہوگا کہ اس دور کے کلام کی ایک بہت بڑی خصوصیت ہجا جاتی ہے ۔ یون تو متقدمین کے کلام مین بھی اکثر ہجو پائی جاتی ہے ۔ پر جس قدر اس دور کے شعرا ہجو گوئی مین طاق و مشاق تھے ایسے اور کسی دور مین نہین ہوئے ۔ ہجا کی جو کچھہ قابلیت زبان عربی مین ہے اُسے یہ پورے طور پر کام مین لائے ۔ بعض اوقات اپنے حریف کی ہجو مین ایسے غلیظ اور فحش الفاظ انہون نے استعمال کیے ہین کہ اُنہین پڑہتے شرم آتی ہے اور یہ اور بھی زیادہ تعجب کی بات ہے کہ اس دور کے جو شعرا سب سے زیادہ نامی ہین وہ اپنی ہجو گوئی کے سبب سے نامی ہین ۔

پنجم ۔ خلفاے راشدین اور بنی اُمیّہ کے عہدون مین اسلامیون کی توجہ ملک گیری اور اقلیم ستانی کیطرف رہی اور جب اِن سے فارغ ہوئے خانہ جنگیان شروع ہوگئین ۔ ان وجوہ سے عربی زبان مین کسیطرح کی آمیزش نہونے پائی ۔ اور آس پاس کی قومون کا کچھہ اثر ان کی زبان پر نہ پڑا ۔ لہذا ہمین اس دور کے ادب مین کسی بیرونی رنگ کی جھلک دکھائی نہین دیتی ۔ جو کچھہ ذخیرہ و سرمایہ ایام جاہلیت کا انکے پاس تھا اسی پر یہ قانع رہے اور کہین سے کچھہ مستعار نہ لیا ۔

ششم ۔ نثر کی طرف اب تک علمار کی رغبت و توجہ نہین ہوئی تھی ۔ بلکہ اسے کم قدر و ہیچ سمجھکر اس مین تصنیف و تالیف کو عار جانتے تھے ۔ لیکن بنی اُمیّہ کے عہد مین لوگون کے خیالات مین ایک طرح کا انقلاب پیدا ہوگیا ۔ اس انقلاب کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ قُرآن مجید جسے وہ معیار فصاحت و بلاغت جانتے تھے نثر مین نازل ہوا تھا

اسکی مقفٰی و مسجع عبارتونکے آگے بڑے سے بڑے شاعر کی اعلےٰ سے اعلےٰ نظم بھی مات تھی - لہذا اب یہ کوشش ہونے لگی کہ نثر مین کتابین لکھی جائین جو عبارت کی رنگینی اور مضمون کی چستی مین کسیطرح خداوندان سخن کی نظمون سے کم نہون -

ہفتم - اِسی دور مین لوگون کو تاریخ کا بھی شوق ہوا - اسوقت تک روایتون سے کام لیا جاتا تھا - لیکن اب ایسے محقق پیدا ہوئے جنہون نے کلام متقدمین - احادیث اور واقعات کو بڑی چھان بین اور تدقیق کے ساتھ جمع کیا اور انہین کتابون مین قلمبند کیا

اب ذیل مین اُن شعرار کا ذکر ہوگا جو بنی اُمیہ کے عہد مین ہوئے - ایک بات یہان قابل غور ہے

اس دَور کے اکثر شعراء خاص ملک عرب مین نہین بلکہ عراق مین پیدا ہوئے اور وہان ہی تعلیم و تربیت پائی - اسکی وجہ یہی تھی کہ دمشق کے دارالخلافہ ہونے کے باعث عرب کے سربرآوردہ خاندان اپنے وطن کو چھوڑ کر عراق اور شام مین زمین گیر ہوگئے تھے کیونکہ یہان یہ اپنی طباعی اور ذہانت - ذکاوت و فطانت کے ذریعہ سے جلد اور بہ آسانی اپنی معاش پیدا کر سکتے تھے - شام اور ایران کے زرخیز اور سرسبز و شاداب ممالک عرب کے صحراؤن اور بیابانون سے زیادہ خوشگوار اور دلفریب تھے - عیش و طرب - راحت و نشاط کے جو سامان یہان مہیا ہو سکتے تھے وہ ملک عرب مین بالکل ناممکن تھے - علاوہ برین دمشق کے دارالخلافت ہونے سے عرب سلطنت اسلامی کا محض ایک صوبہ ہوگیا - خلیفہ کے دربار مین اُمرار اور کُبرار - شُرفار اور کُملائے روزگار کا جمگھٹا رہتا اور انعام و اکرام کے لالچ سے وہان خلق کا تانتا بندھا رہتا تھا شعرار کی ایسی جگہ چاندی تھی - وہ اپنے قصائد اور مدحیہ اشعار سے بہت کچھ کما سکتے تھے لہذا انہون نے اس موقعہ کو غنیمت جان کر زر پیدا کرنے کی ٹھان لی -

عُمر بن ابی ربیعۃ قرشی - یہ شخص قبیلہ قریش کا نامی اور اول شاعر ہے - اس کا باپ مکہ کا باشندہ اور بڑا امیر سوداگر تھا - عُمر سنہ ۶۴۸ء مین پیدا ہوا تھا - اس وقت اس کا باپ عرب کے ایک صوبہ کا والی تھا - حضرت عثمان کے ایام خلافت مین اسکا باپ مکہ کو لوٹا - یہان عُمر نے اپنے اوائل عمر کو اپنے ملک ہمجولیونکے ساتھ تحصیل علم مین

گذارا۔ عنفوان شباب مین باپ کے انتقال کے بعد بڑی دولت اسکے ہاتھ لگی۔ پھر کیا تھا؟ اُدھر چڑھتی جوانی کے دن تو تھے ہی اور ناصح و مانع کوئی تھا نہین۔ لگا دل کھول رنگ رلیان منانے اور گل کھلانے۔ فطرتاً عقل سلیم اور طبیعت موزون بھی رکھتا تھا۔ چنانچہ ان سارے اسباب نے ملکر اسے عشق پیشہ اور حُسن پرست بنا دیا۔ جنگ کے نام سے ایسی وحشت تھی کہ شمشیر برہنہ کو دیکھکر خوف و ہراس سے اس کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے تھے۔ مگر آپ حسینون کے ایسے گاہک تھے کہ اُنکی تیغِ ادا اور تیر نگاہ سے بسمل ہوجانا عین زندگی سمجھتے تھے۔ اس شاعر نغز گفتار کا کلام بالاتفاق نہایت شستہ و پاکیزہ تسلیم کیا گیا ہے۔ اُسکے اشعار عشقیہ ایسے ہردل عزیز اور مقبول عام تھے کہ اقالیم اسلامی کے ہر گوشہ مین جلد مشہور ہوگئے۔ منجملہ اور زنان گل اندام کے اس نے خاندان اُمیّہ کی دو شاہزادیون کے حسن و جمال کی تعریف ایسے مسرت انگیز الفاظ مین کی کہ خلیفہ عُمر ثانی اُنھین سُنکر نہایت آشفتہ ہوا اور حکم دیا کہ یہ اور اسکا ساتھی اَلْاَحْوَصْ قیدی کی طرح زنجیرون سے جکڑے ہوئے دمشق کو لائے جائین۔ اَلْاَحْوَصْ تو جلاوطن کیا گیا اور عُمر سے قسم لی گئی کہ پھر مرتے دم تک عشقیہ اشعار نہ کہے۔ اِس واقعہ کے چند ماہ کے بعد سنہ ۱۹ھ مین یہ فوت ہوگیا۔

عبد اللہ بن قیس الرقیات۔ یہ شاعر مدینہ کا باشندہ اور عبد اللہ بن زُبیر کا بڑا دوست اور مددگار تھا۔ شاعر ہونے کے علاوہ محارب بھی اول درجہ کا تھا۔ جب عبد اللہ بن زُبیر کے بھائی مُصعب کو سنہ ۶۹ھ مین شکستِ فاش ہوئی تو یہ خلیفہ عبد الملک کے خوف سے ایک برس تک اِدھر اُدھر چھپا رہا۔ اس کے بعد خلیفہ نے اسے معاف تو کردیا مگر اپنے دربار مین آنے کی اجازت نہ دی۔ ان ہی ایام مین مدینہ کے دوسرے شاعر قیس بن ذریح نے جو حضرت علی رض کے بیٹے حسین رض کا رضاعی بھائی تھا بڑی شہرت حاصل کی۔ قیس کی محبوبہ لُبنیٰ بڑی خوبصورت اور نازنین تھی اور قیس اس پر جان دیے مرتا تھا۔ اُس نے اِس زنِ جمیلہ کی تعریف مین ایسی رنگین۔ پُرسوز اور دلاویز

نظمیں کہیں کہ لبنیٰ اور قیس کا عشق لیلیٰ اور مجنون کے عشق کیطرح ضرب المثل ہوگیا۔ جمیل بن عبداللہ بھی اسیطرح مشہور ہوگیا۔ اس نے اپنی محبوبہ بُثینہ کی تعریف مین بہت سے اشعار کہے جو ہر خاص وعام کے زبان زد ہوگئے۔ اِن عاشقون کا کلام ایسا پُراثر پُرلطف اور پسندیدہ ہے کہ آج تک شام اور مصر کے لوگ شوق کے ساتھ اسے حفظ کرتے اور گاتے ہین۔ سیّاحون کا بیان ہے کہ راہ چلتے بھی ان قدیم عاشقونکے اشعار سے ناواقف نہین۔ یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ اس زمانہ مین مدینہ مین ایک ایرانی مطرب رہتا تھا جسکا نام یونس کاتب تھا۔ یہ سُرَیج اور غریض کا شاگرد تھا اور اپنی خوش لحنی اور شیرین بیانی کی وجہ سے بڑا معزز سمجھا جاتا تھا۔ اسے گانے بجانے کے علاوہ تصنیف کا بھی شوق تھا۔ اسی نے سب سے پہلے غزلون کا ایک ضخیم رسالہ مرتب کیا جسکا ڈھنگ ابوالفرج الاصفہانی کو ایسا پسند آیا کہ اس نے اپنی مشہور تصنیف کتاب الاغانی اسی کے نمونہ پر لکھی۔ مدنی شُعَرا اور یونس کاتب کے حال سے ظاہر ہوتا ہے کہ اہلِ مدینہ بہت جلد اس بات کو بھول گئے کہ اسلام شعر وسخن اور رقص وسرود کا مخالف ہے۔ جب مدینۃ النّبی کے لوگ اسلام کی اس قید کو گوارا نہ کرسکے تو کیا تعجب ہے کہ اور جگہہ کے اسلامی اس سخت قید سے گردنکش ہوئے۔ تاریخ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جب کبھی کہین کوئی اسلامی سلطنت قائم ہوئی وہان شاعری اور نغمہ پردازی نے بھی اپنے جوہر وکرشمے بڑی آن بان اور دھوم دھام کے ساتھ دکھائے۔

بنی اُمیّۃ کے عہد کے سب سے زیادہ مشہور شاعر تین ہین۔ اَخطَلُ۔ فَرَزدَق۔ اور جریر ان کے دیوان آجتک موجود ہین۔ اور طلباء بڑے اشتیاق سے انکے کلام کا مطالعہ کرتے ہین۔ ادیبون کی راے مین اخطل کو سبھون پر فوقیت حاصل ہے اسکا اصلی نام ابو مالک غیاثؔ بن غوث تھا۔ یہ شخص بنی تغلب مین سے تھا اور ماوراء النہر مین پیدا ہوا تھا۔ ایک دفعہ اس نے اپنی قوم کے ایک آدمی کی ہجو کی اور کہا "یا غلامُ انکَ لَاَخطَلُ اللِسَانِ" اسوقت سے اسکا نام اخطل پڑگیا۔ یہ عیسائی تھا اور مرتے دم تک عیسائی رہا۔ عرب کے قبائل اور خلفاے خاندان اُمیّۃ اسکی

بڑی تعظیم کرتے تھے۔ ایک مرتبہ خلیفہ عبد الملک نے اخطل کے بارہ مین دمشق مین یہ منادی کروائی "هذا شاعرُ امیرِ المؤمنین۔ هذا اشعرُ العرب" اسکی طلاقت وشیوا بیانی ضرب المثل تھی۔ کسی نے حماد الراویہ سے پوچھا کہ اخطل کے کلام کے بارہ مین آپ کی کیا راے ہے؟ اُس ادیب نے جواب دیا "ماتسألونی عن رجلٍ قد حبّب شعرُهُ الی النصرانیّة"۔ اخطل کی فصاحت وبلاغت کے سبب سے مسیحی دین بھی اسکے نزدیک گران قدر اور محبوب ہوگیا تھا۔ ایک دوسرا ادیب ابو عمرو اکثر کہا کرتا تھا "لو ادرکَ الاخطلُ یوماً واحداً من الجاهلیّة ماقدّمتُ علیهِ احداً" فرزوق اور جریر دونون اپنے ہمعصر اخطل کی فوقیت کو تسلیم کرتے تھے۔ اسے میخواری کی ایسی لت پڑی ہوئی تھی کہ خم کے خم لنڈھا دیتا تھا۔ ظاہر دار ایسا تھا کہ جب باہر نکلتا تو ریشمی جُبّہ پہنتا اور سونے کی ایک چھوٹی سی صلیب طلائی زنجیر مین باندھکر گلے مین ڈال لیتا تھا۔ خلیفہ عبد الملک کے دربار مین بغیر خبر دیے یک بیک آموجود ہوتا اور شراب کے قطرے اُسکی داڑھی سے ٹپکتے ہوتے۔ دین کی رسوم وفرائض کے ادا کرنے مین یہ بڑا سرگرم تھا۔ اس نے اکثر مردون اور عورتون کی ہجو اور بے عزتی ایسے سخت اور زہریلے الفاظ مین کی تھی کہ قسیس نے ناراض ہوکر اسے ایک گرجہ مین قید کردیا۔ اسکے ایک اسلامی دوست نے قسیس سے جاکر اس کی رہائی کے لیے بڑی سفارش کی۔ قسیس اس اسلامی کی سفارش سے اسکے رہا کرنے پر راضی ہوا اور آکر اخطل سے پوچھا۔ "یا عدوَّ اللهِ اتعودُ تشتمُ النّاسَ وتهجوهم وتقذفُ المحصناتِ؟" اخطل نے جواب دیا "لستُ بعائدٍ ولا افعلُ"۔ جب وہ رہا ہوگیا تو راستہ مین اُس کے دوست نے اُس سے کہا۔ اے اخطل! خلیفہ اور اُسکے ارا کین دولت تو تیرا اتنا اکرام کرتے ہین اور سارے لوگون کی نظر مین تو ایسا معزز ومحترم ہے پھر تو اس قسیس کے ساتھ ایسے خضوع وخشوع سے کیون پیش آیا۔ اخطل نے جواب دیا "انّهُ الدّینُ انّهُ الدّینُ"، ہجو ومدح مین اسے کمال مہارت تھی۔ اسکی والدہ لیلیٰ کے انتقال کے بعد اس کے باپ نے دوسری شادی کرلی تھی۔ یہ اسوقت چھوٹا تھا سوتیلی ماں اسے بہت ستاتی اور بھیڑ بکریاں چرانے کے لیے بنون اور جنگلون مین بھیجدیتی

تھی۔ وہان یہ بکریون کا دودھ نکال کر پیتا اور اپنے گوشۂ تنہائی مین بیٹھا بیٹھا شعرگوئی کی مشق کیا کرتا تھا۔ اسی مشق کی بدولت اسکا کلام رفتہ رفتہ نہایت خالص وشستہ ہوگیا۔ کعب ابن جُعَیل تغلبی اسکا حریف تھا اوران دونون کی اکثر چشمک رہتی تھی۔ باایں ہمہ ان مین کسیطرح کی مخاصمت یا عداوت نہ تھی۔ کیونکہ اگر کعب ابن جعیل کو اس سے کچھ حسد ہوتا تو وہ اس کا نام یزید اول کے آگے یہ کہکر پیش نکرتا کہ اخطل سے بڑھکر اس وقت عرب مین کوئی دوسرا شاعر نہین ہے یہ دمشق مین شان وشوکت کے ساتھ رہتا تھا۔ جب کبھی کسی قبیلہ مین کسیطرح کا جھگڑا یا فساد ہوتا تو اسے پنچ بناکر اسکے فیصلہ کے بموجب کارروائی کرتے تھے۔ جب دارالخلافۃ سے اسکا جی اکتا جاتا تو یہ کچھ دنون کے لیے صحرا مین چلاجاتا تھا۔ کہتے ہین کہ یہ جب نئی شادی رچانی چاہتا تو اپنی پہلی بیوی کو کسی نہ کسی بہانہ سے طلاق دیتا تھا۔ یہ جریر کا جانی دشمن تھا اور اکثر اسکی ہجو نہایت غلیظ وزہریلے لفظون مین کیا کرتا تھا۔ اس نے عمر رسیدہ ہوکر ۹۲؁ھ مین وفات پائی۔

فَرَزْدَق ۔ اسکا اصلی نام ہمّام بن غالب دارمی تھا۔ اسکے بزرگ بنی تمیم کے شرفا مین سے تھے اوراپنی سخاوت ومہمان نوازی کے سبب سے بڑے مشہور تھے۔ یہ ۱۴ھ؁ مین بصرہ مین پیدا ہوا تھا۔ سرلیشی کہتا ہے کہ یہ ۱۵۹؁ء مین پیدا ہوا تھا۔ اسے شاعری سے جبلّی مناسبت تھی اور بچپن ہی سے شعرگوئی کی مشق کرنے لگا۔ حضرت علی نے اسے قرآن پڑھنے کی ترغیب دی۔ انکی صلاح سے اس نے قرآن کو حفظ کرنا شروع کیا۔ اتنے مین باپ انتقال کرگیا۔ باپ کے مرنے کے بعد پھر شاعری کی دُھن مین لگ گیا اور کچھ عرصے کے بعد نہایت اعلے درجہ کی مہارت حاصل کرلی۔ یہ بڑا بدصورت اور قبیح النظر تھا۔ اسیوجہ سے اسے فَرَزْدَق کہنے لگے۔ ساتھ ہی اسکے نہایت زشت خو اور خبیث الباطن تھا۔ ہجو کہنے مین ایسا بیباک تھا کہ پاک دامن وعصیمہ عورتو نکی عزت بھی اس سے محفوظ نہ تھی۔ اخطل کے ساتھ تو دوستانہ ارتباط رکھتا تھا اور جریر کا جانی دشمن تھا۔ اسکی قوت ہجوگوئی کے سبب سے سارے آدمی اس سے کانپتے تھے

اس نے اپنے ایام شباب مین بنی نہشل کی ایسی ہجو کی کہ خلیفہ نے اسے جلا وطن کردیا
یہ بھاگ کے مدینہ مین آیا اور ایک مدت تک وہان عیاشی وا وباشی مین ڈوبا رہا۔ اس نے
اپنی چچازاد بہن نوار کے ساتھ جو نہایت شکیلہ وجمیلہ تھی فریب سے نکاح کرلیا تھا۔
نوار کو اس سے ازحد نفرت تھی۔ ایک دن شراب کے نشہ مین اس نے اُسے طلاق دیدی
دوسرے دن جب ہوش مین آیا تو اپنے کیے پر بڑا نادم ہوا یہان تک کہ ندامت
مین اسکا نام بھی کُسعی کی طرح ضرب المثل ہوگیا۔ چنانچہ حریری مقامۂ اسکندریہ کے
آخر مین کہتا ہے "غَشِیَتْنِی نَدَامَةُ الْفَرَزْدَقِ حِیْنَ اَبَانَ النَّوَارَ وَالْکُسَعِیِّ
حِیْنَ اسْتَبَانَ النَّهَارَ" فرزدق نے خود بہت سے شعرون مین اپنی کمال ندامت
ظاہر کی ہے۔ اُن مین سے ایک یہان نقل کرتا ہون۔ ؎

نَدِمْتُ نَدَامَةَ الْکُسَعِیِّ لَمَّا	غَدَتْ مِنِّی مُطَلَّقَةً نَوَارُ

رثاء اور فخر۔ ہجو اور مدح مین فرزدق کے بے شمار قصیدے ہین۔ اسے سرقہ وانتحال
کی بھی عادت پڑی ہوئی تھی۔ دوسرون کے شعرون کو چُراکر اُن مین دوچار شعر اپنے ملادیتا
اور جھٹ دعوی کر بیٹھتا کہ یہ سب میرے طبعزاد ہین۔ اور اسکی ہجو کے خوف سے
کوئی چون بھی نہین کرتا۔ آدمی تو درکنار یہ ابلیس کی ہجو سے بھی نہ چوکا۔ جس قصیدہ
مین اس نے ابلیس کی ہجو کی ہے اُس مین سے چار شعر نقل کرتا ہون۔ ؎

اَلَمْ تَرَنِی عَاهَدْتُ رَبِّی فَاِنَّنِی	لَبَیْنَ رِتَاجٍ قَائِمٌ وَمَقَامِ
عَلٰی قَسَمٍ لَا اَشْتِمُ الدَّهْرَ مُسْلِمًا	وَلَا خَارِجًا مِنْ فِیَّ سُوْءُ کَلَامِ
اَطَعْتُکَ یَا اِبْلِیْسُ سَبْعِیْنَ حِجَّةً	فَلَمَّا انْتَهٰی شَیْبِی وَتَمَّ تَمَامِی
فَرَرْتُ اِلٰی رَبِّی وَاَیْقَنْتُ اَنَّنِی	مُلَاقٍ لِاَیَّامِ الْمَنُوْنِ حِمَامِی

اس کے قصائد فخریہ بھی بڑے غضب کے ہین۔ ایسے زور شور کے ساتھ گرجکر مفاخرت
کرتا کہ سامعین پر بلا کا رعب چھاجاتا تھا مدح مین بھی اسکا یہی حال تھا۔ یہ خاندان
علیؓ کا بڑا جان نثار دوست تھا۔ اس نے علی بن الحسین بن علی رضؓ کی مدح مین جو امام
زین العابدین کے نام سے مشہور ہین ایک قصیدہ میمیہ کہا ہے جو فصاحت و بلاغت

اعتبار سے لاثانی ہے - قصہ اس قصیدہ کا یہ ہے کہ ایک دفعہ خلیفہ ہشام بن عبدالملک حج کو گیا۔ اراکین دولت اور بہت سے سادات شام اُسکے ساتھ تھے - حج کے موقعہ پر طواف کرتے کرتے یہ حجرالاسود کے قریب پہونچے - ہشام نے حجرالاسود کو چومنا چاہا - مگر حاجیون کے انبوہ کثیر کی وجہ سے اُسے نہ چوم سکا - اتنے مین امام زین العابدین آئے - جب طواف کرتے کرتے وہ حجرالاسود کے پاس پہونچے تو سارے حاجی تعظیماً ہٹ گئے تاکہ یہ اُسے بوسہ دے سکین - شام کے سردارون نے اس غایت درجہ کے ادب و تعظیم کو دیکھکر ہشام سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے - ہشام نے تجاہل عارفانہ اختیار کیا اور کہا کہ مین اس سے واقف نہین - فرزدق کہین پاس ہی کھڑا تھا - اُس نے ہشام کا جواب سنکر امام زین العابدین کی مدح مین ایک نہایت پرتاثیر و بلیغ قصیدہ کہا جس سے ہشام نے ناراض ہوکر اُسے قید کردیا - قصیدہ کا مطلع یہ ہے ؎

هٰذَا الَّذِی تَعرِفُ البَطحَاءُ وَطأَتَہٗ	وَالبَیتُ یَعرِفُہٗ وَالحِلُّ وَالحَرَمُ

اسی قصیدہ مین وہ کہتا ہے ؎

هٰذَا ابنُ فَاطِمَۃَ اِن کُنتَ جَاهِلَہٗ	بِجَدِّہٖ اَولِیَاءُ اللّٰہِ قَد خُتِمُوا
اَللّٰہُ شَرَّفَہٗ قِدْمًا وَعَظَّمَہٗ	جَرٰی بِذَاکَ لَہٗ فِی لَوحِہِ القَلَمُ
وَلَیسَ قَولُکَ مَن هٰذَا بِضَائِرِہٖ	اَلعُرْبُ تَعرِفُ مَن اَنکَرتَ وَالعَجَمُ

فرزدق نہایت مسن ہوکر ۱۱۰ھ مین بصرہ مین جان بحق ہوا - حسن بصری - ابن سیرین اور جریر بھی اسی سال مین فوت ہوئے -

جریر - اسکا پورا نام ابوحزرہ جریر بن عطیہ ہے - یہ بھی تمیمی تھا اور ۴۲ھ مین پیدا ہوا تھا - اسکے والدین عراق مین رہتے تھے - اشعار فخریہ و مدحیہ و ہجویہ تینون مین کمال دسترس رکھتا تھا - جریر کی فرزدق سے سخت عداوت تھی - دونون ہجوگوئی مین یکتا تھے اور ایک دوسرے کی ہجو کرتے رہتے تھے - ان کے نقائض جو انہون نے ایک دوسرے کے خلاف کہے آج تک موجود ہین - جریر کا ایک شعر جو اُس نے فرزدق کی ہجو مین کہا بڑا مشہور ہے ؎

وَقَدْ زَعَمُوا اَنَّ الفَرَزْدَقَ حَيَّةٌ	وَمَا قَتَلَ الحَيَّاتِ مِنْ اَحَدٍ قَبْلِي

اسکے کلام مین صنعت اور عبارت آرائی زیادہ دکھائی دیتی ہے۔ مصنف کتاب الاغانی کی راے مین اسکا درجہ اخطل اور فرزدق سے بڑھکر ہے۔ دو وجہ سے وہ جریر کو اسکے ہمعصرون پر ترجیح دیتا ہے۔ اول اس لیے کہ اسے فنون شعر مین اورون کی نسبت زیادہ کمال حاصل تھا۔ دوم اس لیے کہ اسکے الفاظ سہل اور عام فہم ہین۔ یہ حجّاج بن یوسف والی عراق کا مادح تھا۔ اسکی تعریف مین اس نے ایسے اعلے درجہ کے قصائد کہے کہ خلیفہ عبدالملک کو بہت بُرا معلوم ہوا۔ اور وہ جریر کا مخالف ہوگیا۔ لیکن ایکدفعہ جب جریر دمشق کو گیا تو اُس نے عبدالملک کی مدح مین ایک قصیدہ پڑھا۔ خلیفہ یون ہی کچھ بے توجہی سے سن رہا تھا۔ قصیدہ پڑھتے وقت جب جریر اس شعر پر آیا ؎

اَلَسْتُمْ خَيْرَ مَنْ رَكِبَ المَطَايَا	وَاَنْدَى العَالَمِينَ بُطُونَ رَاحِ

تو خلیفہ نے بلند آواز سے کہا "اگر کوئی ہماری مدح کرے تو اس طرح کرے ورنہ خاموش رہے"۔ عمر ثانی کے عہد مین اس نے بڑی شہرت و ناموری حاصل کی۔ اہل دربار اور عوام الناس دونون اسکی قدر کرتے تھے۔ اس کے بعض قصائد مدحیہ آب زر سے لکھنے کے لایق ہین۔ خصوصاً وہ قصیدہ جو اُس نے عمر ثانی کی تعریف مین کہا ہے اور جس کا مطلع یہ ہے۔

اِنَّا لَنَرْجُو اِذَا مَا الغَيْثُ اَخْلَفَنَا	مِنَ الخَلِيفَةِ مَا نَرْجُو مِنَ المَطَرِ

اسکے اشعار فخریہ بھی ستم ڈھاتے ہین۔ اپنے قبیلہ کی مدح مین اُس نے ایک بےنظیر شعر کہا ہے۔

اِذَا غَضِبَتْ عَلَيْكَ بَنُو تَمِيمٍ	حَسِبْتَ النَّاسَ كُلَّهُمُ غِضَابَا

ہجو مین اسکا یہ حال تھا کہ جسکی ایک دفعہ ہجو کہتا وہ پھر ایسا نکو بن جاتا تھا کہ غیرت دار لوگون مین سر اُٹھانے کے لایق نہین رہتا۔ اُس زمانہ مین ایک گھٹیا شاعر تھا جسکا نام عُبید تھا۔ اس نے پانچ شعرون مین شترون کے اوصاف بیان کیے تھے اس سبب سے لوگ اسے راعی الابل کہنے لگے۔ یہ بنی نُمیر مین سے تھا اور علانیہ فرزدق کو جریر پر فوقیت دیتا تھا حالانکہ جریر نے اس کے قبیلے بنی نُمیر کی تعریف

مین ایک قصیدہ بھی کہا تھا۔ ایک دن یہ شامت زدہ راعی اپنے بیٹے کے ساتھ کہین جا رہا تھا۔ راستہ مین جریر ملگیا اور راعی کو ملامت کرنے لگا۔ راعی کے بیٹے جندل نے باپ سے کہا کہ اسکی بات کو کیا سُنتے ہو۔ چلو! یہ کہکر اُس نے اپنے خچر کو ایک چابک لگایا۔ خچر نے بدک کر ایسی دولتی چلائی کہ جریر کی ٹوپی زمین پر گر پڑی جریر نہایت آشفتہ ہوا اور اُسی رات بنی نمیر کی ہجو مین اسّی شعر لکھ ڈالے۔ دوسرے دن ان اشعار کو لے کر اُس مجمع عام مین حاضر ہوا جہان راعی اور فرزدق بھی موجود تھے وہان آتے ہی اُس نے وہ شعر پڑھنے شروع کر دیئے حاضرین سکوت کے عالم مین اُسکے اشعار سُنتے رہے۔ اتنے مین اُس نے یہ دلدوز جگر سوز شعر پڑھا۔ ؎

فَغُضَّ الطَّرْفَ اِنَّكَ مِنْ نُمَيْرٍ	فَلَا كَعْبًا بَلَغْتَ وَلَا كِلَابَا

راعی اور اُسکے ساتھی نہایت شرمندہ ہوا اپنے اپنے خچر پر سوار ہو گئے اور اُسی دم بصرہ سے نکل بھاگے۔ اور اپنے قبیلہ سے جا ملے۔ جریر نے ۱۲۹ھ مین اپنے وطن یمامہ مین وفات پائی۔

کُثَیِّر ابو صخر۔ یہ شاعر حجاز مین پیدا ہوا تھا۔ حضرت علی رض کے خاندان کا بڑا جان نثار دوست تھا۔ یہ اخطل۔ فرزدق اور جریر کا معاصر تھا۔ یہ اسقدر پست قد تھا کہ اسکے حاسد ہمیشہ اسکے کوتاہ قامت پر اسکا خاکہ اُڑاتے تھے۔ اَلْاَحْوَص اسکا بڑا دوست تھا الاحوص کو بھی شعر گوئی کا شوق تھا۔ کُثیّر اور الاحوص کا کلام سادہ اور عام فہم ہے۔ ایک دفعہ یہ دونون ملکر خلیفہ عمر بن عبد العزیز کے سامنے حاضر ہوئے۔ اور اُسکی مدح مین ایک ایک قصیدہ کہا۔ کُثیّر کے قصیدہ کا مطلع یہ ہے۔ ؎

وَلِيتَ فَلَمْ تَشْتُمْ عَلِيًّا وَلَمْ تُخِفْ	بَرِيًّا وَلَمْ تَتْبَعْ مَقَالَةَ مُجْرِمِ

اور احوص کے قصیدہ کا مطلع یہ ہے۔ ؎

وَمَا الشِّعْرُ اِلَّا خُطْبَةٌ مِنْ مُؤَلِّفٍ	بِمَنْطِقِ حَقٍّ اَوْ بِمَنْطِقِ بَاطِلٍ

کُثیّر عمر رسیدہ ہو کر مرا اور احوص اپنے اشعار عشقیہ کی وجہ سے جزیرہ دَہْلَک کو جلا وطن کیا گیا جہان وہ کچھ عرصہ کے بعد فوت ہوا۔

غیلان بن عقبہ۔ یہ شاعر ذو الرُّمَّہ کے نام سے مشہور ہے۔ اپنے زمانہ مین اس نے بڑی شہرت پائی۔ اسکا کلام جاہلیت سے بہت ملتا ہے۔ جاہلی شعرا کی مانند اپنے پیچیدہ اور مغلق قصائد مین دیارِ یار کے کھنڈرون پر بڑے زور شور کے ساتھ ماتم کیا کرتا تھا۔ محقق اور ادیب دونون کے لیے اس کے کلام کا مطالعہ خالی از نفع نہین ہے۔

اعشا ہمدان۔ یہ شاعر قاری اور فقیہ بھی تھا۔ اس کے اشعار فخریہ بعض بعض مقامات مین ہر دل عزیز تھے۔ ایک دفعہ دیلمیون نے اسے اسیر کرلیا۔ آخر مین ایک دیلمی لڑکی نے جو اسیر عاشق ہوگئی تھی اسے بچایا۔ یہ ۸۲؁ مین حجاج کے حکم سے مارا گیا۔

لیلیٰ الاخیلیّہ۔ یہ شاعرہ مرثیہ خوانی مین یکتا گذری ہے۔ خنسا کو چھوڑ اور کوئی شاعرہ اسکی ہم پلہ نہین ہے۔ اس نے اپنے عاشق توبہ بن الحُمَیّر پر بڑے رقت انگیز دور دخیز مرثیے کہے ہین۔ خلیفہ عبد الملک اسکی از حد تعظیم کرتا تھا۔ اور جب کبھی وہ اُسکے دربار مین حاضر ہوتی اُسے بہت کچھ انعام و اکرام دیتا تھا۔ حجاج بن یوسف والی عراق کی تعریف مین اس نے کئی نظمین کہین۔ نابغۃ الجعدی کی اور اسکی ہمیشہ چشمک رہتی تھی۔ یہ ۸۰؁ مین جان بحق ہوئی۔

عبد اللہ بن المخارق۔ اسیکو نابغہ شیبانی بھی کہتے ہین۔ یہ عیسائی تھا اور بات بات مین سوگند کھاتا تھا۔ عبد الملک اور ولید اسکے مربی تھے۔ ان دونون خلفاء کی مدح مین اس نے کئی قصائد کہے۔ خلیفہ ہشام کو اس سے نفرت تھی۔

عمیر بن شییم۔ اسی شاعر کو القطامیؔ اور صریع الغوانی بھی کہتے ہین۔ یہ عیسائی تھا۔ عبد الواحد بن سلیمان کی مدح بڑی بلیغ نظمون مین کی ہے۔ اخطل اسکے کلام دلپذیر پر عاشق تھا۔ ایک مرتبہ اخطل نے اسکے تھوڑے سے اشعار خلیفہ عبد الملک بن مروان کے آگے پڑھے۔ ان مین سے دو شعر یہان نقل کیے جاتے ہین ؎

وَالعَيشُ لَا عَيشَ إِلَّا مَا تَقَرُّ بِهِ	عَينٌ وَلَا حَالَ إِلَّا سَوفَ تَنتَقِلُ
قَد يُدرِكُ المُتَأَنِّي بَعضَ حَاجَتِهِ	وَقَد يَكُونُ مَعَ المُستَعجِلِ الزَّلَلُ

عبد الملک نے ان اشعار کو سُنکر کہا "ثَكِلَتِ القُطَامِيَّ أُمُّهُ - هٰذَا وَاللّٰهِ الشِّعرُ"

یہ شاعر ۱۲۶ھ مین مرا۔

خلیفہ ولید ثانی - یہ شخص کئی خوبیان رکھتا تھا - فن شاعری اور موسیقی مین اسے اعلے درجہ کی مہارت تھی - اور مزید بران مصور اور مغنّی بھی تھا - کہتے ہین کہ عیاش و میخوار ہونے کے علاوہ یہ زندیق بھی تھا - جب یہ مکہ کو گیا تو وہان کے مشہور مغنی یحیی فیل کو بلاکر رقص و سرود مین اُس سے کئی سبق لیئے - اسکا کلام سادہ اور عاشقانہ ہے - غزلین گانے اور بین بجانے مین کمال رکھتا تھا - اگر اسکی رعایا اسے قتل نہ کردیتی تو مشق سے اسکا کلام اور دلاویز ہوجاتا -

طِرِمّاح بن حُکیم - یہ شاعر خارجی تھا - اسکی پیدائش دمشق کی تھی - کلام اس کا نہایت شستہ و پاکیزہ ہے - یہ کُمیت کا دلی دوست تھا گو کمیت شیعہ تھا - اسی کی وہ پُر لطف نظم ہے جسکا مطلع یہ ہے -

تَبَغَّضَ اِلَی کُلِّ امْرِئٍ غَیْرِ طَائِلٖ	لَقَدْ زَادَنِی حُبًّا لِنَفْسِیَ اَنَّنِی

الکُمَیت بن زید - یہ شریف خاندان سے تھا - یہ عربی زبان مین بڑا فاضل تھا اور ایام العرب سے غایت درجہ کی واقفیت رکھتا تھا - اسکا باپ زید حضرتؑ کا مداح تھا - کُمیت نے بنی ہاشم کی مدح مین بے شمار قصائد کہے - اس سبب سے بنی اُمیہ اسکے دشمن تھے - بنی اُمیہ کی ہجو بھی اس نے کئی نظمون مین کی تھی - انجام کار ہشام نے اسے قید کردیا اور اُسکی زبان اور ہاتھون کے کٹوانے کا ارادہ کیا - جب اسکی زوجہ کو اس امر کی خبر ملی تو وہ چُپکے سے قیدخانہ مین آئی اور اپنے شوہر کو اپنے کپڑے اُتار کر دیئے اور کہا کہ تو انہین پہن لے اور بھاگ جا - کمیت نے ایسا ہی کیا - کچھ دنون کے بعد کُمیت کی ملاقات خلیفہ کے بیٹے مَسلَمہ سے ہوئی - شاعر نے معاویہ کی مدح مین فی البدیہہ ایک ایسا قصیدہ کہا جس سے مَسلَمہ بہت خوش ہوا اور اپنے والد سے سفارش کی کہ کمیت کو معاف کردے - خلیفہ نے اُسے معاف کردیا اور بعد ازان اسکی بڑی تعظیم و تکریم کی اسی مسلمہ کی تعریف مین کمیت نے وہ قصیدہ کہا ہے جسکا مطلع یہ ہے -

وَلَا اسْتَعْذَبَ الْعَوْرَاءَ یَوْمًا فَقَالَهَا	فَمَا غَابَ عَنْ حِلْمٍ وَلَا شَهِدَ الْخَنَا

کمیت کا نام اشعار طویلہ کہنے مین ضرب المثل ہوگیا تھا - حریری مقامۂ کوفیہ مین کہتا ہے -

وَ اِنَّمَا لِی فُنُوْنُ سِحْرٍ	اِبْتَدَعْتُ فِیْهَا وَ مَا اقْتَدَیْتُ
لَمْ یَحْکِهَا الْاَصْمَعِیُّ فِیْمَا	حَکٰی وَ لَا حَاکَهَا الْکُمَیْتُ

یہ سن رسیدہ ہوکر ۱۲۶ء مین سپاہیون سے لڑتے لڑتے مارا گیا -

اس زمانہ مین کئی ایرانی مسلم ایسے ہوئے ہین جنہون نے عربی زبان مین شعر کہے ہین النَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِهِمْ - قوم عرب نے ملک گیری کے ساتھ اسلام کی ترقی واشاعت کو مدنظر رکھا - اور ہمیشہ یہی کوشش کی کہ کسیطرح اور قومین بھی اسلام کو قبول کرین - آتش پرست عجمیون کے درمیان اسلام بہت جلد پھیلا - چند ہی سال کے اندر لکھوکھا عجمی اسلام نے آئے اور زبان وپوشش مین اپنے فاتحون کی نقل کی - ان عجمی مسلمون کو جو موالی کہلاتے ہین عربی کا مطالعہ کرنا پڑتا تھا - اعراب کی اسوقت تک زیادہ قدر نہ تھی اس سبب سے ان بیچارون کو بڑی بڑی دقتین پیش آتی تھین - علاوہ برین کئی حروف ایسے ہین جن کے تلفظ کی صحت انکے واسطے نہایت دشوار تھی - لہذا انکی تقریر سے خاص عرب کو بڑی نفرت تھی - تاہم تحریر مین یہ عجمی اپنے فاتحون سے ہٹتے نہ تھے - یہی عجمی تھوڑے عرصہ کے بعد علم وہنر اور فضیلت ولیاقت مین عرب کے ہم پلہ وہمپایہ ہوگئے - زیاد بن سلیمان الاعجم پہلا عجمی شاعر ہے جس نے مہلب ابن ابی صُفرہ کی مدح مین بہت سے قصائد عربی زبان مین لکھے - دوسرا عجمی شاعر جس نے عربی مین شعرخوانی کی اسمٰعیل بن یسار ہے - اس نے ایک دفعہ خلیفہ ولید کے سامنے اپنی قوم کی مدح مین ایک پُرجوش قصیدہ پڑھا - اسکی اس شوخی سے خلیفہ کا مزاج ایسا درہم برہم ہوا کہ اُسنے اُسے ایک تالاب مین جس مین پانی بھرا تھا ڈلوادیا - تھوڑی دیر کے بعد وہ نیم مردہ حالت مین نکلوایا گیا اور حجاز کو جلاوطن کیا گیا - اسی زمانہ ابوعطا افلح ابن یسار نے بھی عربی مین اشعار لکھے - اسکا باپ ہندو تھا گو شاعر کوفہ مین پیدا ہوا - ابوعطا نے بنی اُمیّہ کی مدح اور عباسیون کی اس نے خلیفہ منصور عباسی کی مدح مین قصائد لکھے - مگر منصور اسکے تلون

...خلیفہ کے عہد مین ۱۲۶ھ مین یہ فوت ہوا - اسی زمانہ مین ایک شخص اعجوبۂ روزگار
حماد بن سابور الراویہ ہوا ہے - اسکا حافظہ غضب کا تھا - ایام عرب کے سینکڑون قصائد
اور جاہلیت کے ہزارون اشعار اسے ازبریاد تھے - یہ بھی عجمی تھا اور کوفہ مین پیدا ہوا تھا یہی
السبع المعلقات کا جامع اور سب سے پہلا شارح ہے - یزید اور ہشام دونون اسکی بڑی
تعظیم و تکریم کرتے تھے - اوائل عمر مین یہ رہزن تھا - ایک رات ایک مسافر کی جیب اس نے
تراش لی - منجملہ اور چیزون کے ایک کاغذ کا ورق بھی ہاتھ لگا جس پر کچھ اشعار لکھے تھے - اُس
ورق سے اسکے دل مین لکھنے پڑھنے کا شوق پیدا ہوا - تحصیل علم سے فارغ ہو کر شعر گوئی کی
مشق شروع کی اور نہایت اعلے درجہ کے شعر کہنے لگا - المفضّل الضّبّی کا قول ہے کہ حماد
قدماء کے کلام مین اکثر اپنا کلام ملا دیا کرتا تھا - کہتے ہین کہ خلیفہ المہدی کے آگے اس نے اپنے
اس فریب کا اقرار بھی کیا - اسمین شک نہین کہ یہ شخص فاضل اجل تھا اور شعراء جاہلی کے ڈھنگ
پر آسانی سے شعر کہہ لیا کرتا تھا - معلقات کے علاوہ جاہلیت کی صدہا نظمین اسی کی بدولت
آج تک ہمارے پاس موجود ہین - اس زمانہ مین اشتہاد و استناد مین کوئی دوسرا شخص اسکی
طرح ماہر نہ تھا - نقدِ کلام کا یہ جوہری اور سند و ثبوت کے لحاظ سے زندہ لغت تھا - قوت
امتیاز ایسی رکھتا تھا کہ متقدمین کے کلام کو صاف پہچان لیتا تھا - ۱۵۵ھ مین اسکا انتقال ہوا
بنی اُمیّہ کے عہد مین لوگون کی توجہ تاریخ کی طرف ہوئی - قصّون اور افسانون روایتون
اور کہانیون کا زمانہ ختم ہوا اور تحقیق کا مرتبہ روز بروز بلند ہوتا گیا - سب سے پہلے معاویہ
کے بھائی زیاد نے اس طرف قدم بڑھائے اور عرب کے قدیم خاندانون کے شجرے
تیار کیے - اسی کے ہمعصر عبید بن شریح یمنی نے یمن کے بادشاہون کے قصے
مرتب کیے - یہ شخص صَنعَاء سے آیا اور معاویہ اسکی بڑی قدر کرتا تھا - وہب بن
منبّہ ابناوی نے جو ۶۳۵ء مین پیدا ہوا تھا اوائل عرب پر ایک کتاب لکھی - یہ محدث
تھا بہت سی حدیثین جمع کین - یہ فقہ اور الٰہیات مین بھی دخل رکھتا تھا - ۷۳۲ء
انتقال ہوا - ابو مخنف لوط نے ۳۲ رسالون مین مختلف واقعات اور مشاہیر
ان رسالون مین مصنف نے فتح عراق کے متعلق بھی بہت کچھ حال دیا ہے -

ابو مخنف ۱۴۰ھ مین مرا۔ حدیثین بھی سب سے پہلے اسی عہد مین جمع ہوئین۔ محمد بن مسلم
بن شہاب الزہری بڑا نامی محدث ہوا ہے۔ یہ ۶۹ھ مین مدینہ مین پیدا ہوا اسکے
والد نے طبع موزون اور عقل سلیم دیکھکر خوب تعلیم دلوائی۔ روزگار کی تلاش مین ملک شام
کو گیا جہان خلیفہ ہشام نے اُسے اپنے لڑکون کا اتالیق بنا دیا۔ یزید ثانی اور عُمر ثانی
کے عہد مین بڑے بڑے عہدون پر مامور ہوا۔ اور بڑی دیانت اور حسن لیاقت کے ساتھ ا
فرائض کو انجام دیا۔ مشکل مسائل مین اسکا فیصلہ مقدم تسلیم کیا جاتا تھا۔ اسنے ازحد جانفشانی
کر کے ہزارون حدیثین جمع کین اور انکی چھان بین مین بڑی عرقریزی کی۔ یہ کتب بینی
مین ہروقت مستغرق رہتا تھا۔ ایک روز اس کی زوجہ اسکے مطالعہ سے تنگ آکر بو
کہ اسکی کتابین سوکنون سے بھی بدتر ہین۔ یہ ۷۳ برس کا ہوکر ۱۴۲ھ مین جان بحق
اسی عہد مین کئی اور علوم کی طرف لوگون کی توجہ ہوئی۔ دمشق کے ایک عیسا
نے مناظرہ کی ایک کتاب لکھی اور دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کیا کہ مسیحی دین بر
ہے۔ حَسَن بَصَری جس نے ۲۳ھ مین قضا کی اس زمانہ کا سب سے مشہور علامہ وفقیہ
ہے۔ اسکی ذکاوت و فطانت کے بہت سے قصے بیان کیے جاتے ہین۔ حَسَن ا
ایک شاگرد واصل بن عطا اسی عہد مین مذہب معتزلہ کا بانی ہوا۔ اشتال کیمیا
بھی اسی زمانہ مین علماء کا خیال ہوا۔ خالد بن یزید نے علم کیمیا پر تین رسالے
اس نے یہ علم ایک راہب سے سیکھا تھا جسکا نام ماریانس تھا۔ غرض بنی اُمیّہ
مین عربی ادب اور علوم و فنون نے اپنا رنگ دکھانا شروع کیا اور رفتہ رفتہ عبا
کے دور حکومت مین وہ شان و وقعت حاصل کی جسکی مثال مشکل سے کسی د
قوم کی تاریخ مین ملے گی

مختصر فہرست مضامین کتاب ہذا

پہلا حصہ ختم ہوا

حصہ دوم مین ذیل کے مضامین ہونگے

خلفا، خاندان عباسیہ۔ اس زمانہ کی بے نظیر ترقی۔ علما و شعرا۔ مذہبی فرقے۔ مشہور تصنیفات۔ ترکون کا زور۔ فتح قسطنطنیہ۔ مصر کے فاطمی خلفا۔ یہان کی تصانیف۔ اندلس کی تاریخ۔ یہان کی خلافت۔ غرناطہ و قرطبہ کے دار العلوم اور کتب خانے۔ یہان کے مشاہیر۔ قاہرہ و بیروت کے جدید حالات۔ عربی اخبار وغیرہ۔

اعلان

العبد

محمد عبدالاحد غفرلہ الصمد۔ ماہ نومبر سنہ ۱۹۰۹ عیسوی

در مطبع مجتبائی واقع دہلی باہ نومبر سنہ ۱۹۰۹ء طبع گردید